Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

150462 820/176

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مکمل تحقیقات انسانی خوراک

عرف

نقائص گوشت خوری

37

از

کیول رام

کسولی

تعداد ۱۲۰۰ طبع شدہ ۷ جولائی ۱۹۴۱ء

212/354

150462 820/176

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

* ओ३म् *

पुस्तक-संख्या [illegible]

पंजिका-संख्या १८३५०

पुस्तक पर सर्व प्रकार की निशानियां लगाना वर्जित है। कोई महाशय १५ दिन से अधिक देर तक [illegible]

37

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम इन्सानी खोराक उर्फ मुकायसा गोश्त खोरी

लेखक केवल राम कसौली

प्रकाशन वर्ष 1941

आगत संख्या 37

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CHECKED 1973

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مکمل تحقیقات انسانی خوراک

عرف

نقائص گوشت خوری

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

از
کیول رام
کسولی

37'U

آفتاب عالم پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام
لالہ کیول رام پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا
بار اول۔ تعداد ۱۲۰۰۔ قیمت عمر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	تمہید	۱
۲	جانوروں کے فواید	۵
۳	پرندے اور حیوان	۱۰
۴	صحت پر گوشت خوری کا اثر اور اس کے نقصانات	۱۹
۵	" " " " " " (نظم)	۲۶
۶	انسانی صحت پر گوشت خوری کا اثر	۲۷
۷	گوشت خوری اور بہادری	۴۴
۸	" " " (نظم)	۵۵
۹	گوشت خوروں اور سبزی خوروں کی صحت اور طاقت کا مقابلہ	۵۶
۱۰	" " " " " " " " (نظم)	۶۷
۱۱	کیا گوشت انسان کی قدرتی خوراک ہے نمبرا	۶۸
۱۲	" " " " " (نظم)	۸۲
۱۳	" " " " " " نمبر۲	۸۳
۱۴	گوشت اور اناج کا مقابلہ (نظم)	۹۳
۱۵	سیر اور اس کا فائدہ	۹۴
۱۶	گوشت خوری اور مذہب	۹۶
۱۷	بانیان مذاہب کے اصولوں کا اختصار	۱۰۵
۱۸	نرگ اور سورگ	۱۰۶
۱۹	مسئلہ قربانی	۱۰۷
۲۰	گوشت خوری کے حق میں ایک مولوی صاحب کے دلائل اور انکا رد	۱۲۶
۲۱	مسئلہ چھوت چھات	

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۲	گوشت خوری دھرم، اخلاق اور انصاف کی نظر میں	۱۵۰
۲۳	" اخلاق کی نظر میں	۱۶۳
۲۴	انسان کے چال چلن پر گوشت خوری کا اثر نمبر ۱	۱۶۴
۲۵	" " " " " " (نظم)	۱۶۹
۲۶	" " " " " نمبر ۲	۱۷۰
۲۷	اسکیمو لوگوں کے حالات	۱۸۳
۲۸	پریم اور محبت	۱۸۷
۲۹	انصاف	۱۹۰
۳۰	انسان کے مظالم جس میں ہندوؤں کے مندر بھی شامل ہیں	۱۹۲
۳۱	مندروں میں حیوانوں پر مظالم (نظم)	۲۰۰
۳۲	موت	۲۰۱
۳۳	رنگ اور روپ	۲۰۴
۳۴	گوشت خوری اور کفایت شعاری	۲۰۶
۳۵	جانوروں کی زیادتی	۲۱۱
۳۶	بھیڑ اور بکری سے فائدہ	۲۱۳
۳۷	گوشت خوری اور کفایت شعاری (نظم)	۲۱۵
۳۸	گوشت خوری اقتصادی نقطہ نگاہ میں نمبر ۱	۲۱۷
۳۹	گائے کے متعلق اقتصادی نقطہ نگاہ	۲۲۶
۴۰	چند نہایت ضروری امور	۲۲۹
۴۱	بے رحموں کا سردار (نظم)	۲۴۳
۴۲	گئو رکھشا کے متعلق ایک مسلمان دوست کا نظریہ	۲۴۴
۴۳	گوشت خور انسان اور سبزی خور حیوان کا مقابلہ (نظم)	۲۴۹
۴۴	گائے کی قربانی کا خاص حکم نہیں	۲۵۱

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

37'U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۲	گوشت خوری دہرم اخلاق اور انصاف کی نظر میں	۱۵۰
۲۳	" اخلاق کی نظر میں	۱۶۳
۲۴	انسان کے چال چلن پر گوشت خوری کا اثر نمبر	[illegible]
۲۵	" " " " " " " "	۱۷۹
۲۶	" " " " " " نمبر ۳	۱۸۰
۲۷	اسکیمو لوگوں کے حالات	[illegible]
۲۸	پریم اور محبت	[illegible]
۲۹	انصاف	[illegible]
۳۰	انسان کے مظالم جس میں ہندوؤں کے مندر بھی شامل ہیں	۱۹۲
۳۱	مندروں میں حیوانوں پر مظالم (نظم)	۲۰۰
۳۲	موت	[illegible]
۳۳	رنگ اور روپ	[illegible]
۳۴	گوشت خوری اور کفایت شعاری	[illegible]
۳۵	جانوروں کی زیادتی	۲۱۱
۳۶	بھیڑ اور بکری سے فائدہ	۲۱۳
۳۷	گوشت خوری اور کفایت شعاری (نظم)	۲۱۵
۳۸	گوشت خوری اقتصادی نقطہ نگاہ میں نمبر ۱	۲۱۷
۳۹	گائے کے متعلق اقتصادی نقطہ نگاہ	۲۲۶
۴۰	چند نہایت ضروری امور	۲۲۹
۴۱	بے رحموں کا سردار (نظم)	۲۴۳
۴۲	گئو رکھشا کے متعلق ایک مسلمان دوست کا نظریہ	۲۴۴
۴۳	گوشت خور انسان اور سبزی خور حیوان کا مقابلہ (نظم)	۲۴۹
۴۴	گائے کی قربانی کا خاص حکم نہیں	۲۵۱

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

37'U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۳۲۶

تمہید

جب میری عمر نو برس کی تھی۔ تو ایک مسلمان لڑکا صدرالدین نامی میرا دوست تھا۔ اس لڑکے کے گھر کے پاس ہی ایک چھوٹے سے مکان میں قصاب بکرے ذبح کیا کرتے تھے۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا۔ کہ میں اپنے دوست کے ہمراہ اس کے مکان پر کھیلنے گیا۔ دو قصاب دو بکرے لے کر وہاں آئے۔ مجھے اس سے پیشتر کبھی جانوروں کو ذبح ہوتے دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ دونوں قصابوں میں سے ایک نے ایک بکرے کی ٹانگیں پکڑیں۔ دوسرے نے بکرے کی نصف گردن چھری سے کاٹ دی۔ تڑپتی ہوئی لاش کو انہوں نے ایک طرف رکھ کر دوسرے بکرے کو پکڑا۔ پہلے ذبیحہ کے دوران میں دوسرا بکرا ایک عجیب حسرت بھری نظر سے اس دلدوز منظر کو دیکھتا رہا۔ غالباً وہ اپنی آنے والی مصیبت کا انتظار کر رہا تھا۔ مگر ظالم کے ہاتھوں میں پھنس کر وہ اس کی چھری کے وار سے کہاں چھٹکارا پا سکتا تھا۔ چنانچہ اس کا بھی وہی حشر ہوا۔ جو پہلے کا۔ ایک گھنٹہ کے اندر اندر انہوں نے بکروں کا خون بہا کر گوشت سے پوست الگ کر دیا۔ اور اپنے ٹوکروں میں ڈال کر چلے گئے +

میرے دل پر اس جاں گداز واقعہ نے ایک ایسی یاد چھوڑی۔ کہ میں اس کو زندگی بھر نہیں بھول سکا۔ اس کے بعد جب میری عمر ۱۶ برس کی تھی۔ تو میں نے سپاٹو کے نزدیک راستے میں دیکھا۔ کہ ایک کمہار نے ایک ہی وار میں ایک بکرے کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اس سے بھی میرے احساسات کو جھٹکا لگا۔ میں نے محکمہ کمسریٹ میں ۱۸۹۳ء سے ۱۸۹۰ء تک گماشتہ گیری کی ملازمت کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں نے ۱۸۹۶ء کے ماہ اکتوبر میں بطور گماشتہ
پلٹن کے ہمراہ براستہ پیدل سپاٹو سے میانمیر اور وہاں سے واپس انبالہ تک
گڈوں میں سفر کیا۔ اس سفر کے دوران میں بھی کئی مرتبہ جانوروں کو قتل ہونے
دیکھنے کا اتفاق ہوا

ان واقعات کے مشاہدہ سے میرے دل کی یہ حالت ہو گئی۔ کہ میں ہر وقت
اپنے آپ سے سوال کرتا تھا۔ کہ یا پرماتما! یہ کیسے انسان ہیں۔ جو اپنی زندگی گذارنے
اور شکم پُری کے لئے بلاوجہ بے قصور بے زبان جانوروں کو موت کے گھاٹ
اتارتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ چھری اٹھاتے وقت ان کے دل کا یہ
احساس کہ ان کے ذبیحہ سے بے سمجھ اور بے زبان جانداروں کو ناقابل
برداشت تکلیف پہنچے گی۔ مردہ ہو چکا ہے۔ اسی وقت سے میں جانوروں کے
متعلق جو جو باتیں جہاں کہیں سے ملیں۔ اکٹھا کرتا رہا۔ اور یہ سب مصالحہ جو
اس کتاب میں ہدیہ ناظرین کیا جا رہا ہے۔ زاید اس چالیس سال جمع ہوتا رہا
ہے۔ جو میں نے مختلف کتب یعنی قرآن شریف۔ بائیبل۔ گیتا۔ ستیارتھ پرکاش
مہابھارت۔ فلسفہ اعتدال۔ کلیات آریہ مسافر وغیرہ وغیرہ سے۔ نیز اخبارات
سے اکٹھا کر کے قلمبند کیا ہے۔ نیز اپنے بہت سے خیالات کو جگہ جگہ پر ظاہر
کیا ہے۔ گو کہ میں نے بہت سی کتب کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ مگر میری تحریر
ایک طویل مدت کے مشاہدات پر مبنی ہے۔

ناظرین کتاب سے میری یہ التجا ہے۔ کہ متلاشیان حق اس تحقیقات کی
جو میں نے مستند تواریخی کتب سے مسلسل اخذ کی ہے۔ صحیح پرکھ کرنے کی کوشش
کریں۔ محض اپنے مذہب۔ اپنے رواجوں اور اپنے خیالات کے مطابق نہیں۔ بلکہ
سچائی کو مدنظر رکھتے ہوئے۔

مکمل انسان وہی بن سکتا ہے۔ اور کہلا سکتا ہے۔ جس کا تن من اور بدھی
یکساں نشوونما پائیں۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے (گو میں تو اس بات کو نہیں مانتا)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ بھی فرض کر لیں۔ کہ گوشت خوری سے تن فربہ ہوتا ہے۔ تو من اور بدھی کا کمزور ہونا لازمی ہے۔ گوشت خور عموماً یورپین لوگوں کی مثال پیش کرتے ہیں۔ مگر خواہ یورپین ہوں یا دوسری قومیں۔ کیا کوئی سینے پر ہاتھ رکھ کر از روئے انصاف کہہ سکتا ہے۔ کہ ایسی قوموں کے من پاک ہوتے ہیں۔

آج بے شمار جانور انسانوں کے ناپاک اور بے رحم دلوں کی وجہ سے تشدد کا شکار ہو رہے ہیں۔ میں نے اپنے مدت مدید کے خیالات کو اس مضمون میں یکجا کیا ہے۔ اور ان کو اپنی عمر کے آخری حصہ میں متلاشیان راستی کے سامنے کتاب کی صورت میں پیش کرتا ہوں۔ میری دلی خواہش ہے۔ کہ جہاں یہ اوراق ان ناظروں کے سامنے جائیں۔ جو میری طرح ہی جانوروں کے اس قتل عام کو دیکھ کر رنجیدہ رہتے ہیں۔ وہاں میرے وہ بھائی بھی جو اس قتل عام میں حصہ دار ہیں۔ پکشپات (تعصب) کو چھوڑ کر میرے خیالات کا مطالعہ کریں۔

میں نے گوشت خوری کے نقصانات پر ہر نقطہ نگاہ سے وچار کیا ہے۔ روحانیت بہادری۔ اقتصادی حالت۔ صحت۔ رحم۔ انصاف۔ مساوات۔ گوشت خور جانوروں اور گوشت نہ کھانے والے جانوروں میں اختلاف چال چلن۔ جانوروں سے انسان کو فائدے۔ نہ ہونے سے نقصانات۔ مسئلہ قربانی۔ آغاز دنیا سے پہاپرشوں کے اس وشے پر خیالات اور احکام۔ حساب سے گوشتخوری کی پڑتال۔ حساب غیر معمولی طور پر گوشت خوری کی تردید کرتا ہے۔ مسئلہ چھوت چھات۔ محبت۔ ان سب وشوں پر الگ الگ مضمون دیئے ہیں۔ مجھے گوشت خوری میں فائدہ کوئی بھی نظر نہیں آیا۔ جس وشہ پر وچار کیا۔ اس مثال سے مطابق پایا۔ کہ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔ انسانی نقطہ نگاہ سے سب ٹیڑھی ہی ٹیڑھی نظر آئیں۔

ناظرین جتنی مرتبہ اس کتاب کو ٹھنڈے دل سے پڑھیں گے۔ ہر مرتبہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نئی نئی معلومات سے بہرہ اندوز ہوں گے۔ میں چونکہ معمولی تعلیم یافتہ ہوں۔ میری تحریر بھی معمولی ہے۔ میں نے سادہ زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس لئے پڑھنے والوں کی سیوا میں نویدن ہے۔ کہ وہ میرے نفس مضمون کی طرف دھیان دیں۔ اور الفاظ اور عبارت میں جو خامیاں ہوں۔ ان کو نظر انداز کر دیں ÷ اوم شم

کیول رام

آف فرم لالہ سالگ رام اینڈ سنز۔ کسولی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جانوروں کے فوائد

درختوں اور پودوں کے دشمن

انسان نے شروع سے ہی دُنیا کے انتظام میں بہت اُلٹ پھیر کئے ہیں۔ لیکن پھر بھی روئے زمین پر بڑے بڑے جنگل پہلی جیسی حالت میں موجود ہیں۔ ان جنگلوں کے بہت سے سخت دشمن ہوتے ہیں۔ کئی قسم کے کیڑے وغیرہ ان پودوں کی جڑوں میں شاخوں پر اور پتوں میں رہ کر اپنا گزارہ کرتے ہیں۔ ان درختوں کا آسرا لے کر رہنے والے پرندے اُن کیڑوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اس طرح پر درختوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اگر درخت اور پودے نہ ہوتے تو دُنیا ہی موجود نہ ہوتی۔ پرماتما نے اس دُنیا کا ایسا انتظام کیا ہے۔ کہ کوئی شے یہاں خود مختار نہیں۔ ہر ایک دُوسرے کی مدد کا محتاج اور خواستگار ہے۔ ایک کی ہستی دُوسرے پر منحصر ہے۔ پودوں کے بیج کے زمین پر گرتے ہی اُن کے دُشمن پیدا ہو جاتے ہیں۔ بیج کے پھوٹتے ہی اُن میں کئی کیڑے داخل ہو جاتے ہیں۔ اُن سے بھی بچنے پر نرم نرم پتیوں کے نکلتے ہی انہیں چمگادڑ وغیرہ جانور کھانے لگتے ہیں۔ پیڑ بڑھتے ہی اس میں کیڑے انڈے دینے لگتے ہیں۔ انڈوں سے کیڑوں کی نسل کو ترقی ہوتی ہے اور وہ اسی درخت میں سوراخ کر کے اپنا گھر بنا لیتے ہیں۔ ان سوراخوں میں ہو کر برسات کا پانی جاتا ہے۔ جس سے پیڑوں کا اندرونی حصّہ سڑنے لگتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ پودا سُوکھ کر آخر کار بالکل مر جاتا ہے۔ دُوسرے کئی اس قسم کے کیڑے ہوتے ہیں۔ جو چھال کے اندر کا نرم حصّہ کھا کر اور رس پی کر درختوں کا ناش کر دیتے ہیں ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چمگادڑ شاخوں پر بچے دیتی ہے۔ جس سے شاخوں کی اتنی جگہ سڑ جاتی ہے، اسی قسم کے اور بہت سے جاندار درختوں اور پودوں کو تباہ کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ وہ چھال میں سوراخ کر کے پیڑ کا رس پی لیتے ہیں اور ان سوراخوں کے راستہ سے پودوں کو بڑھانے اور پرورش کرنے والا رس بھی بہتا ہے۔ جو اِن درختوں میں ہو کر بہ جاتا ہے ۞

کئی قسم کی مکھیوں کی پرورش بھی درختوں اور پودوں سے ہوتی ہے پھل لگتے ہی کئی قسم کے جاندار اس میں رہنے اور انڈے دینے لگتے ہیں۔ کئی قسم کی ٹڈیاں پودوں کی پتیاں کھاتی ہیں۔ یوروپ کا سب سے مشہور درخت اوک (شاہ بلوط) ہے۔ اس کو تباہ کرنے والے کم سے کم پانچ سو سے زیادہ قسم کے کیڑے ہیں۔

پودوں اور کیڑوں کا مفید تعلق

نباتات برباد کرنے والے کیڑوں کی طرف اگر دھیان دیا جائے۔ تو یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ان لاتعداد کیڑوں سے خلقت کو کیا فائدہ پہنچتا ہوگا۔ شاید ان پودوں کی کانٹ چھانٹ میں ہی یہ فائدہ مند ثابت ہوتے ہوں گے لیکن کیڑوں کو ہلاک کرنے والے جانور بھی ہیں۔ اور یہی درختوں کی حفاظت کا ایک ذریعہ ہیں۔ پتیوں کے ذریعہ درخت سانس لیتے ہیں۔ ان پتیوں کو اگر ٹڈیاں کھا جائیں تو درختوں کا سانس لینا بند ہو جائے۔ اور وہ مر جائیں پتیوں کے نہ رہنے پر جانور بھی پودوں پر زندہ نہیں رہ سکتے۔ جانوروں کی عدم موجودگی سے کیڑوں کی تعداد میں ترقی ہوتی جائے گی۔ قریب المرگ درخت جلدی ہی سوکھ کر گر پڑیں گے ۞

اس سے یہ خوب واضح ہو جاتا ہے۔ کہ پودوں، کیڑوں اور جانوروں کا آپس میں کس قدر گہرا تعلق ہے۔ اور ایک کا دوسرے پر کتنا انحصار ہے۔ اگر روئے زمین کے سب جنگل اور درخت سوکھ کر گر پڑیں اور ضائع ہو جائیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو بارش کم ہو جانے کی وجہ سے کھیتوں کو تری نہیں پہنچ سکتی اور وہ بھی جلد سُوکھ جائیں گے۔ کھیتوں کے سُوکھنے پر اناج نہ ملے گا۔ اور اناج کے نہ ملنے سے انسان زندہ نہیں رہ سکتے ۔

پودوں کی جڑوں میں کئی قسم کی دوائیں اور ایسڈ ڈال کر آدمی اپنے باغ کی حفاظت کر سکتا ہے۔ لیکن اس طریقہ سے بڑے بڑے جنگلوں کی حفاظت کرنا ناممکن ہے۔ ہر قسم کے جنگل اور دیگر دوسرے ٹھکانوں کے جانوروں کی حفاظت کرنا آدمی کا بڑا فرض ہے۔ لیکن ایسے مفید جانوروں کو انسان محض پروں کے لالچ سے مار ڈالتا ہے۔ اسے اپنی بدقسمتی خیال کرنا چاہیئے ۔

پرندوں کے شکار کی وجہ

اب یہ سوال پیش ہوتا ہے۔ کہ جانوروں کی ہلاکت کی وجہ کیا ہے۔ نوجوان یوروپین نازنینوں کے سرہانے پَروں کے تکیے رکھے جاتے ہیں۔ محض اس غرض کو لے کر لوگ جانوروں کو مارتے رہتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کو جانوروں کے انڈوں کی ضرورت محسوس ہوتی رہتی ہے۔ ۱۹۱۲ء میں آسٹریلیا کے ایک صاحب نے اس قدر انڈے جمع کئے تھے۔ کہ وہ گاڑیوں میں نہیں لادے جا سکے۔ اور اس وجہ سے کنکر پتھر کی مانند سڑکوں پر ان کا ڈھیر لگا یا گیا۔

جنگلوں کی حفاظت کرنا جانوروں کا ہی کام ہے۔ جس طرح انسان نے قانون قدرت کو توڑنے کی کوشش کی ہے۔ اس طرح جانوروں نے اب تک نہیں کی۔ وہ تمام دن محنت کرتے ہیں۔ لیکن انسان ان کے ساتھ نیکی کی جگہ بدی کرتا ہے۔ افریقہ میں پہلے جہاں جنگل تھے۔ وہاں اب شہر آباد ہو گئے ہیں۔ اس لئے وہاں جانوروں کی ترقی مسدود ہو جانے کی وجہ سے شہروں کے اردگرد پھل ترکاری وغیرہ کچھ نہیں ہوتی۔ اگر کہیں پودے پیدا بھی ہو جائیں تو کیڑے وہیں ان کو تباہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مان لیا کہ جانور پھل کھا جاتے ہیں۔ لیکن وہ تمام پھل تو نہیں کھا سکتے۔ کیڑوں کی نسبت بہت کم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نقصان کرتے ہیں محض اپنی محنت کا معاوضہ پاتے ہیں۔ جہاں باغ ہوتے ہیں۔ وہاں کیڑے بہت اودھم مچاتے ہیں۔ ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے۔ جو دن بھر تو درخت کی جڑ کے پاس زمین میں گھسا رہتا ہے۔ لیکن سر شام باہر نکل کر گھاس پھوس کھانے لگتا ہے۔ جانور باغ کے چاروں طرف گھوم کر ان چوروں کو پکڑتے اور مار کر کھا جاتے ہیں۔ لیکن جائے حیف ہے۔ کہ آدمی چور کی جگہ محافظ کو پکڑ کر پھانسی پر چڑھاتا ہے۔ روز اپنے پیارے درختوں کی تباہی ہوتے دیکھ کر آدمی چور کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ صبح باغ میں آکر دیکھتا ہے۔ کہ چڑیاں ادھر ادھر گھوم رہی ہیں بس وہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ یہی ان پیڑوں کو تباہ کرتی ہیں۔ اور فوراً بندوق لے کر چڑیوں کو مارنا شروع کر دیتا ہے۔ چڑیوں کے مرتے ہی چوروں کی ترقی ہونے لگتی ہے۔ اور سارا باغ تباہ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اگر پرماتما نے ان کیڑوں کو زبان عطا کی ہوتی تو اس احسان کے بدلے انسان کا شکریہ ادا کئے بغیر نہ رہ سکتے۔

چوہوں کے نقصان گھاس تیار کرنے کے لئے بھی جانوروں کی مدد کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ بہت سے جانور اپنا گھونسلا گھاس میں ہی بناتے ہیں۔ اور وہیں کیڑوں کو کھا کر اپنا گذارہ کرتے ہیں۔ جس سے گھاس کی حفاظت ہوتی ہے۔ گھاس کی حفاظت ہونے سے زمین کو کھاد ملتی ہے۔ اور عمدہ کھاد ملنے کی وجہ سے فصل عمدہ تیار ہوتی ہے۔ آسٹریلیا۔ افریقہ۔ نیوزیلینڈ وغیرہ ملکوں میں جانوروں کی ہلاکت کا عمل شروع ہوتے ہی وہاں کے لوگوں کو مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

یہ بڑی غلطی ہے۔ کہ الو۔ چیل۔ بہری وغیرہ جانور برے اور منحوس خیال کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان جانوروں سے آدمی کو بہت فائدہ پہنچتا ہے جنگلی چوہوں کا مارنا چیل ہی کا کام ہے۔ ان جنگلی چوہوں کی نسل کی ترقی اس قدر بے شمار ہوتی ہے۔ کہ اگر چیل وغیرہ جانور دنیا میں موجود نہ ہوتے۔ تو وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ساری نباتات کو تباہ کر دیا کرتے۔ چوہوں کی قسم کے بہت سے چھوٹے بڑے جانور جنگلوں کھیتوں اور باغوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ کھیت کاٹ کر فصل کو کھلیان میں رکھنے پر وہ اس کو تباہ کرنا شروع کرتے ہیں۔ وہ آلو۔ شکر قندی وغیرہ زمین کے اندر پیدا ہونے والی چیزوں کو زمین کھود کر اندر ہی اندر ضائع کرنا شروع کرتے ہیں۔ پھل پھول اور ترکاری ان کے سامنے بچنے نہیں پاتی پلیگ وغیرہ خوفناک امراض کے کیڑے چوہوں کے ذریعہ ہی ادھر ادھر پھیلتے ہیں۔ ان چوہوں کو چیل اور الو کھا جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ گذرا۔ واشنگٹن شہر میں ایک اونچے مکان پر دو الّو رہا کرتے تھے۔ بڑی کوشش کے بعد ان کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ ان کی جائے رہائش سے ۴۵۴ (چار سو چوّن) چوہوں کی کھوپریاں نکلیں۔ پتہ لگانے سے ہر جگہ ہر قسم کی مثالیں مل سکتی ہیں۔ ۱۸۸۵ء میں امریکہ کے شہر پنسلوانیا میں گورنمنٹ کی طرف سے یہ منادی کی گئی تھی۔ کہ چیل یا الو مار کر لانے والے کو ایک خاص رقم بطور انعام دی جاتے گی۔ ڈیڑھ سال کے عرصہ میں تین لاکھ روپیہ تقسیم کیا گیا۔ چیلوں اور الوؤں کے مارے جانے کے سبب جنگلی چوہوں کی نسل کو اتنی ترقی ہوئی۔ کہ ایک سال کے عرصہ میں انہوں نے ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ کی فصل کا نقصان کر دیا۔ اس کے علاوہ باغوں کا نقصان الگ رہا۔ ضلع مونٹانا کا حال بھی اسی طرح ہوا۔ چوہوں کی ترقی سے ان کی ہلاکت کے لئے انعام رکھنا پڑا۔ آخر چیل اور الو کا مارنا بند کرنا پڑا۔ تب کہیں جا کر پہلے کی طرح کام چلنے لگا۔ ٹڈیوں اور چھوٹے چھوٹے کیڑے مکوڑوں کو مارنے میں بھی چیل اور الو بہت مدد دیتے ہیں۔

بگلے سے فائدہ

ایک قسم کا بگلا ہوتا ہے۔ جہاں برساتی پانی جمع ہوتا ہے وہاں رہ کر کئی قسم کے کیڑے کھانے کا سبب بنتا ہے۔ بلکہ کیڑوں اور مکوڑوں کو کھا جاتا ہے۔ خاص کر دھان کے کھیتوں کو تباہ کرنے والے کیڑوں کا تو سخت دشمن ہے۔ ہندوستان اور چین وغیرہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ملکوں میں جہاں چاول زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ وہاں بگلا بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس بگلے کے صاف ستھرے سفید پر لوگوں کو بہت اچھے لگتے ہیں۔ اس واسطے اسٹریلیا وغیرہ ملکوں میں اس کی ہلاکت زیادہ ہونے لگی۔ اور ساتھ ہی چاولوں کی فصلیں (Crops of Rice) تباہ ہونے لگیں۔ مصر میں دریائے نیل کے کنارے اس قسم کے بے شمار جانور ہلاک کئے جاتے تھے۔ لیکن ۱۹۱۲ء میں لارڈ کچنر نے ایک نیا قانون بنا کر اس کو بند کر دیا۔ بگلے وغیرہ جانور ہندوستان اور چین میں مویشیوں کے چرنے کی چراگاہوں میں ان کے ساتھ ساتھ گھوما کرتے ہیں۔ وہ مویشیوں کو تکلیف پہنچانے والی مکھیوں اور کیڑوں کو مار کر کھا جاتے ہیں۔ مویشیوں کو اس سے بڑا فائدہ پہنچتا ہے۔ وہ تندرست اور توانا رہتے ہیں۔ کئی قسم کی مکھیاں اور کیڑے وغیرہ مویشیوں کو بہت دق کرتے ہیں۔ اگر جانور نہ ہوتے۔ تو ان کی حفاظت بھی غیر ممکن امر ہو جاتا۔ ایک قسم کی موٹی اور نیلے رنگ کی مکھی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے جانوروں کی پیٹھ پر پھوڑا سا ہو جاتا ہے۔ جس سے ان کو ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہے۔ اس پھوڑے کے پھوٹ جانے پر کوّے وغیرہ جانور اس میں سے کیڑے چن چن کر کھاتے ہیں۔ جن سے مویشیوں کو قدرے آرام ملتا ہے۔ کھیتوں میں کئی قسم کی گھاس پیدا ہو جاتی ہے۔ جو فصلوں کو برباد کر دیتی ہے۔ ایسی گھاس سے کھیتوں کو قطعی طور پر صاف کرنا کدال یا پھاوڑے کا کام نہیں ہے۔ لیکن بہت سے جانور ایسے ہوتے ہیں۔ جو ان گھاسوں کے بیج کھا کر فصلوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ آدمی اپنے کھانے کے لئے جن جانوروں کو مارتا ہے۔ وہ اکثر اپنا گذارہ گھاسوں کے بیجوں پر کرتے ہیں۔ ایسے جانوروں کو زندہ رہنے دینے میں آدمی کا زیادہ فائدہ ہے۔ تیتر اور بٹیر گوشت خوروں کو بہت اچھا لگتا ہے۔ لیکن روئی۔ آلو۔ شکر قندی وغیرہ بہت سی پیداواروں کو تباہ کرنے والے کیڑوں کو مار کر کھا جانا انہیں کا کام ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

بطخوں سے فائدہ

یہی حال بطخوں کا ہے۔ ماہی گیر سمجھتے ہیں۔ کہ ہماری مچھلیوں کو بگلا کھا جاتا ہے۔ لیکن یہ غلطی ہے۔ ایک دو مچھلیاں وہ ضرور کھا جاتا ہے۔ لیکن پانی کے اتار کے وقت بہت سے کیڑے جو زمین کھود کر باہر نکل آتے ہیں۔ ان کو بطخیں ہی کھاتی ہیں۔ اب اگر یہ سب کیڑے زندہ رہیں۔ تو پانی کے چڑھاؤ کے وقت ایک مچھلی بھی باقی نہ چھوڑیں۔ سمندر کے کنارے بطخیں صفائی قائم رکھتی ہیں۔ اگر وہ نہ ہوں۔ تو کوئی قسم کی بدبو پھیل جائے۔ اور لوگوں کی صحت میں فتور آجائے۔ سنہ ۱۸۲۶ میں امریکہ میں سمتھسن نامی ایک شخص نے سائنس کے متعلق مختلف مضامین کی تحقیقات کے لئے سولہ لاکھ روپیہ وہاں کی گورنمنٹ کو دیئے تھے۔ اس کے نام پر واشنگٹن شہر میں سمتھسونین انسٹی ٹیوٹ قائم ہے۔ لبسا اوقات دیگر اشخاص نے بھی بڑی رقوم سے اس کی مدد کی ہے۔ امریکہ کے پریذیڈنٹ اس کے چانسلر ہوتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کے دوسرے بڑے افسر اس کے عہدہ دار۔ یہ درس گاہ برابر ترقی کرتی جارہی ہے۔ اور اس نے بڑی محنت سے سینکڑوں نہایت مفید کتابیں تیار کرائی ہیں۔ اس کی سالانہ رپورٹ میں بھی بہت سے مفید اور سبق آموز مضامین ہوتے ہیں سنہ ۱۹۱۳ کی سالانہ رپورٹ کے ایک مضمون کی بنا پر مفصلہ ذیل مضمون تحریر کیا گیا ہے۔ انسان سمجھتا ہے۔ کہ روئے زمین پر اس کی مانند طاقتور کوئی دوسرا جاندار نہیں ہے۔ لیکن اس کا یہ خیال بے معنی ہے۔ درحقیقت طاقت والے کیڑے ہی ہیں۔ ان کی ترقی اور کثرت پر نظر دوڑانے سے بڑا تعجب ہوتا ہے۔ انسان نے عقل کی مدد سے انواع و اقسام کے اوزار بنا کر اپنے آپ کو کائنات کی ملاکت کا اوزار ثابت کر دکھایا ہے۔ لیکن ان کیڑوں کے سامنے اسے بھی سر جھکانا پڑا ہے۔ ان کیڑوں کے ٹھیک ٹھیک حالات بہت تھوڑے اشخاص کو معلوم ہیں۔ مثلاً انسانوں۔ حیوانوں اور جانوروں وغیرہ سے کیڑوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اس جماعت کی گنتی تین لاکھ تک ہو چکی

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ اس بات کا تو اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔ کہ ان کیڑوں کے لئے کتنا کھانا درکار ہے۔ جملہ اقسام کے جانداروں اور نباتات پر ہی ان کیڑوں کی زندگی کا انحصار ہے۔ کئی قسم کے کیڑوں کی ترقی بھی غضب کی ہے۔ رائل نامی ایک سائنس دان نے لکھا ہے۔ پسّو کی مانند کیڑوں کی ایک قسم ہوتی ہے۔ ایک سال کے دوران میں اس کی تیرہ نسلیں ہو جاتی ہیں۔ اور اگر ساتھ ہی ساتھ ان کی ہلاکت نہ ہوتی جائے۔ تو شاید ان کی تعداد اس قدر بڑھ جائے۔ کہ ایک پر چھتیس صفر لگانے پڑیں۔ امریکہ میں آلو میں لگنے والے ایک قسم کے کیڑے کی تعداد چھ کروڑ سے زیادہ ہے۔ ٹڈیوں کا حال تو سب کو معلوم ہے۔ یہ ہلاک نہ ہوں تو تمام دنیا ہی کا ناش ہو جائے۔

دگنی خوراک کھانے والے

جس طرح کیڑوں کی ترقی بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح ان کی خوراک بھی ہے۔ ایک قسم کی ٹڈی ہوتی ہے۔ جو ہر روز اپنے وزن سے دگنی گھاس یا پتی کھا جاتی ہے۔ اگر گھوڑا یا آدمی اپنے وزن سے دگنی خوراک کھانے لگے۔ تو کیا دل لگی ہو۔ اس بات کی طرف نظر کرنے سے مذکورہ بالا امر بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے۔ کہ ایک قسم کا گوشت خور کیڑا ہوتا ہے۔ جو چوبیس گھنٹہ میں اپنے وزن سے دو چند گوشت چٹ کر جاتا ہے۔ ریشم کے کیڑے کے حالات سے عوام واقف ہیں اس کی پیدائش کے وقت ایک کیڑے کا جتنا وزن ہوتا ہے۔ اس سے ۸۶۰۰۰ (چھیاسی ہزار) گنی زیادہ مقدار کی پتیاں اسے ۵۶ (چھپن) دن میں کھانے کو چاہئیں۔ اگر پیدا ہو کر اس قسم کے سب جاندار زندہ بچے رہیں۔ تو نباتات کا کس قدر نقصان ہو۔ اس کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

انسان کی زندگی کا انحصار

اس قسم کے سب کچھ کھا لینے والے کیڑوں کی ہلاکت کا انتظام بھی خالق

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نے نہایت عجیب و غریب کیا ہے۔ اس نے خاص اس مطلب کو مدنظر رکھ کر پرند اور جانور پیدا کئے ہیں۔ پرندوں کی خاص خوراک کیڑے ہیں۔ اور پرندوں کے طفیل ہی انسانوں کی زندگی اس دنیا میں قائم ہے۔ آلوؤں اور دیگر اقسام کے پھلوں پھولوں پر اتنے کیڑوں کا حملہ ہوتا ہے۔ کہ جملہ اقسام کے انتظام کر کے بھی ان کی حفاظت کرتے کرتے آدمی کا ناک میں دم ہو جاتا ہے لیکن بڑے بڑے جنگلوں کی اس طریق سے حفاظت کرنا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ دنیا کے تمام جانداروں کے کاموں کو صحیح سلامتی سے چلانے کے لئے پرندوں کی بڑی ضرورت ہے۔

آئندہ نسلوں کا نقصان

پرندوں کے اتنا مفید ہونے پر بھی ان کے بے فائدہ ضائع کرنے کا نقصان کئی سال سے قریب قریب ہر جگہ ہو رہا ہے۔ آدمی کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس طریق عمل سے آنے والی نسلوں کو بڑا نقصان پہنچ رہا ہے۔ بندوق کی مدد سے آدمی بہت فاصلہ پر دوسرے کے پران لے سکتا ہے۔ اس طاقت سے شاید وہ اپنے آپ کو کل کائنات کا مالک سمجھنے لگتا ہے۔ گویا موت اور زندگی کے کل اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ لیکن پرماتما نے ہر جگہ مناسب حال انتظام کر کے جو قانون بنا دیئے ہیں۔ ان کے توڑنے کا نتیجہ بڑا خوفناک ہوگا۔ اگر اس انتظام کے کسی حصہ میں ذرا سا بھی فتور آگیا تو سمجھ لینا چاہیے۔ کہ تمام دنیا میں قیامت برپا ہو جائے گی۔ اگر کیڑوں کا خاتمہ کرنے والے پرندوں کی ہلاکت کا عمل جاری رہا۔ تو سمجھ لینا چاہیئے کہ کیڑوں کی تعداد دنیا میں اس قدر بڑھ جائے گی۔ کہ کوئی بھی جاندار یا نباتات دنیا میں نہ بچے گا۔

کئی ملکوں کے تجربات

کچھ عرصہ پہلے ہنگری کے کسانوں کو یہ خیال ہو گیا تھا۔ کہ چڑیاں ہمارے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کھیتوں کو بہت نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس خیال کو لے کر انہوں نے تمام چڑیوں کو مار ڈالنا مناسب سمجھا۔ اور اجازت گورنمنٹ سے لے لی۔ اور اس کے مطابق چڑیوں کے مارے جانے کے بعد پانچ ہی برس میں یہ نتیجہ ہوا۔ کہ تمام کھیتوں میں کیڑے لگ گئے۔ اور کچھ بھی پیداوار نہ ہوئی۔ تب انہیں کسانوں نے اس قاعدہ کو منسوخ کرایا۔ اور چڑیوں کی ترقی کا انتظام کرنے لگے۔ آخر ان کے کھیتوں میں پہلے کی طرح فصل پیدا ہونے لگی۔ ایسا ہی بار بونامی ایک جزیرہ میں بھی ہوا۔ وہاں پر مارٹن نام ایک خاص پرندہ تھا۔ اس کی ہلاکت کا انتظام کرتے ہی ٹڈیوں کی تعداد یہاں تک ہو گئی۔ کہ آخر کار لوگوں کو مارٹن کی نسل کو بڑھانے اور اس کی پرورش کرنے کا انتظام کرنا پڑا۔ ۱۸۶۱ء میں فرانس کی کھیتی بھی اسی طرح برباد ہوئی تھی۔ اس کی وجہ معلوم کرنے اور مناسب غور وخوض کرنے کے لئے اس ملک کی گورنمنٹ نے کمیشن مقرر کیا۔ جس نے رپورٹ دی۔ کہ اس ملک کے پرندوں کی ہلاکت کی وجہ سے انواع واقسام کے کیڑوں کی تعداد اس قدر ترقی پذیر ہوئی۔ کہ تمام کھیتی برباد ہو گئی۔ اس رپورٹ کے مطابق ایک نیا قانون جاری کیا گیا۔ جس کی رو سے فرانس میں جانوروں کا مارنا ناجائز قرار دیا گیا۔ اس طریقہ سے پھر کھیتوں کی حفاظت ہونے لگی۔ اسی طرح کئی ملکوں کی مثالیں موجود ہیں۔

پرندوں کا مارنا بند

پرندوں کے بیش قیمت ہونے کی وجہ سے ملک سائبیریا سے پرند مار مار کر اور ان کے پروں سے ریل گاڑیاں بھر کر یورپ کو جانے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی ٹڈیوں کا دَل بھی وہاں بڑھنے لگا۔ اور دن بدن فصل کم ہونے لگی۔ اس وجہ سے زمانہ مستقبل کے لئے نئے نئے انتظام کرنے پڑے۔ جزیرہ جمیکا کا حال بھی اسی قسم کا ہے۔ مغربی افریقہ میں بطخوں کے مار ڈالنے کا نتیجہ بھی یہی ہوا تھا۔ امریکہ اور نیوزیلینڈ وغیرہ ملکوں میں جب یورپین لوگ پہلے پہلے جا کر آباد ہوئے۔ تو وہاں بھی کیڑوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی تعداد بے شمار تھی۔ نئے کھیت کیڑوں کی خوراک کے لئے ملنے لگے۔ اور اس سے ان کی پرورش اور بھی عمدہ طریقہ سے ہونے لگی۔ اب یہ سوال پیش ہوا۔ کہ ان سے کھیتوں کی حفاظت کس طرح ہو۔ اس زمانہ میں یورپین لوگ وہاں کے پرندوں کا نہایت بے رحمی سے ناش کرتے تھے۔ لیکن جب انہیں اپنی غلطی معلوم ہوئی۔ تو جانوروں کا مارنا بند ہو گیا۔ اور ان کی فصلیں بڑھنے لگی

ٹڈیوں کے نقصان

بعض اصحاب کو یاد ہو گا۔ کہ چند سال گذرے کہ دکن کی طرف سے ٹڈی دَل آیا۔ لاتعداد ٹڈیوں سے آسمان ڈھک گیا۔ اور سورج کے چھپ جانے کی وجہ سے زمین پر اندھیرا چھا گیا۔ یہ دل چار پانچ کوس کے گھیرے میں پیڑوں اور کھیتوں پر گر کر ان کو تھوڑی دیر میں ہی صفاچٹ کر ڈالتا تھا۔ یہاں تک کہ کسی جڑی بوٹی کی بھی ایک پتی تک بچتی تھی۔ ان ٹڈیوں کو پکڑ کر جلا دینے یا ان کے بچوں اور انڈوں کو ضائع کر دینے کا عمل جاری ہوا۔ لیکن اس کا کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ نیوزیلینڈ میں بھی ایسے ٹڈی دَل اکثر آیا کرتے تھے۔ یہ دَل اتنے بڑے ہوتے تھے۔ کہ ریل گاڑی تک چلتے چلتے تھم جاتی تھی۔ اس لئے وہاں کے لوگوں نے یورپین ملکوں سے لا کر چڑیوں کی پرورش شروع کی۔ اور اس وقت سے ٹڈیوں سے ہونے والے نقصانات رفتہ رفتہ کم ہوئے

پرندوں کی قوت ہاضمہ

تمام جانداروں میں پرندوں کی قوت ہضم نہایت تیز ہوتی ہے۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو انہیں ہضم نہ ہو جاتی ہو۔ دن رات وہ کھاتے ہی رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ٹڈیوں اور کیڑوں کو دور کرنے کے لئے ان سے زیادہ طاقتور اور کوئی نہیں ہے آسٹریلیا میں ایک صاحب نے حساب لگایا تھا۔ کہ ایک پرند ایک دن میں ۲۴۱۰ (دو ہزار چار سو دس) Two thousand four hundred & ten ٹڈیاں کھا لیتا ہے۔ اگر پرندوں کی تعداد محض دو لاکھ بھی ہو۔ تو ہر روز کتنی ٹڈیوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا ناش ہوگا۔ اس کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح تمام پرندوں کو کتنا کھانا درکار ہوتا ہے۔ آسٹریلیا میں جونکیں وغیرہ اس کثرت سے ہوتی جاتی تھیں۔ کہ ان کی وجہ سے ہر ایک جگہ دقت پیش آتی تھی۔ لیکن ان جونکوں کو بھی آبی جانوروں نے ختم کر دیا ہے۔ اس قسم کی مثالیں بے شمار موجود ہیں۔ ان کی یہاں پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ مذکورہ بالا حالات سے ظاہر ہے۔ کہ انسانوں کے لئے جانور کس قدر مفید ہیں

پرندے اور حیوان

جہاں تک احساس اور جذبات کا تعلق ہے۔ انسان اور حیوان میں چنداں فرق نہیں۔ انسانوں کو ایشور نے قوت گویائی عطا کی ہے۔ اس لئے وہ اس قابل ہیں۔ کہ خیالات و جذبات کسی دوسرے پر ظاہر کر سکیں۔ برعکس اس کے حیوانات اس بات پر مجبور ہیں۔ کہ وہ اپنے دل کی بات اپنے تک ہی اکثر محدود رکھیں۔ یا زیادہ سے زیادہ زبانِ حال سے چیخ چلا کر اپنا دکھ درد انسانوں پر ظاہر کریں۔

اظہار جذبات کا طریق

حیوانات اپنے جذبات قوت گویائی نہ ہونے کی وجہ سے (زبان رکھتے ہوئے بھی) کھلم کھلا تو ظاہر نہیں کر سکتے۔ البتہ وہ اس کوشش میں کچھ حد تک کامیاب ضرور ہو جاتے ہیں۔ مثلاً شیر بلی یا چیتا جب غصے میں ہوتے ہیں۔ تو وہ اپنی مونچھیں آگے کو کھڑی کر لیتے ہیں۔ ان کے کان ایستادہ ہو جاتے ہیں۔ اور آنکھیں خوب پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ اور پوری چوڑائی تک کھول دیتے ہیں۔ اس وقت ان کی شکل بڑی خوفناک ہو جاتی ہے۔ اور دیکھنے والا بڑا ڈرتا ہے۔ کسی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فوری خطرہ کو بھی محسوس کرتے ہوئے ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔ گویا وہ پوچھتے ہوتے ہیں۔ کہ کیا بات ہے! کیا ہوا ہے؟

رونے کی صورت میں اظہار جذبات

کتے بھونک کر کسی اجنبی کی آمد کا پتہ دیتے ہیں۔ گیدڑ اور کتے رو کر اپنی تکلیف کا اظہار کرتے ہیں۔ کھڑے کان۔ سیدھی کی ہوئی دم۔ جسم کے بال اوپر کو اٹھے ہوئے۔ یہ سب باتیں اظہار جذبات سے تعلق رکھتی ہیں۔ شیر دھاڑتا ہے۔ ہاتھی چنگھاڑتا ہے۔ گوئیں ماں ماں کرتی ہیں۔ اکثر اوقات بچھڑے بچھڑی کی جدائی یا موت کی صورت میں وہ کھانا چھوڑ دیتی ہے۔ کئی کئی دن چارے اور پانی کے بغیر گذار دیتی ہے۔ اور اپنے استھان سے ہلنے کا نام نہیں لیتیں۔ حیران۔ خاموش اور ساکت کھڑی رہتی ہیں۔ جیسے کچھ کھو گیا ہو۔ بااوقات ان کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو بہتے رہتے ہیں۔ جو ان کے غمزدہ اور دکھی ہونے کے مظہر ہوتے ہیں۔

پرندے کیا کرتے ہیں

پرندے بھی حیوانات کی طرح ہی اظہار جذبات میں بے بس ہیں۔ ان کے پاس بھی سوائے رونے اور چلانے کے کوئی ذریعہ اس کا نہیں ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص ستم ظریفی کے طور پر کوّے کے انڈے توڑ دے۔ تو وہ کائیں کائیں کر کے آسمان سر پر اٹھا لیتی ہے۔ کوا آکر جب یہ حالت دیکھتا ہے۔ تو وہ بھی اس کے ساتھ شریک غم ہو جاتا ہے۔ اور پھر آس پاس کے تمام کوے جوق در جوق اس گھونسلے کے ارد گرد منڈلانے لگ جاتے ہیں۔ کبھی ادھر اڑ جاتے ہیں۔ کبھی ادھر اڑ جاتے ہیں اور ایک احساس اور غم آشنا دل رکھنے والے انسان کے لئے ان کی چیخ و پکار میں درد و غم محسوس کرنا مشکل نہیں ہوتا۔

حفاظت کے لئے عجیب و غریب ہتھیار

(Palmer) نامی ایک پرندے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے قدرت کی طرف سے عطا کردہ عجیب و غریب ہتھیار رکھتا ہے۔ یہ ہتھیار سبز رنگ کا تیل سا ہے۔ جس سے بدبو آتی ہے۔ اگر کوئی شخص اسے تنگ کرے یا پکڑنے کی کوشش کرے۔ تو وہ یہ سخت بدبودار تیل بلندی پر اڑاتا ہوا۔ اس کے اوپر پھینک دیتا ہے۔ اور وہ شخص پھر ان کپڑوں کے ساتھ کسی مجلس میں بیٹھنے کے قابل نہیں رہتا۔ یہ پرندہ اس طرح کسی آدمی کو بھی اپنے گھونسلے کے پاس پھٹکنے نہیں دیتا۔ جانور۔ خوف۔ غم۔ غصہ تکان اور مرض کی وجہ سے جسمانی تکلیف کے اظہار کے علاوہ اظہار مسرت بڑی آسانی سے اور نمایاں طور پر کر سکتے ہیں۔ مثلاً کتا خوشی کے وقت اپنے آقا کے پاؤں چاٹنے لگ جاتا ہے۔ بار بار اس کی طرف دیکھتا ہے۔ آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک ہوتی ہے۔ کبھی اٹھ بیٹھتا ہے۔ کبھی لیٹ جاتا ہے۔ اور گوناگون حرکات کرتا ہے۔ گئو ئیں محبت کے زیر اثر اپنے بچھڑے یا بچھڑی کو چاٹنے لگ جاتی ہیں۔ اگر مالک اسے ذرا کھول کر تھوڑے سے فاصلہ پر باندھ دے۔ تو رسہ کو توڑ کر اس کے پاس پہنچ جانا چاہتی ہے۔ گائے بچوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتی ہے۔ اور بعض اوقات مذاق کے لئے ان کو آہستہ سے سینگ بھی مار دیتی ہے۔

حیوانی جذبہ نفسانی حظ کے لئے جذبہ اور خواہش کے لحاظ سے انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں۔ سوائے اس کے کہ حیوانات میں حیوانی جذبہ خاص خاص موقعوں پر جوش زن ہوتا ہے۔ اور انسان میں یہ خواہش ہر وقت موجود رہتی ہے۔ اور وہ اس کی تکمیل کے لئے آرزومند رہتا ہے۔ اس لحاظ سے حیوانات انسان پر فضیلت رکھتے ہیں۔ سال کے خاص خاص ایام میں حیوانات اس خواہش کے زیر اثر ہوتے ہیں کیونکہ ان میں خواہش محدود ہوتی ہے۔ جہاں تک اس جذبہ کے غلبہ کا اثر ہے۔ انسان حیوانات کے مقابلہ میں کچھ کم مغلوب نہیں ہوتا۔ اس حالت میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دونوں میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کہ اگر حیوانات میں یہ جذبہ انسانوں کی طرح ہی کارفرما ہوتا۔ تو وہ بنی نوع انسان کی اس قدر بھاری اور زیادہ خدمات سرانجام نہ دے سکتے جس قدر کہ اب +

نتیجہ ۔ اگر انسان اور حیوان کے جذبات ایک سے ہی ہیں۔ جیسا دکھ کہ انسان کو ہوتا ہے۔ ایسا ہی حیوان کو۔ اور بعض باتوں میں مثلاً نفسانی جذبے کے لحاظ سے۔ حیوان انسان پر فوقیت بھی رکھتے ہیں۔ اب سوچنے کا مقام ہے۔ کہ کیا انسان کو چاہیے۔ کہ وہ حیوانات کو تختۂ مشق ستم بنائے رکھے۔ ستانے والوں کو وہ وقت ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ جب کہ وہ دوسروں کے ظلم کا خود شکار بنتے ہیں۔

صحت پر گوشت خوری کا اثر اور اس کے نقصانات

نمبر۱۔ بیماریوں کے لحاظ سے میرے خیال میں ہر ایک انسان پہلے خود کو دیکھے۔ کہ اس کو کسی قسم کی بیماری تو نہیں ہے۔ جہاں تک میرا اپنا تجربہ ہے کوئی انسان مکمل طور پر تندرست نہیں۔ اول تو انسان کو کئی کئی بیماریاں چمٹی رہتی ہیں۔ مگر ایک دو بیماریوں سے تو کوئی آدمی آزاد نہ ہوگا۔ کسی کو پیٹ میں درد کا دورہ ہوتا ہے۔ کسی کو سر میں درد کا دورہ ہوتا ہے۔ کسی کو سیفلس (آتشک) کی بیماری ہوتی ہے۔ کسی کو دمہ۔ کسی کو کھانسی۔ کسی کو داد۔ کسی کو پنبل۔ کسی کو دق۔ کسی کو گنٹھیا۔ غرضیکہ بیماریوں کی تعداد ہزاروں ہی ہے۔ تفصیل کہاں تک دی جا سکتی ہے۔ مگر ہر ایک انسان کسی نہ کسی مرض کا شکار ضرور ہوتا ہے! انسانی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیماریوں کے لئے تو طبی کتابوں میں جہاں تک کہ انسانی تحقیقات نے ترقی کی ہے تفصیل موجود ہے۔ جوں جوں تحقیقات آگے قدم بڑھاتی ہے۔ نئی سے نئی بیماریاں معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ جب انسانوں کا یہ حال ہے۔ تو دوسرے جاندار چرندوں پرندوں وغیرہ کی بیماریوں کے متعلق انسان کا علم لازمی طور پر غیر مکمل ہوگا۔ مچھلی کھانے والوں کو اکثر مرض کوڑھ کی بیماری ہو جاتی ہے۔ صوبہ بنگال میں مچھلی زیادہ کھائی جاتی ہے۔ وہاں دوسرے صوبوں کی نسبت یہ مرض زیادہ ہے۔ دنیا کے دیگر ممالک مثلاً گرین لینڈ آئسلینڈ اور فنلینڈ وغیرہ کے باشندے بھی مچھلی کا زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اس وجہ سے وہاں بھی لیپوسی [illegible] و دیگر امراض کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ گئو مانس کھانے والوں کو گٹھیا سل اور دق کی بیماریاں زیادہ ہوتی ہیں۔ سور اور کبوتر کھانے والوں کے پیٹ میں کدو دانہ کی بیماری ہو جاتی ہے۔ علیٰ ہذالقیاس دوسرے جانوروں سے بھی اسی طرح بیماریاں ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں اگر مذبوح جانور کسی خاص مرض میں گرفتار ہو۔ تو مرض کے جراثیم کھانے والوں کے اندر ضرور چلے جاتے ہیں

دانت اور بینائی پر اثر

جو بیماریاں گوشت خوروں کی نسبت عالم مشاہدہ میں آتی ہیں۔ ان میں سے چند حسب ذیل ہیں۔ دانت پچیس برس کی عمر میں ہی خراب ہو جاتے ہیں۔ اکثر انگریزوں کے دانت بیس سے تیس برس کی عمر میں ہی خراب دیکھے جاتے ہیں امریکہ میں تو یہ فیشن سنتے ہیں۔ کہ جوان لڑکیاں خراب دانتوں کو نکلوا کر مصنوعی دانت لگوا لیتی ہیں۔ اس واسطے گوشت خوری کو دانتوں کا دشمن سمجھنا چاہیئے۔ دانت خراب ہونے سے آنکھوں اور پیٹ پر اثر پڑنا لازمی ہے۔ گوشت خوروں کی بینائی بھی جلدی خراب ہو جاتی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قبض اور تپ محرقہ

قبض گوشت خوری کا ادنے کرشمہ ہے چنانچہ قبض کو برٹش ڈزیز (British disease) بھی کہتے ہیں صوبہ فرنٹیر کے ہسپتالوں میں مرض کے لئے جس قدر کسٹر آئل استعمال ہوتا ہے۔ اتنا تمام پنجاب کے ہسپتالوں میں نہیں ہوتا۔ پٹھان دانتوں کو قایم رکھنے کے لئے نسوار سونگھتے ہیں۔ اور تمباکو چباتے ہیں۔ اگر پھر بھی دانت جلد جاتے رہتے ہیں۔ گوشت خوروں کو پیٹ کی انتڑیوں کی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں میرا اپنا مشاہدہ ہے۔ کہ میں ۱۸۹۶ء میں سپاٹو چھاؤنی میں اسسٹنٹ پروبر تھا۔ وہاں ساڑھے چار سو کے قریب گورے سپاہی تھے۔ ان میں تپ محرقہ پھیل گیا۔ اور اس مرض سے ۷۳ گورے سپاہی گذر گئے۔ حالانکہ سبزی خوروں میں اس مرض سے بہت کم موت ہوتی ہے۔ میں نے مسلمانوں کو دیکھا ہے۔ پرانی پیچش سے ان میں کئی موتیں واقع ہو گئیں۔ اسی طرح پیٹ کی انتڑیوں کی بیماریاں گوشت خوروں میں اکثر بشدت ہوتی ہیں۔ مگر سبزی خور نسبتاً اس سے بچے رہتے ہیں۔

دل کی حرکت

گوشت خوروں کا دل دن بھر میں ۲۰۰۰۰ بیس ہزار مرتبہ زیادہ حرکت کرتا ہے۔ بہ نسبت ان لوگوں کے جن کی خوراک میں گوشت بالکل شامل نہیں ہوتا گوشت خوروں کو سانس بہت جلد جلد آتا ہے۔ جو عمر کو کم کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ سانس لینے والوں کی عمر زیادہ ہوتی ہے۔ گوشت خور جانوروں کو مثلاً شیر۔ لکڑ بگا۔ بھیڑیا وغیرہ کو میں نے چڑیا گھر میں دیکھا ہے کہ وہ ہر وقت بھاگتے دوڑتے اور بے چین نظر آتے ہیں۔ چیتا جب شکار کے پیچھے بھاگتا ہے۔ تو بھاگتے بھاگتے تین چھلانگیں مارتا ہے۔ پہلی۔ دوسری پھر تیسری۔ اگر تین چھلانگوں میں جانور بچ کر نکل جاوے تو چیتا ہمت ہار دیتا ہے۔ گوشت خور خواہ جانور ہوں یا انسان۔ ان کے زخم بہت مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ سانپ کی نسبت مثل مشہور ہے کہ اگر سانپ کو ذرا سا زخم بھی لگ جائے۔ تو اس کو چیونٹیاں چمٹ جاتی ہیں۔ اور مار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ڈالتی ہیں۔ اسی طرح اگر شیر کو زخم لگ جائے۔ تو وہ بھی جانبر نہیں ہوتا۔

گوشت خور انسان دن میں تین دفعہ کھاتے ہیں۔ کیونکہ گوشت کی خوراک پیٹ میں جل کر جلد ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس لئے انسان کو پھر کھانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے

جنگ کا تجربہ گوشت کے زہروں کا اثر تو خواہ کم گوشت کھلائے یا زیادہ ہر حالت میں ہوتا ہے۔ روس و جاپان کی لڑائی میں جو ۱۹۰۴ء میں ہوئی یہ ثابت ہو گیا تھا۔ کہ طرفین کے جو سپاہی لڑائی میں زخمی ہوئے ان میں نسبتاً جاپانی زخمی اچھے ہونیوالے سپاہیوں کی تعداد روسیوں کے زخمیوں کے اچھا ہونیوالوں کی نسبت دوگنی سے زیادہ تھی۔ اور عام طور پر مشاہدہ میں آتا ہے۔ کہ گوشت خوروں کے پھوڑے پھنسیاں زیادہ نکلتی ہیں۔ بہ نسبت سبزی خوروں کے جن کا خون شدھ اور صاف ہوتا ہے۔ ان کے اگر زخم معمولی ہوں۔ تو پانی کی پٹی سے ہی اچھے ہو جاتے ہیں جن ملکوں میں انسان زیادہ گوشت کھاتے ہیں۔ اسی نسبت سے وہاں ڈاکٹروں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے

نام ملک	گوشت کا خرچ اوسطاً فی کس	ایک ملین یعنی دس لاکھ کے پیچھے ڈاکٹروں کی تعداد
جرمنی	۶۴ پونڈ	۲۸۵
فرانس	۷۷ "	۳۸۰
برطانیہ	۱۱۸ "	۵۷۸
آسٹریلیا	۲۶۶ "	۷۸۰

مندرجہ بالا نقشہ سے صاف ظاہر ہے کہ اہل آسٹریلیا سب سے زیادہ گوشت کا استعمال کرتے ہیں ساتھ ہی سب سے زیادہ ڈاکٹروں سے دوائی لینے کے محتاج ہو رہے ہیں۔

گوشت خور درندے گوشت خور جانوروں کی خوراک کا حال بالکل مختلف ہے۔ جو انسان کی طرح نہیں (انسان درندوں کے مقابلہ میں نقلی درندے ہیں) کیونکہ یہ ہڈی پسلی پیٹ سے دیگر اعضا نکال کر کھاتے ہیں۔ درندے تو سالم کا سالم ہی چٹ کر جاتے ہیں۔ اور بہت زیادہ مقدار میں کھاتے ہیں۔ شیر۔ چیتا۔ سانپ۔ گدھ وغیرہ جانور جن کو شکار کافی مل جائے۔ تو یہ خوب پیٹ بھر کر کھاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کو چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور پھر یہ ایک جگہ بیٹھ کر ایک ایک ہفتہ تک خوراک ہضم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرتے رہتے ہیں۔ محض گوشت خور انسانوں کا بھی یہی حال ہے۔ جیسے قطب شمالی کے اسکیمو۔ جن کو حیوان بشکل انسان کہنا چاہیئے۔ ویل مچھلی کا شکار کرتے ہیں۔ تو اس کو سمندر کے کنارے لاکر چاروں طرف گدھوں کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔ اور پیٹ بھر کر اتنا کھاتے ہیں۔ کہ پھر ان کو ہفتہ بھر یا اس سے زیادہ کھانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ ان کے مکانات بھی حشرات الارض کی طرح ہوتے ہیں۔ جن میں داخل ہونے کے لئے اول تو راستہ ہی مشکل سے ملتا ہے۔ اندر جاکر اس قدر سخت بو آتی ہے۔ کہ انسان کا وہاں ٹھہرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

لنڈن یکم فروری سنہ ۱۹۳۵ء	**پلوس کے ڈاکٹر رولینڈ نے ایک ماہ کی رپورٹ شائع کی تھی**	قریباً سوا لاکھ کیلو

(مثلاً K) گوشت میں بیماریوں کے جراثیم کہ بہت سی بیماریاں حیوانوں کا گوشت کھانے سے پیدا ہوتی ہیں۔ انہوں نے لکھا تھا۔ کہ پلوس میں ایک ماہ میں چھیالیس ہزار ۴۶۰۰۰ ہزار کیلو گوشت میں سل کے جراثیم اور پینتالیس ہزار ۴۵۰۰۰ کیلو گوشت میں دوسری بیماریوں کے جراثیم دیکھے گئے اور ۳۲ ہزار کیلو گوشت دوسری خرابیوں کی وجہ سے ناقابل قرار دیا گیا۔ گویا ایک شہر میں تقریباً سوا لاکھ کیلو گوشت بسنے تین لاکھ آدمی کھاتے ہیں۔ کھانے کے ناقابل قرار دیا گیا۔ یہ اعداد و شمار ثابت کرتے ہیں۔ کہ گوشت کھانا کتنا خطرناک ہے۔

میرے خیال میں انسان اگر توجہ سے سوچے۔ اور اپنے جسم کی بناوٹ اور اس مصالح پر دھیان دے۔ جس سے وہ بنا ہوا ہے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ جب تک اس کا اس مصالحہ سے سمبندھ ہے۔ اور اس میں سانس آ جا رہا ہے اس وقت تو اس کی قیمت کہیں اربوں روپیہ۔ کہیں لاکھوں کروڑوں۔ کہیں ہزاروں اور کہیں صفر بھی ہوتی ہے۔ اس میں شاہنشاہ۔ سلطان۔ راجے۔ مہاراجے۔ عالم فلاسفر۔ سائنس دان۔ عقلمند۔ امیر و غریب۔ کوڑھی۔ کلنکی سب شامل ہیں۔ مگر سانس بند ہونے پر سب کی قیمت یکساں صفر ہی رہ جاتی ہے۔ یہ مصالح بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عجیب قسم کا ہے۔ جس کی قیمت سانس کے ساتھ تو اتنی۔ مگر اس کے بند ہونے پر صفر۔ کیسے تعجب کی بات ہے۔ اس سے تو کچے مکان کی جھونپڑی اچھی جس کی چھت کی کڑیاں اور چوکھٹ کی لکڑی کم از کم ایندھن کا کام دے گی۔ جسم کا مصالح بڑی تیزی سے بدلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے لواحقین یا تو اس کو جلدی جلا دیں۔ دفنا دیں یا جانوروں کو کھلا دیں۔ اگر کوئی کچھ نہ کرے۔ تو وہ خود ہی کچھ وقت کے بعد سڑ گل کر پانچ تتوں میں جس سے وہ بنا ہے۔ جا شامل ہوتا ہے۔ مگر جب تک وہ مانس کی صورت میں رہتا ہے۔ گلتا۔ سڑتا اور تعفن سے دور دور تک رہنے والوں کو بے چین اور پریشان کئے رکھتا ہے۔ یہ حالت تو انسانوں کے مردہ جسموں کی ہے۔ اب جانوروں کو لیجئے۔ یہ خواہ مردہ ہوں۔ یا مار کر مردہ کئے جاویں۔ جب انسانوں کے جسموں کی قیمت مرنے کے بعد صفر رہ جاتی ہے تو بھلا جانور کے جسم کی قیمت جس میں کوئی خوبی نہیں۔ اور جسم کی غلاظت سے پلا ہوا ہے۔ اس کی کیا قیمت رہے گی۔ لازمی طور پر وہ انسان کے مردہ جسم سے بھی بہت کم ہوگی۔

قتل اور ڈاکے

سوچنے والی یہ بات بھی ہے۔ کہ مردہ جسم نے تو واپس جانے کا راستہ اختیار کیا ہوا ہے۔ اس کو خواہ کسی صورت میں روکنے کی کوشش کی جائے۔ وہ اپنے تعفن کے ذریعہ غل مچاتا رہتا ہے۔ کہ مجھے جانے دو مجھے جانے دو۔ مگر بے سمجھی سے جو انسان اس کو کھینچا تانی کر کے اپنے اندر ٹھونستے ہیں۔ وہ اپنی خرابیوں سے جو زہر اور تعفن کی صورت میں ہوتی ہیں۔ ان کے جسم میں پیوست ہو کر نطفہ تک کو بدبودار بنا دیتا ہے۔ اس قسم کی خوراک کا نتیجہ فرانٹیر اور پنجاب میں دیکھیئے۔ فرانٹیر میں ہر سال پانچ چھ صد قتل ہو جاتے ہیں۔ پنجاب میں بھی بے حد قتل اور ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ عورتوں کو خاوند چھوٹی چھوٹی باتوں پر قتل کر دیتے ہیں۔ یہ سب اس خوراک کا ہی نتیجہ ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گوشت سے زہریلے امراض

سبزی خوروں کے فضلہ میں سیکرولیٹک جرمز

(Sacharolytic germs) ہوتے ہیں۔ جس کا زیادہ گذارہ کاربوہاڈریٹ سٹارچ (Carbohydrate starch) اور ان کے جزو مثلاً مختلف قسم کی کھانڈ وغیرہ پر ہوتا ہے۔ اور گوشت خور کے فضلہ میں زیادہ اکثریت پروٹی اولیٹک جرمز (Proteolytic germs) کی ہوتی ہے جن کا گذارہ پروٹین مرکبات یعنی گوشت کے جزو پر ہوتا ہے۔ اس لئے جو بیماریاں لگنے کا اندیشہ گوشت خوروں کو ہوتا ہے۔ اتنا سبزی خور کو نہیں۔ کیونکہ پروٹی اولیٹک Proteolytic germs) جرمز کبھی بھی آنت وغیرہ یا اس کے ملحقین اجزا میں کسی قسم کی کمزوری پا کر فوراً حملہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً متنفنا خدشہ زچہ کی حالت میں پیورلی سپٹیمیا (Septicaemia) کی بیماری کا جو کہ مغربی ملکوں میں بہت مہلک ہے۔ گوشت خور کو ہے اتنا سبزی خور کو نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اور بھی آنتوں کی بیماریوں پر بہت اثر پڑتا ہے۔ اور جتنی بیماریاں قبض سے بڑھتی ہیں۔ وہ اکثر گوشت خوروں کو ہوتی ہیں۔ کیونکہ سبزی خور کی خوراک ہمیشہ قبض کشا ہوتی ہے۔ جس سے بدن کے زہر بھی صاف ہوتے رہتے ہیں۔ گوشت خوری میں چونکہ قبض دائمی ہوتی ہے۔ اس لئے جسم میں گھس کر زہروں کی بیماریاں یعنی آٹو انٹاکسیکیشن (Auto-intoxication) سے بہت سے زہریلے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نظم

صحت پر گوشت خوری کا اثر اور اس کے نقصانات

گوشت خوری کا جو شائق ہے بڑا حیوان ہے
سچے معنوں میں وہ کہلا سکتا نہیں انسان ہے

سبزیاں کھانے سے رہتا ہے طبیعت میں سکوں
گوشتخوری سے بڑھا کرتا ہے غصہ اور جنوں

سبزیوں سے جسم میں رہتی ہے آنند کی لہر
گوشت کے ذریعہ نظام جسم میں بڑھتا ہے زہر

ڈال دیتا ہے یہ پردہ قوتِ بینائی پر
رحم کرتا ہی نہیں انسان کی دانائی پر

گوشت سے ہو جاتی ہیں پیدا آنتی بیماریاں
دافعِ امراض ہوتی ہیں ہمیشہ سبزیاں

کوڑھ پیچش قبض اس کے ہیں فیضِ عام
دل کی حرکت بند کر دینا ہے اس کا خاص کام

یہ ہے دشمن سانس کا اور آنت کا
منتشر کرتا ہے شیرازہ ہمیشہ دانت کا

کرکے داخل یہ بڑا درجہ حرارت خون میں
پیدا کرتا ہے وہی خصلت جو ہو مجنون میں

مہربانی سے اسی کی ہو کے انساں مشتعل
ہر گھڑی رہتا ہے آمادہ پئے آزار و قتل

سبزی خوروں میں نہیں ہوتی ہیں یہ بیباکیاں
پاس آتی ہی نہیں ان کے ایسی سفاکیاں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انسانی صحت پر گوشت خوری کا اثر

ڈاکٹر (الیگزینڈر ہیگ *Alexander Haig M. A. M. D.* ایم اے، ایم، ڈی طبیب شاہی شفاخانہ لندن اپنی تصنیف "غذا اور خوراک" متعلقہ قوت جسمانی و طاقت برداشت میں رقم طراز ہیں۔ موجودہ حالات میں جو غذا استعمال کی جاتی ہے۔ اس کی بنیاد محض جہالت پر ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وقت اور روپیہ کے نقصان کے علاوہ اس میں دیگر بے شمار مصائب (جسمانی اور دماغی امراض) کے بیج مخفی رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ نہ صرف صحت کو نقصان پہنچاتی ہیں بلکہ عمر کو کم کرتی اور عقلی اور اخلاقی قوائد کو نقصان پہنچاتی ہے۔ انسان کام کرنے سے پیشتر سوچتا ہے۔ سوچنا دماغ کا کام ہے۔ اس لئے بگڑے ہوئے دماغ کا ہر قسم کا وچار ناقص اور ٹیڑھے عمل کا باعث ہوتا ہے۔ جس سے کام بھی معکوس سرزد ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اخلاقی نقطہ نگاہ سے جو کام دنیا میں ہو رہے ہیں۔ وہ اخلاق سے گرے ہوئے اور تمام خود غرضی پر مبنی نظر آتے ہیں۔ غرضیکہ بداخلاقی بذات خود ایک ایسی مرض کا نتیجہ ہے۔ جس کا اصلی باعث غذا کی غلطی ہے۔ یعنی اگر غذا صحیح ہو۔ تو بداخلاقی کا نام و نشان نہ رہے۔ یہ خیالات اس ہندو اصول کی کہ جیسا کھاؤ ویسا بن جاؤ کی عین تائید کرتے ہیں۔

زہریلی غذائیں

صاحب موصوف فرماتے ہیں۔ کہ موجودہ زمانے میں جو بے شمار امراض جسمانی۔ عقلی کمزوریاں اور اخلاقی خرابیاں مشاہدہ میں آتی ہیں۔ ان میں کثیر التعداد زہریلی غذاؤں کا استعمال ہے۔ مثلاً گوشت، انڈے، شراب، چائے وغیرہ۔ حقیقت میں ان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زہر آمیز محرک اشیاء کے استعمال کی ممانعت کرنا نہ صرف تمام جیلخانوں کی ہستی کو مٹانا ہے۔ بلکہ دیگر کئی قسم کے قضیوں یعنی عدالت، جنگ، پولیس وغیرہ محکموں کے اخراجات سے بھی سبکدوش ہونا ہے۔ کیونکہ وہ زہریں جو ہر روز کھانے کے ساتھ کھائی جاتی ہیں۔ دوران خون میں داخل ہو کر پیشتر اس کے کہ دوسری بیماریاں پیدا کریں۔ دماغ کے لطیف قواء پر حملہ آور ہوتی ہیں۔ یعنی عقلی اور اخلاقی قواء کے مرکزوں کی صحیح نشوونما میں روکاوٹ پیدا کرتی ہیں۔ جس سے ان کے افعال صحت سے گر جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں کثرت کار دھوپ اور بھوک کی قوت برداشت کا کم ہونا بھی غذا کی غلطیوں پر ہی مبنی ہے۔ کیونکہ تھکان کے دو اسباب ہیں۔ ایک تو خون میں غذا کی کمی۔ جو کہ دودھ وغیرہ زود ہضم اشیا کے کھانے سے جاتی رہتی ہے۔ دوسرے (Uric Acid) (یورک ایسڈ) وغیرہ زہروں کے دوران خون میں سد راہ ہونے سے غذائیت کا عضلات میں ناکافی پہنچنا۔ چنانچہ بمقابلہ اہل یورپ کے جاپانیوں کا عقل و اخلاق میں بڑھ کر اور نہ تھکنے والا۔ اور محنتی ہونا دراصل اس اصول پر مبنی ہے۔ کہ ان کی غذا نسبتاً کم زہریلی ہوتی ہے دیگر گوشت خور شخص بمقابلہ سبزی خور کے نہ تو دھوپ کی سختی برداشت کر سکتا ہے۔ کیونکہ حرارت کی تیزی سے "یورک ایسڈ" خون میں حل ہوتا ہے۔ اور طبیعت کو پریشان کرتا ہے۔ اور نہ ہی بھوک کی۔ کیونکہ اول تو گوشت کی غذائیت ہی بھڑک اٹھنے والی بارود کی طرح فوراً جسم میں جل جاتی ہے۔ دیگر اس کی تحریک کے ختم ہونے پر یورک ایسڈ جو (Stimulation) سٹمولیشن یعنی تحریک کے وقت جسمانی ساختوں میں جا تا ہے۔ اس کے خون میں واپس آنے کی وجہ سے تھکان محسوس ہوتی ہے۔ حالانکہ برعکس اس کے دودھ اور سبزی خور آدمی ان مصائب سے محفوظ رہتا ہے۔ تیسرا امر یہ کہ گوشت خور آدمی زیادہ رات تک جاگنے اور دن نکلنے کے بعد تک سویا رہنے کی طرف میلان رکھتا ہے۔ گویا دن کی بہترین روشنی سے محروم اور رات کی مصنوعی روشنی کے مضر اثرات سے نقصان اٹھانے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں بھی گوشت خوری کی مذموم عادت ہی بہت حد تک ذمہ وار ہے۔

غذا کی تعریف

ایام نشوونما (بچپن) میں نئی ساختیں بنانے اور اس کے بعد جسمانی ناکارہ ساختوں (ٹھوس و رقیق) کی مرمت کرنے اور حرارت غریزی کو قائم رکھنے یعنی صحت و طاقت کے مظہر کی حیثیت میں جو اشیاء استعمال کی جاتی ہیں۔ وہ غذا کے نام سے موسوم ہوتی ہیں۔ بالفاظ دیگر انسان کے کھانے میں جتنی بھی چیزیں آتی ہیں۔ وہ تین قسم کی ہوتی ہیں۔ (غذا۔ دوا۔ زہر) ان میں سے جو صحت کی حالت میں ضروری ہے۔ وہ غذا کہلاتی ہے۔ اور جو بیماری کی حالت میں صحت واپس لانے کا کام دیتی ہے۔ وہ دوا کہلاتی ہے۔ اور جو ان دونوں اوصاف سے خالی ہوتی ہیں۔ وہ زہر کہلاتی ہیں۔

پروفیسر "فاسٹر"

کی رائے ہے۔ کہ اچھی طرح چبا کر اور بخوبی تھوک ملا کر کھانے سے نہ صرف معمول سے بہت تھوڑی خوراک سے شکم سیری حاصل ہو جاتی ہے۔ بلکہ وقت پر بھوک کھل کر لگتی ہے۔ قوت ذائقہ تیز ہو جاتی ہے۔ سادہ غذائیں اچھی لگتی ہیں۔ گوشت سے نفرت ہو جاتی ہے طبیعت کی درستی اور کام کی قابلیت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ ان مقاصد کو حل کرنے کے لئے بتایا گیا ہے۔ کہ ایک لقمہ کو سو دفعہ چبایا جائے۔ چونکہ اپنے اپنے خاص کام کے علاوہ ہر ایک عضو کا "جنرل میٹابولزم" (Metabolism) (عام جسمانی تغیرات) پر بھی خاص اثر پڑتا ہے۔ اس لئے غذا کے زیادہ استعمال کی صورت میں "لبلبہ" کی طاقت حد سے زیادہ صرف ہو جانے پر (جو غذا کے تمام اجزا کو ہضم کرتی ہے) بیرونی رطوبت کی کمی پر تو بدہضمی ہو جاتی ہے۔ لیکن اندرونی رطوبت کے دوران خون میں نہ پہنچنے کی وجہ سے ذیابیطس (Diab) کا مرض ہو جاتا ہے۔ گھی اور شکر کھانے والے اشخاص عضلاتی کام کرنے میں اپنے ساتھیوں سے جو کہ ان کے استعمال سے محروم ہوتے ہیں۔ عموماً سبقت لے جاتے ہیں۔ گویا بغیر تھکان کے زیادہ کام کرتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چونکہ قیام صحت اور قوت برداشت کی غرض سے دوران خون کا ایسا درست رکھنا لازمی ہے۔ کہ وہ ساختوں میں البیومن کو آسانی پہنچا سکے۔ اور فاسد ملوں کو خارج کر سکے۔ مگر یورک ایسڈ ایسے دوران میں سدراہ ہوتی ہے۔ اس لئے البیومن کے زیادہ استعمال کی ممانعت کے علاوہ ایسی اشیاء سے بھی بطور غذا استعمال کرنے سے پرہیز لازمی ہے۔ جن میں یورک ایسڈ یا ہچو دیگر زہریلے مادے موجود ہوں۔ مطلب مختصر یہ کہ نہ صرف بلحاظ مقدار کے البیومن اس قدر کھانی چاہیئے۔ جو روز کے خارج شدہ یوریا کی نسبت کو قائم رکھے۔ بلکہ بلحاظ اوصاف کے البیومن کا منبع بھی ایسا ہونا چاہیئے۔ جو یورک ایسڈ وغیرہ زہریلے مادوں سے پاک ہو۔ مثلاً (۱) دودھ یا اس کے مرکبات دہی (۲) روٹی بنانے کے اناج مثلاً مکی وغیرہ (۳) باغ کی سبزیاں اور آلو وغیرہ (۴) باغ کے پھل سیب اور انگور وغیرہ (۵) خشک پھل (۶) بادام، اخروٹ، چلغوزے انناس۔ مونگ پھلی وغیرہ

دہی اور پنیر

اہل ہنود تو ہمیشہ سے دودھ دہی کو "امرت" یعنی ستوگنی بھوجن اور ماس مچھلی کو تموگنی اور وشے باسنا کا محرک ہونے سے راکشی کھانا کہتے آئے ہیں۔ مگر سائنس کی ترقی ہونے پر اب یورپین عالم بھی "ماس" کی نسبت "پنیر" کو ہر پہلو سے بہتر خصوصاً گرم ممالک میں افراط دینے لگ گئے ہیں۔ حتیٰ کہ (Dr Metchnikoff) ڈاکٹر میچنکاف (ڈائرکٹر پاسچر انسٹی ٹیوٹ پیرس) سائنٹیفک بنیاد پر دہی کو "امرت" ثابت کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ دہی کھانے سے انسان بغیر بڑھاپے کی تکالیف میں مبتلا ہونے کے عمر طبعی کو حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ لیکٹک ایسڈ کے جراثیم (جن کی بدولت دودھ تغیر ہو کر دہی بنتا ہے) آنتوں میں پہنچ کر ان سڑاند کرنے والے جراثیم کو فنا کر دیتے ہیں۔ جو بڑھاپے کی علامات کا باعث ہوتے ہیں۔ بازار کا دہی ننگا رہنے کے باعث چونکہ (Lactic Acid Bacilli) لیکٹک ایسڈ بیسی لائی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(یعنی ایک قسم کے جراثیم) کے علاوہ اور بھی کئی قسم کے جراثیم کا گھر بن جاتا ہے اس لئے اکثر ریح وغیرہ کا باعث ہوتا ہے۔ ورنہ اگر دودھ کو تنگ منہ کے برتن میں رکھ کر اور پانچ منٹ کے لئے اوبال کر صرف لیکٹک ایڈ بیسی لائی کا جاگ لگایا جائے۔ تو علاوہ بدہضمی کو رفع کرنے کے خمیر اور سڑاند کو بھی آنتوں سے دور کر دیتا ہے۔

چھاچھ بلنے سے اگرچہ مکھن نکالے ہوئے دودھ کی طرح روغنی اجزا کا فائدہ نہیں ہوتا۔ لیکن "حیوانی پروٹین" اور لیکٹک ایڈ جراثیم کے نقطہ نگاہ سے دیہاتی کسانوں کے لئے یہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔

بہت سے گوشت خور اصحاب مانس کھانے کے متعلقہ اعتراض کیے جانے پر میڈیکل سائنس کی شرن لیتے اور یہ کہتے ہیں۔ کہ "ڈاکٹر لوگ اس کو بہترین غذا بتاتے ہیں" اس لئے وہ کھاتے ہیں۔ پس ادھورے طبیبوں کی نسبت "نیم حکیم خطرہ جان" کی ضرب المثل یاد کرا کر ہم ان کو موجودہ زمانے کے مشہور ڈاکٹروں کی تحقیقات کے نتائج سے آگاہ کرتے ہیں۔ جن کا فرمان ہے۔ کہ گوشت خوری چار طرح پر امراض کا باعث ہوتی ہے۔

(۱) اینمل پیراسائیٹس (حیوانی کیڑوں) کی موجودگی

"سٹی سرسائی" جو سور بچھڑے اور بھیڑ میں "میزلز" نامی مرض کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن انسان میں آ کر کدو دانے کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ "ٹرائیکانا سپائرلیس" جو کبوتر اور سور وغیرہ میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ چونکہ ان کی "سسٹ" (تھیلی) کے گرد (Calcifications) "کیلسی فیکیشن" (چونے کا انجماد) ہو جاتا ہے۔ اس لئے باوجود نمک لگانے یا قدرے حرارت پہنچانے کے بھی محفوظ رہتے ہیں۔ خصوصاً گوشت کے اندرونی حصہ میں ہونے پر جہاں کہ ۱۵۰ درجہ فارن ہائیٹ کی حرارت نہیں پہنچتی۔ جوان کی تباہی کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(ب) نباتاتی مادے

علاوہ انتھریکس گلینڈرس اور ٹیوبرکلوسس وغیرہ امراض میں جو حیوان مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ان کی صحت ناقص ہونے پر بھی اگرچہ وہ (Anthrax, Glanders Tuberculosis) بظاہر بیمار نہ ہوں۔ تاہم اُن پر مضر اثر ہو سکتا ہے۔ جیساکہ دیہات کے گرد و نواح کے غلیظ پانی میں سے پکڑی ہوئی چھلکے دار مچھلیاں علاوہ کدو دانے اور دیگر زہریلی علامات کے "تپ محرقہ" کی قسم کا بخار پھیلا سکتی ہیں۔ یا خرگوش وغیرہ جانور جو (بیلاڈونا) وغیرہ زہریلی نباتات کو بلا تکلف ہضم کر جاتے ہیں۔ اپنا گوشت کھانے والوں پر ان زہروں کے نتائج پیدا کرتے ہیں۔ جو موت سے پہلے انہوں نے کھائے ہوں۔

(ج) ٹوبین قسم کے زہر

بیمار حیوان کے یا دوسرے سڑے ہوئے گوشت سے یہ نقصان ہوتا ہے۔ کہ جراثیم تو پکانے سے مر جاتے ہیں۔ لیکن ان سے پیدا شدہ زہروں پر پکانے کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ نیز بعض صورتوں میں گرم گرم کھانے سے تو نمایاں خرابی نہیں ہوتی لیکن سرد ہونے تک جراثیم کے "فرمنٹ" (جوہر) Albuminoids "ایلبیومینائڈز" پر اثر کر کے زہریلی علامات کا باعث ہوتے ہیں۔ ناکمل پکانے اور سور کا آچار وغیرہ کھانے کا نتیجہ اور بھی خطرناک ہوتا ہے۔ اگرچہ خوراک میں نباتاتی نمکوں کی عدم موجودگی سے "سکروی" (ماسخورہ جو دانتوں کا ایک مرض ہے) کو منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن اس امر کی شہادت موجود ہے۔ کہ وہ صرف "لائم جوس" (لیمو کارس) سے درست نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دراصل اس کا باعث ٹین میں بند شدہ گوشت کا کھانا بھی ہے۔

(د) تندرست حیوان کا گوشت

مندرجہ بالا امور کے علاوہ چوتھا طریقہ جو تندرست حیوان کے گوشت" اور انڈوں سے بیماریاں پیدا کرنے کا ہے۔ وہ تین صورتوں پر منقسم

Belladonna ل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تے۔ (۱) "یورک ایسڈ" وغیرہ زہروں کی موجودگی اور (Neoclean, Lacithene) "نیوکلی این" "ویسی تھین" وغیرہ پائے جانے سے جن کے اجزا ٹوٹنے پر سخت زہریلے مرکبات پیدا ہوتے ہیں۔ جو خون کے دباؤ کو بڑھاتے اور تھکان (جسمانی و دماغی) اور امراض کا باعث ہوتے ہیں (۲) "پروٹین" کے بکثرت استعمال میں آنے کے مضر نتائج۔ کیونکہ اول تو گوشت خود ہی "پروٹین" بکثرت (۲۰ یا ۲۲ فی صدی) رکھتا ہے۔ دیگر اس میں سے صرف دو فیصدی ہی جذب نہیں ہوتا۔ گویا دودھ کی طرح دیگر تمام اشیاء کی نسبت اس کا "پروٹین" زیادہ جذب ہوتا ہے (۳) گوشت یا انڈے دگوان میں چونے کے مرکبات کی موجودگی بھی قبض کا باعث ہوتی ہے) فضلہ بہت کم چھوڑنے کی وجہ سے قبض کا باعث ہو کر (Bacillu-coli) (بیسی لس کولائی) وغیرہ بڑی آنتوں کے جراثیم کی بدولت سڑاند کی زہریں پیدا کر کے (Intestinal obstruction) انٹسٹائنل آبسٹرکشن یا "سٹرینگولیٹیڈ ہرنیا" (Strangulated Hernia) نامی امراض کی طرح ان تکالیف کے باعث ہوتے ہیں۔ جو "آٹو انٹاکسی کیشن" یعنی اندرونی زہروں کے جاذبے سے پیدا ہوتی ہیں۔ چنانچہ نہ صرف اس سے مختلف امراض کے مقابلے کی طاقت میں کمی آتی اور بڑھاپے کی علامات بھی پیش از وقت ہی نمودار ہو جاتی ہیں۔ بلکہ موت بھی عمر طبعی تک پہنچنے سے پہلے ہی آدباتی ہے۔ گویا کہ اس عمل سے شخصی تکالیف کے علاوہ نوع انسان بھی بہترین عقل اور تجربے سے بھرپور دماغوں سے فائدہ اٹھانے سے محروم رہتی ہے۔ کیونکہ افلاطون اور گلیڈسٹون وغیرہ کئی فلاسفروں نے اپنی عمدہ ترین تصانیف اس عمر میں لکھی تھیں۔ بلکہ وہ اسی برس سے اوپر پہنچ چکے تھے۔ حالانکہ کثرت واقعات کو دیکھ کر آج کل قدرتی عمر کی میعاد ہی ساٹھ ستر برس قائم کی جاتی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ موجودہ تہذیب کی غذا ہمارے جسمانی اعضاء کے ساتھ ہم آہنگی نہیں رکھتی:۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قابل ڈاکٹروں کی تحقیقات

چونکہ یہ تینوں صورتیں تین مختلف ممالک کے قابل ترین ڈاکٹروں کے اس مضمون کے ایک ایک پہلو پر سالہاسال تحقیقات کرنے کے نتائج ہیں۔ اس لئے ناظرین کی ضیافت طبع اور فائدہ کے لئے ہم اس کو سلسلہ وار ذرا وضاحت سے بیان کرتے ہیں۔

(۱) انگلستان کے مشہور ڈاکٹر الیگزینڈر ہیگ ایم، اے، ایم، ڈی، اپنی تصنیف "ڈایٹ اینڈ فوڈ" میں تکان کے اسباب کی تشخیص کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ سوائے بدہضمی کے عام طور پر کھانے سے چار پانچ گھنٹے بعد تک وہ تکان نہیں ہوتی۔ جس کا باعث خون میں (Albumin) البیومن کی کمی ہوتی ہے۔ لیکن تکان کا دوسرا باعث اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ باوجود کھانا کھانے اور ہاضمہ کی درستی کے بھی تھوڑی دیر میں ہی انسان اپنے آپ کو کمزور اور تھکا ہوا محسوس کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ گو غذائیت خون میں تو کافی موجود ہے۔ لیکن "یورک ایڈ" وغیرہ کے عروق شعریہ میں سد راہ ہونے کے باعث عضلات میں پہنچنے سے قاصر ہے۔ ایسی حالت میں اکثر اوقات شکم پری کے باوجود انسان اپنے معدہ کی جگہ پر ڈوبن سی محسوس کرتا ہے۔ اور دن میں چار پانچ دفعہ کھانے کا خواہشمند بلکہ شراب وغیرہ مفرحات کا بھی طالب ہوتا ہے۔ حالانکہ سبزی خور کے لئے نہ صرف "اسٹمولیشن" (تحریک) ہی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ کھانا بھی دن میں دو دفعہ کافی ہوتا ہے۔

یہی صاحب اپنی دوسری تصنیف (Uric Acid as a factor in the causation of diseases) "یورک ایسڈ ایز اے فیکٹر ان دی کازیشن آف ڈیزیز" میں کثیر التعداد امراض کا باعث "یورک ایڈ" کو ثابت کرتے ہوئے ان کو دو صورتوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ (۱) مقامی (جن کو اصطلاحاً گاؤٹ) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یعنی وہ امراض جو کہ یورک ایڈ کے مختلف ساختوں (جگر، تلی، جوڑوں یا فائبرس ٹشو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وغیرہ) میں تہ نشین ہو کر خراش پیدا کرنے سے ظہور پکڑتے ہیں۔ مثلاً نقرس، گنٹھیا اور (Fibrous Tissue) فائبرس ٹشو کی تمام مقامی سوزشیں، جن میں مندرجہ ذیل ساختیں شامل ہیں۔ دماغ اور اس کے پردے، ناک سے لے کر پھیپھڑے اور اس کے پردے تک تمام اعضائے تنفس۔ معدہ، جگر، پریٹونیم و آنتیں، خصیتہ الرحم رحم اور پیڑو کی سوزشیں، جلد کے امراض مثلاً چنبل وغیرہ، عضلات و اعصاب کے درد وغیرہ وغیرہ (۲) امراض عام جو کہ یورک ایسڈ کے خون میں بکثرت حل ہونے کی وجہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ ان کو اصطلاحاً کولیمیا کہا گیا ہے، مثلاً من کی سستی۔ جوش، جنون، جسمانی کاہلی، تھکان، سردرد، چکر آنا، دل کا گھٹنا بیخوابی، فالج، دمہ، بدہضمی۔ جگر میں انجماد خون، ذیابیطس، سوزش گردہ، ریگ و پتھری، سوزش اعصاب و پردہ بینائی، دماغ و نخاع کا خراب ہونا۔ یعنے ڈیجنریشن۔ جلدی امراض مثلاً ایٹروفی والسریشن اریناڈس ڈیزیز، امراض عروق مثلاً پیرپیورا، تھرامبوسس، ڈیجنریشن، ایتھروما، کیلسی فیکشن، انیورزم، انجائنا پکٹورس، امراض خون مثلاً اینیمیا، کلوروسس، ہیموگلوبی نیوریا، لیکوسائی تھیمیا، پرنی سس اینمیا، گریوس ڈیزیز، ہلنور ہیجیا، رحم کا تشنج، درد سے حیض آنا، بواسیر، "پرورائیٹس" اینائی" اور "ولوائی" وغیرہ۔ علاوہ ازیں تمام متعدد امراض کے جراثیم بھی صرف اسی صورت میں جسم پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ جب کہ یورک ایسڈ کی وجہ سے نظام جسمانی نقص پذیر ہو چکا ہو۔

یورک ایسڈ مندرجہ بالا دو گروہوں میں سے پہلے گروہ کے امراض کو تو صاحب موصوف کی تحریر کے موجب ایسی اشیاء سے آرام ہو جاتا ہے۔ جو "یورک ایسڈ" کو خون میں حل کر دیتی ہے۔ مثلاً کھاری ادویات (سوڈا پوٹاس کے مرکبات) و نباتاتی اغذیات اور سلی سلک ایسڈ کے مرکبات وغیرہ، اور دوسرے گروہ کے لئے ایسے مرکبات مفید ہوتے ہیں جو خون سے "یورک ایسڈ" کو ساختوں کی طرف دھکیل دیں۔ مثلاً ایسڈز یعنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تیزاب اور فولاد و پارہ کے مرکبات وغیرہ - لیکن ہر دو اقسام کی بیماریوں کی آمد کو روکنے، ان کی تکلیف کو کم کرنے اور صحت حاصل کرنے کے لئے ایسی خوراک کی ضرورت ہے۔ جو یورک ایسڈ سے پاک ہو۔ تاکہ نہ یورک ایسڈ جسم میں داخل ہو۔ نہ اس کے متعلقہ شکایات پیدا ہوں۔ اور اگر پیشتر سے داخل ہو چکا ہو۔ تو بتدریج خارج ہو جائے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یورک ایسڈ بدن میں جمع کیوں کر ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے "گوشت خوری" کیونکہ (۱) علم کیمیا سے ثابت ہے۔ کہ اس میں چھ سے آٹھ گرین فی پونڈ کے حساب سے خالص یورک ایسڈ موجود ہوتا ہے۔ اس لئے گوشت کا استعمال کرنا گویا در اصل "زہر آمیز خوراک" کھانا ہے (۲) علم فزیالوجی سے پتہ لگتا ہے۔ کہ جتنی مقدار نائٹروجی نس غذا کی انسان استعمال میں لاتا ہے۔ اس کا تیسرا حصہ یوریا کی صورت میں اخراج پاتا ہے۔ اور اس یوریا سے پینتیسواں حصہ یورک ایسڈ پیدا ہوتا ہے پس اگر نو یا دس گرین پروٹین فی پونڈ وزن جسمانی کی حساب سے کوئی شخص استعمال کرتا ہے۔ تب تو تمام پیدا شدہ یورک ایسڈ پیشاب کے راستہ اخراج پا جاتا ہے۔ لیکن اگر زیادہ مقدار میں نائٹروجی نس غذا کھاتا ہے۔ تو گردے کل مقدار تیار شدہ یورک ایسڈ کی خارج نہیں کر سکتے۔ اس لئے اگر نصف رتی بھی روزانہ جمع ہو۔ تو سال بھر میں تقریباً دو تولے تک نوبت پہنچ جاتی ہے چونکہ گوشت خوری سے نائٹروجی نس مادہ بہت زیادہ جذب ہوتا ہے۔ اس لئے اس دوسرے پہلو سے بھی یہ زہریلی غذا سے مشابہت رکھتا ہے۔ (۳) چونکہ یورک ایسڈ کے روزانہ اخراج کا دارومدار خون میں کھاری مادے کی زیادتی پر ہے اور خون کے کھاری پن کا انحصار زیادہ تر نباتاتی نمکوں پر ہے۔ اس لئے اس زہر کے بالکل خارج کرنے کے لئے سبزیوں کا استعمال ضروری ہے۔ در نہ برعکس اس کے حیوانی غذا کے استعمال سے چونکہ یوریا کے ساتھ ہی ترشی بھی زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے خون میں یورک ایسڈ کی تحلیل کو روکنے کی وجہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے گوشت خوری اس کے اخراج میں بھی مانع ہوتی ہے۔ پس یہ تیسرا پہلو بھی اس کے مخالف ہے۔ مطلب مختصر یہ کہ گوشت خوری کو ایسی زہر کے مشابہ سمجھ کر احتراز کرنا چاہیئے۔ جس کا اثر کئی سال کے بعد ہوتا ہے۔

امریکن ڈاکٹر کی رائے

(۲) امریکہ کے لائق ترین ڈاکٹر رسل چٹنڈن ڈی۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ پی۔ ایچ۔ ایل۔ ایل ڈی، پروٹین کے کثرت استعمال کی رد ید اپنی مشہور عالم تصنیف "فزیالوجیکل ایکانومی ان نیوٹریشن" میں اس طرح پر کرتے ہیں۔ کہ اگر عضلات کے سکڑنے کی طاقت کا ظہور ان کے نائٹروجی نس مادے سے ہی ہوتا۔ تب تو واقعی خوراک میں اس کے زیادہ شامل کرنے کی ضرورت ہوتی لیکن جب یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ "شکتی" کا اظہار کاربن کے مرکبات سے ہوتا ہے پھر نائٹروجی نس مادے کا بکثرت استعمال کرنا کیونکر روا رکھا جا سکتا ہے ورانحالیکہ کاربو ہائیڈریٹ کی زیادتی جہاں صرف آنتوں کی خراش کا باعث ہو سکتی ہے۔ وہاں پروٹین کی زیادتی سے کئی قسم کے مہلک مرکبات کے نتائج کو بھگتنا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں اول الذکر اگر اپنے ہاضمے وغیرہ کو خراب کرتے کا اثر فوراً ظاہر کر دیتا ہے۔ تو آخر الذکر کا مضر نتیجہ "کرانک" یا پورانے "زہر کی صورت میں اتنی دیر بعد نمودار ہوتا ہے۔ جب کہ علاج کا وقت ہی ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ کیونکہ جذب ہونے کے بعد جب یہ "آکسڈائیڈ" ہوتے ہیں۔ تو کچھ ایسے زہریلے مرکبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو کہ بیشتر اس کے گردوں کے راستہ جسم سے خارج ہوں۔ تمام اعضاء میں گردش کرتے ہوتے نظام جسمانی پر قدر سے مہلک یا مضر اثر پیدا کرتے ہیں۔ یا عارضی طور پر کسی خاص جگہ جمع ہو کر کسی ایسی بیماری کا باعث ہوتے ہیں۔ جو ان کے دفیعہ کے لئے مریض کی توجہ کو فی الفور اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یعنی فوراً علاج کروانا پڑتا ہے۔ نیز جگر اور گردے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جن پر خصوصاً ان کی زیادتی سے بہت بوجھ پڑتا ہے۔ وقت سے پیشتر ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جگر (جو کہ زہروں کے اجزا توڑ کر ان کو بے نقصان صورت میں بدل دیتا ہے) کے ناقابل کار ہونے کی صورت میں "ایمونیم کاربونیٹ" آگے زہر کی علامات یعنی ایسے تشنج پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو موت کی صورت میں ہی انجام پاتے ہیں۔ علاوہ ازیں بقول ڈاکٹر مالٹ صاحب "کری اٹیین" اور "کری ایٹی نین" عضلانی ریشوں پر براہ راست اثر انداز ہو کر دل کے فعل کو بند کرنے کا موجب ہوتی ہیں۔ زیادہ مقدار میں پیشانی میں درد اور عام عصبی بے قراری پیدا کرتی ہیں۔

"ایڈی نین" جو ایک سخت قسم کا زہر ہے۔ دل کے فعل کو خصوصیت سے زیادہ تیز کرتا ہے۔ اور آنتوں کے ابتدائی حصہ کے میوکس پردے کی سوزش کر کے ناقابل علاج قے کا موجب ہوتا ہے۔ نیز گردوں پر خاص اثر پیدا کرکے ان میں "یورک ایسڈ" اور "یوریٹیس" کے انجماد کو بڑھا کر سخت سوزش کا باعث ہوتا ہے۔ جس سے جانور فی الفور ہلاک ہو جاتا ہے" ایلاکس یورک ایسڈ" بخار پیدا کرتی ہے۔ یورک ایسڈ کا نقرس اور گنٹھیا سے تعلق مشہور عالم ہے۔ غرض بقول ڈاکٹر واٹھن و ڈاکٹر نیوی صاحبان یہ امر بلاشبہ قابل تسلیم ہے۔ کہ پروٹیڈ کے ذرات اپنے کیمیائی بتا دیے ہیں پیشتر اس کے کہ یوریا۔ امونیا۔ پانی۔ کاربن ڈائی آکسائڈ کی صورت میں آئیں۔ بہت سے زہریلے مرکبات کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ پروٹیڈ زیادہ استعمال کرنے والوں کو صفراوی قسم کے بخار در حقیقت "لیکومین" قسم کے "ایکلائیڈ" مرکبات کے ہی زہر کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ پروٹیڈ کیٹابولزم "عمل سوختہ" سے صحت پر بے شمار مضر نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

چونکہ پروٹیڈ کے خوراک میں کم استعمال کرنے سے "پروٹیڈ کیٹابولزم"

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کم ہو جاتا ہے۔ اس لئے کثیر التعداد مذکورہ بالا امراض سے محفوظ رہنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان کو حتے الامکان کم مقدار میں کھایا جائے صحت جسمانی اور درازئ عمر کا راز اسی اصول کے سمجھنے میں مخفی ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ عضلات میں "یورک ایسڈ" اور "پورین بیسز" کے بننے سے ہی تکان محسوس ہوتی ہے۔ اور پروٹیڈ کے کم کھانے سے وہ کم بنتی ہے۔ اس لئے اس کے کم استعمال کرنے والوں میں تکان کم اور قوت برداشت زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ درندوں کی نسبت بیل اور گھوڑے وغیرہ چرندے نہایت محنت کا کام سرانجام دے سکتے ہیں۔ اور ان کی نسبت مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا خون زہریلے مرکبات کے اثر سے پاک رہتا ہے۔ ہاتھی، گینڈا، گوریلا اور ارنا بھینسا وغیرہ سبزی کھانے والوں میں اعلےٰ درجہ کے شہ زوروں کی مثالیں ہیں۔ جن کے مقابلہ میں شیر بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ اس امر کا اظہار بھی بے جا نہ ہوگا۔ کہ پروفیسر رام مورتی جو کہ ہاتھی کو اپنی چھاتی پر اٹھاتا اور لوہے کی زنجیریں بآسانی توڑ دیتا ہے۔ مانس نہیں کھاتا۔ بلکہ سبزی کھانے والا ہے) علاوہ مذکورہ بالا امور کے پروٹیڈ کی قسم کی غذا چونکہ سارے جسم کے "میٹا بولزم" کی تحریک کرتی ہے۔ اس لئے خوراک میں اس کی زیادہ مقدار عضلات کے "نان نائٹروجی نس" مادے کی سوخت کو بھی بلاضرورت بڑھا دیتی ہے۔ گویا شکتی کے اس خزانے کو برباد کر دیتی ہے۔ جو کہ بصورت دیگر محفوظ رہ کر روزانہ افعال جسمانی کے لئے عضلات کے سکڑنے میں کام آتی۔ قصہ مختصر یہ کہ اگرچہ نائٹروجن کی خاص مقدار جسمانی صحت اور طاقت کے لئے ازبس ضروری ہے۔ مگر ضرورت بدنی سے اس کی تھوڑی سی زیادتی بھی بمقابلہ دیگر اشیاء خوراک کے سخت مضر اثر پیدا کرتی ہے۔ چونکہ شکم سیر ہونے کے لئے خوراک کا جتنا حجم درکار ہوتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اتنی نباتاتی خوراک میں ہی کافی نائٹروجن آجاتی ہے۔ اس لئے گوشت کے شامل ہونے پر ضروری ہے۔ کہ اس کی مقدار بہت بڑھ جائے بس بطور خوراک کے اس کا استعمال ممنوع اور ناجائز کہنا عین راستی ہے۔

بوڑھاپے کا علاج | بوڑھاپے میں بیماریوں اور کمزوری سے بچنے کا صحیح علاج

(۱) "پرانایام" کرنا اور بیرونی صفائی کے ساتھ ساتھ اندرونی صفائی کا خاص خیال رکھنا۔ یعنی ہر روز آنتوں کا باقاعدہ خالی کرنا اور قبض نہ ہونے دینا۔ اور اگر خدانخواستہ ہو جائے تو "جلاب" کا استعمال کرنا (چنانچہ اسی خیال سے چند صدیاں پیشتر چین میں "ایلوز" (صبر یا ایلوا) کے عرق کو "آب حیات" کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔

(۲) آنتوں میں سڑانڈ کے روکنے والی ادویہ کا استعمال مثلاً گیلول، منتھال کافور، تھائیمال وغیرہ (جن میں سے آخر الذکر دو ادویہ کے ساتھ "منتھال" و ایک رنگیں شے ملا کر اکثر دیسی حکیم آج کل بھی "امرت دھارا" وغیرہ کے نام سے فروخت کرتے ہیں۔) زمانہ قدیم کا "سوم رس" بھی شاید یہی اثر رکھتا ہو۔

(۳) ہر ایک چیز حتّٰے کہ پھل اور پانی کو بھی ابال کر استعمال کرنا۔ تاکہ حتّے الامکان جراثیم کو اندر داخل ہونے کا ہی موقع نہ ملے (اس اصول پر اکثر اہل ہنود لکڑیاں بھی دھو کر چوکے میں لے جاتے ہیں)

(۴) برت رکھنا۔ تاکہ جراثیم کو اندر نشوونما پانے کے لئے سامان کم مل سکے

(۵) خوراک کو خوب ہی چبا کر کھانا۔ تاکہ غذائیت فوراً ہضم اور جذب ہو جائے۔

(۶) "سائٹو ٹاکسک سیرم" کی جلد میں پچکاری کرنا۔ جس سے اعلے درجہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے "سیلز" کو تقویت پہنچے (کیونکہ جس طرح "ڈیجی ٹیلس" نامی دوائی زیادہ مقدار میں دل پر زہریلا اثر رکھتی اور کم مقدار میں اس کو تقویت دیتی ہے۔ ویسے ہی خاص قسم کے "سیلز" کو ضایع کر دینے والا "سیرم" بھی خفیف مقدار میں ان کو طاقت دیتا ہے۔ جیسے "اینمیا" میں خون کے سُرخ دانوں کا "اینٹی سیرم" مفید ہوا ہے۔

چونکہ ان تمام تجاویز میں سے بعض تو بہت کم فائدہ کرتی ہیں، اور بعض سے ایک پہلو میں کسی قدر فائدہ پہنچنے کے ساتھ دوسری طرف سخت محنت یا نقصان کا بھی سامنا ہوتا ہے۔ اس لئے آخری مگر سب سے بہتر تجویز یہ ہے۔ کہ موزون غذا کا استعمال کیا جائے۔ چونکہ "ایسڈ" کی موجودگی میں "پیوٹا ٹرک" قسم کا خمیر اور سڑاند نہیں واقع ہو سکتی۔ اس لئے کھانے میں بجائے گوشت کے (جو کہ بہت جلد سڑ جاتا ہے) دودھ دہی کا استعمال ہونا چاہیئے۔ جو نہ صرف "لیکٹک" قسم کا خمیر ہونے سے خود ہی نہیں سڑتا۔ بلکہ اپنی موجودگی میں سڑاند کے جراثیم کو بھی کام کرنے سے روکتا ہے۔

المختصر "گوشت خوری" جس صورت میں درندوں کے لئے بھی (جن میں بڑی آنتیں بہت تھوڑی لمبائی رکھتی ہیں) چرندوں کی نسبت قلیل العمری کا باعث ہوتی ہیں۔ تو بھلا انسان کے لئے (جس کی آنتیں بھی چرندوں سے مشابہہ ہیں) اس کو ناموزون کہا جائے۔ تو کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

کمال روحانی آخری مگر سب سے ضروری پہلو یہ ہے۔ جو گوشت خوری کو ناجائز قرار دیتا ہے۔ کیونکہ انسانی زندگی کا حقیقی مدعا روحانی کمال حاصل کرنا ہے۔ جس کا انحصار غور و خوض۔ خود ایثاری اور خدمت خلق پر ہے۔ چونکہ شانتی سے بیٹھنا گوشت خور کے لئے امر محال ہے (جیسا کہ چڑیا گھر میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

درندوں کو تقریباً تمام دن اپنے جنگلے میں گھومتے ہوئے سب نے دیکھا ہوگا)، اس لئے دماغی کام میں بہترین کامیابی اس کی سرشت کے متضاد ٹھیرتی ہے۔ دیگر عام طور پر فطرت کائنات کا مطالعہ کرنے سے صرف وہی حیوان حلیم اور خدمت انسانی میں مستعد پائے جاتے ہیں۔ جو کہ سبزی خور ہیں۔ برعکس اس کے گوشت خور نہ صرف کسی قسم کی خدمت سے ہی قاصر رہتے ہیں۔ بلکہ تند خو اور خونخوار ہونے کی وجہ سے ہر وقت دوسروں کے لئے مہیب اور خطرناک بھی ثابت ہوتے ہیں۔ جو سچے سنیاس کے اصول "ابھے دان" کے خلاف ہونے کی وجہ سے روحانی کمال میں روکاوٹ پیدا کرنے والا فعل ہے۔ علاوہ ازیں "قانون کرم" بھی معاوضے کی ادائیگی کے لئے تناسخ میں لانے کا موجب بیان کیا گیا ہے۔ جس سے نجات کی منزل دور رہتی ہے۔ الغرض خواہ کسی پہلو سے دیکھا جائے۔ گوشت خوری انسان کے لئے ناجائز ہی ثابت ہوتی ہے۔ اور موجودہ زمانے میں تو یہ امر اور بھی زور سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ سائنس کی ترقی کی بدولت نباتات میں بھی بذریعہ برقی لہروں کیمیائی کھاد یا خاص قسم کے جراثیم کے خاطر خواہ نائٹروجن جذب کرائی جا سکتی ہے، جو بصورت دیگر ہوا میں کافی ہوتے ہوئے بھی اکثر درختوں کے حصہ میں بہت کم آتی ہے۔

بایو کیمسٹری سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ غیر جنسی حیوان کا خون انسانی خون کے دانوں کو تباہ کر دیتا ہے۔

چونکہ حیوان کے قتل ہونے پر اس کے جسم کے تمام "سیل" یکلخت نہیں مرتے۔ بلکہ بہت سے زندہ رہتے ہیں۔ جو بعدہٗ اپنے "میٹا بولزم" کی بدولت اپنی ہی ساختوں سے پیدا شدہ کیمیائی فاسد مادوں کے بکثرت جمع ہونے پر مرتے ہیں۔ کیونکہ دوران خون کی بندش کی وجہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے ان کے اخراج کا راستہ کوئی نہیں رہتا۔ چونکہ وہی کیمیائی زہریں گوشت خور کے نظام جسمانی میں داخل ہوتی ہیں۔ اس لئے طالب صحت کے لئے گوشت سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے۔

ڈاکٹر جے۔ اولڈ فیلڈ صاحب سینیر فزیشن لیڈی مارگرٹ ہسپتال لکھتے ہیں:۔

آج یہ کیمیائی امر واقع سب لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ عالم نباتات کی پیدائش میں وہ سب اجزا موجود ہیں۔ جو انسانی زندگی کے بہترین نشوونما کے لئے ضروری ہیں۔ گوشت ایک غیر قدرتی غذا ہے۔ اور اسی لئے عصابی بے قاعدگی کے پیدا کرنے پر مائل۔ زمانہ حال کے مہذب ملک جہاں گوشت کا استعمال عام ہوتا ہے۔ ایسی خوفناک وبائی بیماریوں کے (جیسا کہ کینسر انتڑیوں کا پھوڑا۔ جسے سرطان بھی کہتے ہیں) دق، بخار، انتڑیوں کے کیڑے وغیرہ وغیرہ کے بہت حد تک شکار ہیں۔ اس میں حیرانی کی کوئی گنجائش نہیں۔ کہ گوشت خوری ان بیماریوں کے بدترین اسباب میں سے ایک ہے۔ جو کہ دنیا کی ننانوے ۹۹ فی صدی اموات کے لئے ذمہ وار ہیں۔

(از کلیان (کلپترو) گورکھپور۔ جلد ۵۔ نمبر ۴ صفحہ ۴۴)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گوشت خوری اور بہادری

گوشت خور انسان گوشت خوری کی تعریف میں بڑے فخر سے یہ بات کہتے ہیں۔ کہ گوشت خوری بڑی طاقت کا منبع ہے۔ اور جتنی اقوام گوشت خور ہیں۔ وہ سب طاقتور ہیں۔ اور دنیا میں انہیں کا راج ہے۔ میں اس بات کو تو مانتا ہوں۔ کہ فی زمانہ گوشت خوری کا رواج زوروں پر ہے۔ اور گوشت خوری کے لئے روزانہ اس قدر جانور قتل کئے جاتے ہیں۔ کہ اگر حساب سامنے رکھا جائے۔ تو مقتولوں کی تعداد جو کروڑوں تک پہنچتی ہے۔ ذہن نشین کر کے کلیجہ کانپنے لگتا ہے۔ مگر اس قتل عام سے یہ نتیجہ نکالنا۔ کہ گوشت خوری میں طاقت ہے۔ واقعات سے بعید ہے۔ دنیا کی گوشت خور آبادی پر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کے سب گوشت خور انسان طاقت والے نہیں ہوتے۔ ہندوستان میں ہی دیکھا جا سکتا ہے۔ کہ باوجود اس بات کے کہ کشمیر، بنگال، اور مدراس میں رہنے والے مسلمان دوسرے صوبوں کے مسلمانوں سے زیادہ گوشتخور ہیں۔ یا کم از کم ان جتنے ہی گوشت خور ہیں۔ مگر طاقت میں اوروں کی نسبت کمزور کہے جاتے ہیں۔ اور دلیری میں نسبتاً بزدل، علاوہ ازیں مسلمانوں کی کل آبادی ہندوستان میں ۷۹۸۹۰۳۸۲ ہے۔ یہ جانوروں کو محض اپنے لئے ہی نہیں مارتے۔ بلکہ ہندوستان کی بقایا ۳۵۲۸۳۷۷۷۸ آبادی کے گوشت خور طبقے کو گوشت مہیا کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ملک چین میں قریباً دو ڈھائی کروڑ مسلمان آبادی ہے۔ یہ چین کی ۵۰۰۰۰۰۰

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پچاس کروڑ آبادی کو گوشت مہیا کرتے ہیں۔ نیز ممالک عرب۔ مصر سوڈان۔ ترکی۔ ایران۔ افغانستان۔ بلوچستان۔ چینی تاتار ان ممالک کی قریب سات کروڑ آبادی ہے۔ اور یہ سب مسلمان ممالک ہیں۔ ان میں قریب چوتھا حصہ آبادی دوسرے مذاہب کی ہے۔ اس طرح دنیا کی آبادی کے ایک ارب انسانوں کو جو دنیا کی نصف آبادی سے زائد ہیں۔ یہ گوشت مہیا کرتے ہیں۔ لہذا مسلمان قوم نہ صرف گوشت خور اقوام کی صف اول میں ہے۔ بلکہ اس سلسلہ میں اسے ایک خاص امتیازی فخر حاصل ہے۔ کہ وہ دنیا کی آدھی آبادی سے زیادہ کو گوشت مہیا کرتی ہے۔

صرف چند سلطنتیں اس کے باوجود دنیا میں سب سے زیادہ گوشت کھانے والوں کی صرف چند ایک چھوٹی چھوٹی حکومتیں ہیں۔ جو کہ اپنی ہستی کے لئے بھی دوسروں کی دست نگر ہیں۔ کیا ایسے بے مثال ذابح ہونے سے ان کو اتنا دلیر نہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ دنیا کے کثیر حصے کے مطلق العنان حکمران ہوتے۔ اگر واصل گوشت خوری یا جانوروں کا ذبح کرنا ہی طاقت اور دلیری کا معیار ہوتا۔ تو میرے خیال میں تمام دنیا میں اسلام کی حکومت ہونی چاہیئے تھی۔ مگر حقیقت اس سے کوسوں دور ہے۔ ہاں گوشت کھانے اور کھلانے والے مسلمانوں کی بہادری گاہے بگاہے ہندوستان کے مختلف شہروں میں شر و فساد کی صورت میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ مار دھاڑ کرنے کے لئے وجوہات بالعموم یہ ہوتے ہیں۔ مسجد کے سامنے باجے کا سوال۔ جھٹکا حلال۔ مالدار ہندوؤں کو تنگ کرنے کے لئے ہندوؤں تہواروں پر اور نیز بہت سی جگہ گئووں کا قتل۔ حملے عموماً تجارت پیشہ لوگوں پر ہوتے ہیں۔ جو جنم سے لے کر موت تک ہتھیار چلانا تو در کنا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہاتھ میں لینا بھی نہیں جانتے۔ غنڈے بدمعاش۔ نیچے طبقے کے آدمی ایسے موقعوں کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ اور مہاجنوں کے مال وزر وغیرہ ہتھیا لیتے ہیں۔ اگر ایسا انسان بہادر کہلا سکتا ہے۔ تو ایسے انسان اپنے منہ سے میاں مٹھو بننے کے مصداق بہادر بھلے ہی بنتے پھریں۔ مگر جس جگہ پر ایسے بیس بیس ہزار بہادر اور کلکتہ بمبئی وغیرہ بڑے مقامات پر اس سے بھی زیادہ بہادر ہلہ بول دیتے ہیں۔ اور لوٹ کھسوٹ مچاتے ہیں۔ وہاں پولیس اور فوج کے سپاہی محض سو دوسو یا چار پانچ صد تک ایسے بہادروں کو منتشر کرنے اور قانون کے ڈنڈے تلے لانے کے لئے کافی ثابت ہوتے ہیں۔ اگر کہیں ایک آدھ فائر بھی ہو جائے تو ایسے خود ساختہ بہادر وہاں سے گھروں میں جا گھستے ہیں۔ اس پر بھی ان کے لیڈران کی بہادری کا گُن گاتے ہیں اور یہ بات کہنے میں ذرا نہیں جھجکتے۔ ہمارے آدمی پیدائش ہی سے سپاہی اور بہادر ہیں علاوہ ازیں جن ممالک کی آبادی کروڑوں نفوس پر مشتمل ہو۔ اور کوئی غنیم اس ملک پر حملہ آور ہو۔ تو فوج کی تعداد کروڑوں نہیں ہوتی۔ فوج کی تعداد ہزاروں اور لاکھوں تک محدود ہوتی ہے۔ وہ فوج اپنی تعداد سے سینکڑوں اور ہزاروں گنا انسانوں پر فتح یاب ہوتی ہے۔ میرا مدعا یہ ہے۔ کہ جب دو تین لاکھ فوج کروڑوں کی آبادی والے ممالک کو فتح کرتی ہے۔ اور مفتوح اور فاتح دونوں گوشت خور ہیں۔ تو طاقت کا معیار گوشت خوری پر کہاں رہا۔

پیشہ کا اثر

حقیقت یہ ہے۔ کہ بالعموم ہر انسان جس کام کو بچپن سے سیکھتا ہے۔ اور لگاتار اس کام میں اہلیت حاصل کرتا ہے۔ تو اس کام کے انجام دینے میں اسے دوسرے انسانوں پر فوقیت حاصل ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستان کی تجارت پیشہ

. CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قوم مہاجنوں کی طرف غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ جنم سے ہی تجارت کا کام سیکھتے ہیں۔ اور زندگی بھر یہی کام کرتے ہیں۔ پشتہا پشت سے اس کام کو کرتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے اس وقت اس قوم کے بچے بچے کو اپنے کام میں اتنی مہارت ہے۔ کہ معمولی لنڈے لکھا پڑھا مہاجن اپنی تجارت کو ایسی خوبی سے چلاتا ہے۔ کہ آج کل کے کالجوں میں ہزاروں روپیہ خرچ کرکے تجارتی تعلیم حاصل کئے ہوئے۔ نوجوان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تجارت پیشہ ہندوؤں نے باوجود صدیوں کی غلامی کے ہندوستان کی تجارت کو محفوظ رکھا ہے اور اس ملک کے سرمایہ کو نہ صرف بچایا ہے۔ بلکہ اس میں ایزادی کی ہے۔ آج پنجاب گورنمنٹ جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ زمینداروں کی حمایت کا دم بھرتی ہے۔ اور تجارت پیشہ لوگوں کو نقصان پہنچانے پر تلی ہوئی ہے۔ وہ اس بات کو نہیں سوچتی۔ کہ زمینداروں کی بہبودی کا دارومدار بھی تجارت پیشہ لوگوں پر ہی ہے۔ زمیندار اپنے کام میں خوبی حاصل کریں۔ اور تجارت پیشہ اپنے کام میں۔ اسی سے ملک کی بھلائی ہو سکتی ہے۔ الغرض افراد کیا اور قومیں کیا۔ جو جو کام جو جو انسان یا قومیں سیکھتی ہیں۔ اور جو تعلیم ان کو دی جاتی ہے۔ وہ اس میں ترقی کرتے ہیں۔ کیا ہندوستان کے ہندو اور مسلمان ایک ہی درخت کی دو شاخیں نہیں؟ مگر مسلمانوں کی تعلیم نے ان کے تہذیب و تمدن کو تبدیل دیا۔ اس طرح کیا سکھ۔ ہندو قوم کا جزاعظم نہیں۔ مگر ملک کی ضروریات نے سکھوں کو باوجود ہندوؤں کے ساتھ دو قالب ایک جان ہوتے ہوئے ان کو جنگ جو قوم میں تبدیل کر دیا۔ جس انسان یا قوم نے اپنے دل اور دماغ کو تجارت کے کاموں میں لگا دیا۔ انہوں نے اس میں فوقیت حاصل کی۔ گوشت خوری نہ فوجی کام کرنے والوں کو مدد دے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سکتی ہے اور نہ تجارت کرنے والوں کے ساتھ ہی اس کا کوئی تعلق ہے جو لوگ فوجی کام سیکھتے ہیں۔ اگر وہ سچی لگن سے اپنے فرائض کو پورا کرنے جائیں۔ تو وہ اپنے فن میں یکتا ہوں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ گوشت ان کی خوراک کا حصہ ہو۔ اور اگر اپنے فرائض کو انجام نہ دیں۔ اور گوشت دن میں دو دفعہ کی جگہ چار دفعہ بھی کھائیں۔ تو بھی وہ نکمے ہی رہیں گے۔ اور بجائے دشمن کے خلاف میدان جنگ میں اپنے جوہر دکھانے کے اپنے بھائیوں کو ہی تنگ کریں گے۔ خواہ ان بھائیوں سے ان کی ذات کو کتنے ہی فائدے پہنچتے ہوں

قصباتی اور دیہاتی آبادی

اگر ہندوستان کی دیہاتی اور قصباتی آبادی کا مقابلہ کیا جائے۔ تو بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ طاقت کا انحصار گوشت خوری پر نہیں۔ ہندوستان کا کثیر ترین حصہ گاؤں میں آباد ہے۔ اور یہ حصہ گوشت خور نہیں۔ یا کم از کم قصبات کی آبادی سے بہت ہی کم گوشتخور ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ایک علیحدہ مضمون میں اعداد و شمار کی بنا پر دکھایا جائے گا۔ اگر باشندگان دیہات بھی ایسے ہی گوشت خور ہوتے جیسے کہ قصباتی لوگ۔ تو ہندوستان کے مویشیوں کی آبادی اس ضرورت کو پورا کرنے سے قاصر ہو جاتی۔ اور گوشت کے لئے مویشیوں کی بیرونی ممالک سے درآمد کی ضرورت پیش آجاتی۔ مگر یہ شاید اس ملک کی خوش قسمتی ہے۔ اور پرماتما کی مہربانی۔ کہ دیہاتی آبادی قصباتی آبادی کے عشر عشیر بھی گوشت خور نہیں۔ اب گوشت خوری کی عادت کی اس تفاوت کے ساتھ اگر طاقت کی تفاوت کا مقابلہ کیا جائے تو اس بات کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ کہ گوشت خوری طاقت و دلیری کا منبع ہے یا کہ نہیں۔ ہندوستان کے کسی حصہ میں دیہاتی آبادی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کمزور نہیں۔ دکن میں مرہٹے۔ پنجاب میں سکھ جاٹ اور ڈوگرے۔ وسط ملک میں پوربیے ٹھاکر۔ راجپوتانہ میں راجپوت۔ مشرق میں گور کھے گھڑ والے۔ غرض کہ ہندوستان کی دیہاتی آبادی کا چپہ چپہ بہادروں سے پٹا پڑا ہے۔ یہ سب اپنے کام میں یکتا ہیں۔ ان کو کھیتی باڑی میں سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ اس کڑی محنت کے ساتھ ان کے لڑائی جھگڑے بھی آپس میں ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے لڑائی کا مادہ ان کی سرشت میں داخل ہو جاتا ہے۔ باشندگان دیہات کی خوراک سادہ غذا ہے یعنی مکی کی روٹی اور چھاچھ۔ موسم سرما میں سرسوں کا ساگ۔ مگر یہ لوگ سرکار انگلشیہ کی فوج کو زینت دیتے ہیں۔ اور لڑائی میں غزنی اور افغانستان کے پٹھانوں پر فتح پاتے ہیں۔ فرانٹیئر میں جہاں کے قبائل بڑے خوں ریز اور لڑاکے مشہور ہیں۔ ان کو نیچا دکھاتے ہیں۔ دیہاتی آبادی میں سے بھرتی کی ہوئی افواج اور پولیس کے یہ سپاہی قصبات میں فساد کرنے والے اور فرقہ وارانہ آگ بھڑکانے والے غنڈوں کو جن میں گوشت خوروں کی کثرت ہوتی ہے۔ کو قابو میں لاتے ہیں۔ اور ہزاروں شہریوں کو پسپا کرنے کے لئے چند دیہاتی ہی کافی ہوتے ہیں۔ اکثر سننے میں آتا ہے۔ کہ چند شریر غنڈوں نے کسی شہر میں فساد کر دیا۔ دوکانوں کو لوٹا۔ مکانوں کو آگ لگا دی عورتوں کی بےحرمتی کی۔ اجنبیوں پر حملے کئے۔ مگر جب دیہات میں رہنے والے چند افراد کی امداد طلب کی گئی۔ تو یہ شہریوں کے رہنے والے غنڈے ایسے مغلوب ہوئے۔ کہ دم مارنے کی جرأت نہیں رہی۔ قصباتی اور دیہاتی آبادی کے اس مقابلہ سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ طاقت اور دلیری کا انحصار گوشت خوری پر نہیں۔ بعض لوگ جو کہتے ہیں۔ کہ سرحدی پٹھانوں کی جنگ و جدل پر ہمیشہ مستعد رہنے کی وجہ ان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی گوشت خوری ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں۔ دنیا میں ہر مذہب میں مختلف مزاج رکھنے والے انسان پائے جاتے ہیں۔ مہاجنوں میں بھی ایسے آدمی نکل سکتے ہیں۔ جن کو فوجی ملازمت کا شوق ہو۔ خواہ ان کی تعداد کتنی ہی قلیل ہو۔ مگر یہ بات ناممکن ہے۔ کہ ان میں فوجی شوق رکھنے والے بالکل نہ ہوں۔ ہندوستان میں مغلوں کی بادشاہت کا زوال کا کارن جنوب مشرق میں سیواجی مرہٹہ اور شمال مغرب میں بندہ بیراگی تھے۔ جو گورو گوبند سنگھ جی کے دست راست تھے۔ بندہ بیراگی نے ہزاروں نہیں، بلکہ لاکھوں آدمیوں کو موت کے گھاٹ اُتارا۔ بندہ بیراگی ذات کا راجپوت تھا۔ چنانچہ بھائی پرمانند جی نے لکھا ہے۔ کہ وہ ریاست پونچھ کا رہنے والا راجپوت تھا۔ اس نے بیراگی دھرم اختیار کیا ہوا تھا۔ بعد میں گورو گوبند جی کے فرمان سے فوجی دھرم اختیار کیا (بیراگی مانس نہیں کھاتے) سمجھدار انسان سوچیں۔ کہ اگر گوشت کھانے میں طاقت ہوتی تو نہ کھانے والے کھانے والوں پر کس طرح غالب آتے۔

چند حکمرانوں کی مثالیں

راجہ اشوک جیسا بہادر بادشاہ آج تک ہندوستان میں نہیں ہوا۔ اور اس جیسا امن کسی نے قائم نہیں کیا۔ راجہ چندر گپت نے تقریباً چوبیس سال ہندوستان میں راج کیا۔ یہ گوشت خور نہ تھے اکبر بادشاہ نے گوشت کھانا بالکل چھوڑ دیا تھا۔ اس نے ۴۹ سال تک حکومت کی۔ مسلمانوں کے زمانہ میں جس تدبر اور ملنساری سے اکبر نے راج کیا۔ کوئی مسلمان بادشاہ اس کا ثانی نہیں ہوا۔ بہادری کے لئے بہادر دل چاہیئے۔ نہ کہ پٹھوں کی مضبوطی۔ چربی اور مانس کی زیادتی جو کہ مانس خوری کا نتیجہ ہیں۔ دنیا ان کی دلیری کی قائل ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

باشندگان جاپان گوشت کھانیکے ایسے قائل نہیں - جیسے کہ یورپین اور مسلمان - مگر لڑائی کے لئے ان کی فوج بہترین ثابت ہو رہی ہے - اس نے ۱۹۰۴ء میں روس جیسی زبردست طاقت کو شکست دے کر فتح پائی - اور اس وقت کل چین کو جو ان کا ہمسایہ اور ہم مذہب ہے اور باوجود اس سے سات گنا زیادہ آبادی ہونے کے ان پر فتح حاصل کر رہا ہے - نازی ڈاکٹروں کی رائے ہے - کہ مانس اور سفید ڈبل روٹی کھانا صحت کو نقصان پہنچاتے ہیں - کامیابی کے لئے بہادر دل استقلال، اعلےٰ اسلحہ، فن جنگ میں مہارت - جفاکشی، بڑا تجربہ قواعد دانی اور اعلےٰ تنظیم کی ضرورت ہے - بہادر انسان اسلحہ کو جان سے زیادہ عزیز سمجھتے اور رکھتے ہیں -

مہابھارت میں ذکر ہے - جب پانڈو بن کو چلے گئے - تو بدرجی راجہ دھرت راشٹ کی بات سے ناراض ہو کر پانڈوؤں کو بن میں ملنے گئے - راجہ یدھشٹر کامیک بن میں پہنچے تھے - اور ان کا وہیں قیام تھا - جب انہوں نے بدرجی کو آتے دیکھا - تو روح سلب ہو گئی - اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فکر میں مبتلا ہوئے۔ کہ چچا صاحب راجہ دھرت راشٹر نے اب کیوں یاد کیا۔ راج گیا۔ پاٹ گیا۔ صحرانوردی اور دست گردی نصیب ہوئی۔ اب یہاں کیا دھرا ہے۔ جو کوئی جوا کھیلے گا۔ گانڈیو دھنش کی فکر ہو۔ تو ہم اسے مارنے والے نہیں۔ یہی تو ایک چیز باقی رہ گئی ہے۔ جس پر آیندہ امیدیں منحصر ہیں۔ غرض کہ بہادر انسان جان سے زیادہ عزیز اسلحہ کو سمجھتا ہے۔

چند مقتدر ہستیاں

ہنومان جی جن کے نام نامی سے تمام ہندوستان میں مہا بیر دل بنے ہوئے ہیں۔ گوشت خور نہ تھے۔ حضرت علیؓ جن کی بہادری پر اہلِ اسلام کو فخر ہے۔ گوشت خوری کی مذمت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ مت بناؤ۔ اپنے پیٹوں کو جانوروں کی قبریں۔ نیز زمانہ حال کے مہاتما گاندھی جو اہنسا کے اوتار ہیں۔ جنہوں نے ہندوستان کو جگایا۔ اور اس کو آزاد کرانے کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ مہاتما تلک، ولبھ بھائی پٹیل، پنڈت مدن موہن مالوی جو ہستیاں قابل دماغوں کی مالک ہیں اور بیشمار لوگ ان کے معتقد ہیں۔ ان میں سے کوئی گوشت خور نہیں۔ یہ بڑے سے بڑے چند آدمیوں کی مثالیں ہیں۔ دوسری ہزاروں لڑائیوں میں ہزاروں گوشت خوروں اور ہزاروں غیر گوشت خوروں کی فتح یابیوں کی مثالیں دنیا میں ہوں گی۔ مگر متذکرہ بالا مثالیں یہ ثابت کرنے کے لئے کہ گوشت نہ کھانے والے ایسے بہادر اور دلیر ہوئے ہیں۔ اور موجود ہیں۔ جن کے نام آسمان پر ستاروں کی طرح چمکتے رہینگے اور موجودہ اور آیندہ انسانی نسلوں کو روشنی دیتے رہیں گے۔ اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زمانہ حال کی مثالیں بھی سمجھدار انسانوں کو سبق حاصل کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہیں

دلیری قوت ارادی کا نتیجہ ہے

قدرت نے انسان کو محنت کرکے روٹی کھانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ نہ کہ درندوں کی طرح خلق خدا کو ستانے اور ختم کرنے اور ان کی جائے رہائشوں پر بلاوجہ قبضہ کرنے کے لئے۔ بہادری کمزوروں کو بچانے میں ہے۔ نہ کہ کمزوروں کو مارنے میں۔ اگر طاقت ور انسان کسی کمزور کو مار رہا ہو۔ تو ہر ایک انسان طاقت ور کو منع کرتا ہے اور کمزور کو طاقت ور سے بچاتا ہے۔ دوسرے جانوروں کو مارنے میں انسان کسی حالت میں بھی حق بجانب نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ جب تک مقابلہ کی جدوجہد نہ ہو۔ نہ انسان طاقت ور بن سکتا ہے نہ بہادر بے زبانوں کو مارنے میں نہ کوئی جدوجہد ہوتی ہے۔ نہ بہادری۔ البتہ قاتل کے فعلوں سے بے رحمی، بزدلی اور جہالت ٹپکتی ہے۔ دلیری کا اصلی جوہر قوت ارادی ہے۔ اور اس کا اظہار اس طرح ہوتا ہے۔ کہ اگر ایک انسان یہ سمجھتا ہے۔ کہ جو بات یا حکم اس کی ضمیر کے خلاف ہے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے ارادہ پر اٹل رہے۔ دنیا ادھر کی ادھر ہو جاوے۔ مگر وہ انسان اس راستے سے جس کو وہ صحیح مانتا ہے نہ ٹلے۔ دلیری اصل میں اسی جوہر کا نام ہے۔ ایسا ایک آدمی بہت سے مخالفین کے دانت کھٹے کر سکتا ہے۔ قوت ارادی انسان میں ماس اور چربی بڑھانے اور پٹھوں کو مضبوط کرنے سے نہیں آتی۔ بلکہ اپنی اندرونی قوتوں کو صحیح طریقے سے طاقت ور بنانے سے آتی ہے۔ اور ان اندرونی قوتوں کو مضبوط بنانے کے لئے پہلی سیڑھی ہے۔

(Simple living and high thinking)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جس کا جزو اعظم سادہ اور پوتر خوراک اور اعلےٰ خیال ہے۔

نوٹ:۔ ۱ پوتر اور اپوتر یا پاک اور ناپاک خوراک محض اس بات سے جانی جاتی ہے۔ کہ جو اشیاء زمین سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں سے کوئی بدبودار نہیں ہوتی۔ اس لئے پاک ہے۔

نمبر ۲۔ جو چیزیں نطفہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ مرنے اور مارنے کے بعد بدبودار بیماری پیدا کرنے والی ہو جاتی ہیں۔ وہ ناپاک ہوتی ہیں

نمبر ۳۔ زمین میں کھاد ڈالی جاتی ہے۔ اور کھاد انسانوں حیوانوں کا پاخانہ پیشاب نیز ہر قسم کی غلاظت راکھ مٹی وغیرہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ کھاد تمام اناجوں۔ سبزیوں، پھل، پھول وغیرہ وغیرہ کی خوراک کا کام دے کر سب کو رنگ برنگ روپ میں تبدیل کرتی ہے۔ اور سب جانداروں کو از سر نو زندگی بخشتی ہے۔ جب کہ حیوانی خوراک، جو حیوانوں کا کھانا ہے۔ جسم کو زہریلا بنا کر بدبو پیدا کرتی ہے۔ جتنے کہ شیر و چیتا جنگل میں جس راستہ سے گذرتے ہیں۔ اپنے سانس سے اس قدر بدبو راستہ میں چھوڑ جاتے ہیں۔ کہ دوسرے جانور بہت دیر تک اسی بدبو سے جان لیتے ہیں۔ کہ یہاں سے شیر چیتا وغیرہ گزرے ہیں۔ گوشتخور اگر اپنے پسینے کو خود سونگھیں۔ تو ان کو معلوم ہو۔ کہ ان کے پسینے میں کس قدر بدبو ہے۔ نطفہ تک بدبودار ہو جاتا ہے۔ اس لئے سبزیاں شُدھ ہیں اور مانس اشدھ ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نظم

گوشت خوری اور بہادری

یہ نقطہ ہے غلط کہ گوشتخوری میں شجاعت ہے
جو قومیں گوشتخور ہیں ان میں طاقت اور ہمت ہے

ہزاروں واقعات ایسے ہیں جن سے ہو گیا ثابت
شکم جو گوشت سے بھرتے نہیں ان میں شہادت ہے

ہزاروں فوج اک جانب ہو، سرکش لاکھ اک جانب
مگر ہوں گوشتخور ہر دو تو ظاہر اک حقیقت ہے

جو سرکش ہوں فراسی دیر میں مغلوب ہوتے ہیں
ہمیشہ معرکہ میں فوجیوں کو ہوتی نصرت ہے

شجاعت منحصر تنظیم اسلحہ اور قواعد پر
نہیں وہ گوشت کی ممنوں، یہ روشن صداقت ہے

دیہاتی گوشت کم کھاتے ہیں، وہ بھی شاذ و نادر ہی
وہ غالب گوشتخوروں پر ہیں، ان میں زور طاقت ہے

بقولات اور سبزی دودھ گھی ان کی غذا ٹھہری
مگر ان کی بدولت ان کی قابل رشک صحت ہے

ہمیشہ شہریوں پر ان کو حاصل ہے ظفرمندی
کہ پامردی ہے ان میں، ان میں استقلال و جرأت ہے

جو بندے گوشتخوری کے ہیں اکثر رہتے ہیں مفلس
جو سبزی دودھ پھل کھاتے ہیں ان کے پاس دولت ہے

اشوک اور چندرگپت، اکبر، بندہ بیراگی
نہیں یہ گوشت کھاتے تھے یہ تاریخی شہادت ہے

فراست کے تھے پتلے، مرد میدان شجاعت تھے
زمانہ بھر میں مشہور آج تک ان کی سیاست ہے

تدبر، عقل، اطمینان قلبی، دُور اندیشی
ملا کرتے نہیں ہیں گوشت سے یہ رمز فطرت ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گوشت خوروں اور سبزی خوروں کی صحت

اور طاقت کا مقابلہ

از کتاب پنڈت لیش پال سدھانت النکار

ڈاکٹر ہیگ نے اپنی "ڈائیٹ اینڈ فوڈ" نامی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ چودہ مانس کھانے والے اور آٹھ سبزی خوروں میں ستر میل چلنے کا مقابلہ ہوا سارے سبزی خور منزل مقصود پر اچھی حالت میں پہنچ گئے۔ پہلا سبزی خور چودہ گھنٹہ پندرہ منٹ میں منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ اور اس کے ایک گھنٹہ بعد ایک مانس خور بالکل تھکا ماندہ پہنچا۔ باقی سب ۳۵ میل ہی چل کر تھک کر بیٹھ گئے۔

نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۲ میں ڈریسڈن سے برلن کی طرف اٹھارہ سبزی خور اور چودہ مانس خور روانہ ہوئے۔ پہلا سبزی خور کارلمن پہلے مانس خور کے پہنچنے سے سات گھنٹہ پہلے پہنچا۔ دس سبزی خور اور تین مانس خور ٹھیک منزل مقصود پر پہنچے۔

نمبر ۳۔ ۱۲۵ میل کی انٹرنیشنل واکنگ ریس (International Walking Race) ایف نیول اور آیچ آیچ آنگینو دونوں سبزی خوروں نے بالترتیب ۱۹۸ ½ اور ۱۹۳ میل بارہ گھنٹہ میں بائیسکل سے طے کی۔

نمبر ۴ مس روزا سائیمز نے سنہ ۱۹۰۲ میں لینڈز اینڈ (Lands end)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے جان اوف گرانٹ (John o' Groant) تک لنڈن ہوتے ہوئے سائیکل کے ذریعہ سفر کیا۔ اس کو آنے جانے میں پندرہ دن اکیس گھنٹہ اور ۳۲ منٹ لگے۔ یہ ریکارڈ ہے۔ کہ کسی عورت نے اتنے وقت میں اتنا لمبا سفر نہیں کیا۔ یہ لڑکی سبزی خور تھی۔ دنیا کی تاریخ بھی اس نتیجہ پر پہنچائی ہے۔ کہ سبزی خور جاتیاں گوشت خور جاتیوں سے ہمیشہ طاقت میں زیادہ ہوتی ہیں

نمبر ۵ افریقہ کے ساحلوں پر رہنے والی جاتیاں بڑی طاقت والی ہوتی ہیں ان کا بھوجن اکثر (ورایا سورد ہم) یعنی کئی اقسام کی سبزیاں ہوتا ہے۔ ساتھ میں تھوڑا بہت دودھ بھی پیتے ہیں۔ اس سارے علاقہ میں انہیں دو چیزوں پر گذارہ کیا جاتا ہے۔ دُرا "DURA" دو پتھروں کے ذریعہ پیسا جاتا ہے۔ یہ امر پروفیسر رابرسٹن سمتھ کی کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔

نمبر ۶ کسی مدد کے بغیر عرب لوگ ہمارا سامان بندرگاہ سے اُٹھا کر لے جاتے تھے۔ اتنے بڑے بوجھ کو اکیلے اتنی دور اٹھا کر چلتے دیکھ کر ہمیں بڑا تعجب ہوتا تھا۔ یہ جان کر حیرانی ہوتی تھی۔ کہ یہ لوگ چاول، آٹا اور پھلوں پر گذارہ کرتے ہیں۔ یہ واقعہ آرٹسٹ اینڈ ارابیز مصنفہ ہنری بلیک ورن سے لیا گیا ہے (Artist and Arrabis by Henry Black Varn)

۱۸۶۵ء میں بہت کم لوگ پھرتی، قوت برداشت اور بہادری میں عرب کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ ان پر بھی ان کا گذارہ دودھ اور کھجوروں پر ہے مہینوں یہ دوسری کوئی چیز نہیں کھاتے۔ دی فوڈ جرنل ۱۸۷۲ء لفٹنٹ لا (The Food journal)

نمبر ۷۔ برازیل کے غلام بڑے طاقت اور صحت والے ہوتے ہیں۔ یہ زیادہ تر چاول، پھل اور موٹے آٹے کی روٹی پر گذارہ کرتے ہیں یہ بڑے بڑے مشکل کام کرنے سے بھی نہیں تھکتے۔ اور میلوں ۱۸۰ پونڈ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تک بوجھ بڑی آسانی سے کہیں آرام کئے بغیر اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ ان کو کبھی بھی کسی طرح کا بخار اور کوئی دوسری بیماری نہیں ہوتی (Janee-so در ابو جیرو) کے غلام (Slaves) دنیا میں سب سے خوبصورت آدمی مانے جاتے ہیں۔ اور وہ سبزی خور ہوتے ہیں (Caguayra لیگوہ ایرا کے مزدور بہت طاقت ور اور صحت والے ہوتے ہیں۔ اور وہ مانس بالکل نہیں کھاتے۔ بڑی بڑی اونچی چڑھائیوں پر وہ بہت بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں

نمبر ۸ کینری جزائر (Canary Islands) مسٹر جویٹ کہتے ہیں۔ کہ کینری مجمع الجزائر سے ایک جہاز وبریلا سے بھرا ہوا (Port Land) پورٹ لینڈ آیا۔ وہ پاس کھڑا تھا۔ اس نے دیکھا۔ کہ جس بوجھ کو چار امریکن مزدور مل کر اٹھانے میں ناقابل تھے۔ اسے اکیلا ایک آدمی سٹور پر سے جہاز تک اٹھا کر لایا تھا۔ اس بات کو قسم کھا کر جہاز کے (Captain) کپتان نے کہا۔ کہ وہ لوگ محض روٹی، سبزی اور پھلوں پر گذارہ کرتے ہیں (از Smith's Frents and Fairenanacia سمتھ فروٹس اینڈ فیری نیشیا

نمبر ۹۔ وسط افریقہ کے لوگ محض سبزیوں پر ہی گذارہ کرتے ہیں۔ اور ان میں اچنبھے میں ڈالنے والی جسمانی طاقت ہوتی ہے۔ لبنڈر ز کہتا ہے کہ (Jenna) جینیا کے لوگ مانس کھانے کو زیادہ پسند نہیں کرتے ہیں۔ وہ زیادہ تر یام (Yam) ہندوستانی اناج پر گذارہ کرتے ہیں۔ ان جیسی طاقت والی اور مضبوط جسم والی شاید ہی کوئی اور جاتی ہوگی۔ ان کی عورتیں بھی اتنا بوجھ اٹھا لیتی ہیں۔ جتنا ایک خچر بھی نہ اٹھا سکے۔ (از سمتھ فروٹس اینڈ فیری نیشیا Smith's fruits and Farenacia)

نمبر ۱۰ چلی۔ وسط چلی کے تانبے کی کانوں میں کام کرنے والے مزدور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دن میں بارہ دفعہ سے زیادہ تقریباً دو سو پونڈ سے زیادہ بوجھ یک دم اٹھاتے ہیں۔ وہ بالکل سبزی اور پھلوں پر ہی گذارہ کرتے ہیں۔ صبح ۱۶ تولہ انجیریں اور دو چھوٹی چھوٹی روٹیاں ان کا کھانا ہے۔ دوپہر کو ابالی ہوئی پھلیاں شام کو بھونا ہوا گیہوں۔ وہ کبھی بھی مانس نہیں کھاتے۔ اس پر بھی وہ حیرت انگیز کام کرتے ہیں (از سر فرانسس ہیڈ Sir Francis Head)

نمبر ۱۱ چین۔ سر موہن ڈیوس کہتے ہیں۔ کہ کینٹن کے خوبصورت قلی بہت زیادہ طاقت ور ہوتے ہیں۔ ان قلیوں اور بار برداروں کے مقابلہ میں کوئی اور اچھی قوم نہیں ہے۔ ایک بانس کے سہارے دو قلی مل کر جتنا بوجھ اٹھا لیتے ہیں۔ اتنا دوسروں کے لئے اٹھانا مشکل ہے۔ چینی لوگ اکثر چاول پھل اور کیفیکشن (Confection) پر گذارہ کرتے ہیں۔ (منقول از Smith's Fruit and Farenacia)

نمبر ۱۲۔ سائپرس۔ ٹروڈی ٹسّہ کے (Trooditissa) سنیاسی پھلوں اور جو کے آٹے پر زندگی بھر گذارہ کرتے ہیں۔ وہ کبھی مانس نہیں کھاتے۔ مونسٹری (خانقاہ) کا کل پتی (بڑا پادری) ستر سال کی عمر کا تھا۔ مگر اس کی تندرستی اور طاقت جوانوں جیسی تھی۔ سر سیمول بیکر ز سائپرس ۱۸۷۹ء (Sir Samuel Baker's Cyprus 1879) سائپرس کے آدمی سال کا تیسرا حصہ فاقہ میں ہی گذار دیتے ہیں۔ اور صرف روٹی اور سبزی ہی کھاتے ہیں۔ دودھ اور کسی قسم کا تیل بھی استعمال نہیں کرتے۔ مچھلی اور مانس تو بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ یہاں کے لوگ صحت مند اور خوش معلوم ہوتے ہیں (از دی سٹینڈرڈ The Standard) یہاں کے باشندے بہادر، سنجیدہ، ایماندار اور لڑائی کے قابل ہوتے ہیں۔ ان کو بہت ہی آسانی سے گھوڑا سوار سپاہی بنایا جا سکتا ہے۔

نمبر ۱۳، مصر (Edvin de Leon) (اڈن وڈی لین)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنی کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔ میں لکھتا ہے۔ کہ مصر کے لوگوں کا کھانا بڑا سادہ ہے۔ اور روٹی اور سبزیاں کھانے کے لئے اور دریائے نیل کا پانی پینے کے لئے ہے۔ بنیر اجیٹ کتاب میں لکھا ہے۔ کہ مصر کے دیہاتی اتنا سادہ بھوجن کرتے ہوئے بھی حیرت انگیز صحت رکھتے ہیں۔ اور مشکل سے مشکل کام کر سکتے ہیں۔ فرولٹس اور فیری نیشیا میں لکھا ہے۔ کہ اس کو دیکھ کر بڑی حیرانی ہوتی ہے۔ کہ مصر کے کسانوں کا بھوجن کتنا سادہ ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی وہ کتنے صحت مند ہوتے ہیں۔ اور سخت محنت کا کام کر سکتے ہیں۔ نیل کے ملاح اکثر مضبوط ہوتے ہیں۔ ان کا بھوجن موٹے آٹے کا ہوتا ہے۔ ساتھ میں کھجور وغیرہ اور کچھ پھل ہوتے ہیں۔

(از Fruits and Farinacia)

نمبر ۱۴۔ انگلینڈ۔ پہلے اس دیش کے مزدوروں کا بھوجن شراب اور ماس وغیرہ سے بالکل مبرا تھا۔ ہمیں اس بات کو نہیں بھولنا چاہیئے کہ یہاں کے مزدوروں میں اس وقت جو طاقت پائی جاتی ہے۔ وہ ان کے بزرگوں کے سادہ اور ماس سے مبرا کھانے کا ہی نتیجہ ہے ۲۵ سال سے یہاں کے مزدوروں نے ماس کھانا شروع کیا ہے۔ اور تب سے ان کی طاقت گھٹ گئی ہے۔ ان کے بچوں کی طاقت اور صحت میں دن بدن کمی ہو رہی ہے (از کنگز فورڈ King's Ford)

نمبر ۱۵۔ پرانا برٹین (Old Britain) یہاں کے لوگ پھرتیلے۔ طاقتور اور مضبوط تھے۔ جسمانی ورزش دوڑنا کشتی لڑنا وغیرہ میں وہ سب سے بڑھ چڑھ کر تھے۔ کئی قسم کی تکالیف کے سہارنے کی وہ عجیب طاقت رکھتے تھے۔ تھکاوٹ اور سردی گرمی کو برداشت کرنے کی بھی ان میں عجیب طاقت تھی۔ وہ ۱۲۰ برس کی عمر میں بوڑھے ہونے لگتے تھے (از ہنری Henry) پلوٹارک لکھتا ہے۔ کہ ان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا کھانا اناج تھا (از Gold Smith گولڈسمتھ)

نمبر ۱۶- فرانس کے شہر مین (Maine) کے باشندے نے مجھے بتایا۔ کہ پہلے کے مزدور آج کل کے مزدوروں سے زیادہ صحت والے تھے۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ آج کل کے مزدوروں نے سادہ کھانا چھوڑ کر مانس کھانا اور شراب پینا شروع کر دیا ہے (از King's Ford کنگز فورڈ)

نمبر ۱۷- پرانا گریس (یونان) پرانے زمانے کے اہل گریس اکثر پھلوں اور سبزیوں پر گذارہ کرتے تھے۔

پرافیری پلٹیونی (Prophyry Platonic) Philosopher - of the 3rd Century) جو تیسری صدی میں فلاسفر تھا لکھتا ہے۔ کہ جب سے گریک کے پہلوانوں میں مانس کا رواج شروع ہو گیا۔ تب سے ان کی جسمانی طاقت بھی گھٹنی شروع ہو گئی (از رولنز اینشنٹ ہسٹری (Rolnis Ancient History)

ڈائیگنیز کا کہنا ہے۔ کہ جب سے گریس کے پہلوانوں نے مانس کھانا شروع کیا۔ تب سے وہ مند بدھی اور بے وقوف ہو گئے۔

(از E. W. Forword)

نمبر ۱۸- موجودہ گریس۔ گریس کے ملاح کٹر پرہیزگار ہیں۔ ان کے کھانے میں موٹے آٹے کی روٹی انگور یا کشمش یا انجیریں ہوتی ہیں۔ وہ سنسار کی سب جاتیوں سے زیادہ خوبصورت۔ شاندار۔ بشاش ہوتے ہیں۔ اور جہازوں پر کام کرنے والے مزدور بھی اتنے ہی طاقت ور بشاش اور پھرتیلے ہوتے ہیں۔ میری رائے ہے۔ کہ انگلینڈ کا ایک امیر آدمی ایک دن میں اتنا بھوجن کھاتا ہے۔ جتنا چھ گریکوں (یونانیوں) کا ایک خاندان (از Judge Woodruff)

نمبر ۱۹- آئرلینڈ۔ برٹش نو آبادیوں میں آئرلینڈ کے مزدور بہت طاقتور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوتے ہیں۔ اور وہ اکثر آلو پر گذارہ کرتے ہیں (از سمتھس ویلتھ آف نیشنز
(Smith's wealth of Nations)

مسٹر سمتھ کہتے ہیں۔ کہ میں نے آئرلینڈ سے بڑھ کر طاقت ور آدمی دنیا میں اور کہیں نہیں دیکھے۔ اور انہوں نے مانس کبھی چکھا بھی نہیں (از ریورنڈ ہاورڈ میلکم آف ووسٹن)

نمبر۲۰۔ اٹلی۔ یہاں کے کسان بہت مضبوط ہوتے ہیں۔ وہ بالکل روٹی اور چیسنٹ کے آٹے اور آٹے کی روٹی پر ہی گذارہ کرتے ہیں۔ (از پرائیویٹ لیٹرز فرام لیوکا Private letters from Lucca)

نمبر۲۱۔ جاپان۔ جاپانی نہ صرف مانس سے ہی دور رہتے ہیں۔ بلکہ دودھ اور اس کی بنی ہوئی چیزوں کا بھی استعمال نہیں کرتے۔ انکا سب سے بڑا کھانا چاول۔ دال، پھل، کند مول ہے۔ مگر وہ چاول زیادہ کھاتے ہیں (از موڈرن یونیورسل ہسٹری (Modern Universal History)

چاولوں کی روٹی تمام جاپانیوں کا کھانا ہے۔ جاپانی عقلمند، ہوشیار اور پھرتیلے ہوتے ہیں۔ بقول سمتھ (Smith) جاپان کے پیدل سپاہی دنیا کے دوسرے دیشوں کے سپاہیوں سے زیادہ بوجھ اٹھا کر زیادہ دور تک جا سکتے ہیں۔ ساٹھ پونڈ تک کا سامان ساتھ لے کر جاپانی سپاہی بڑی تیزی سے چل سکتے ہیں (کرنل مرے ! ان امپیریل آؤٹ پوسٹ (Colonel Murray in Imperial outposts)

جاپانیوں کا اور ان کے سپاہیوں کا بھوجن بڑا سادہ ہوتا ہے یعنی چاول ان کا سب سے بڑا بھوجن ہے۔ (از وار کارسپنڈنٹ آف دی ڈیلی کرانیکل (War correspondent of the Daily Chronicle)

نمبر۲۲ ناروے۔ یہاں کے باشندوں کا سب سے بڑا بھوجن رائی بریڈ (Rye Bread) دودھ اور پنیر ہے۔ مانس بہت کم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کھایا جاتا ہے۔ ناروے کے لوگوں کی عمر بہت زیادہ ہوتی ہے (از ڈاکٹر کیپل برُک (Dr. Capell Brooke.)

ناروے کے بہت سے حصوں میں مانس بالکل نہیں پایا جاتا۔ تو بھی وہ اکثر قد آور اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ اکثر پہاڑوں پر چڑھنے سے وہ اس بات کے عادی ہوجاتے ہیں اور وہ دس بارہ میل تک گھوڑے گاڑی کے ساتھ دوڑ سکتے ہیں (از ٹوئیننگ" Twining")

نمبر ۲۳ پیلیسٹائن (فلسطین) وہاں کے لوگ مانس نہیں کھاتے مگر تیل میں ڈوبی ہوئی روٹی، چاول، انگور اور دوسرے پھل کھاتے ہیں۔ اس کھانے کی وجہ سے ان کے دانت سفید اور جسم طاقتور ہوتے ہیں (از سی آر کانڈر۔ آر۔ الیف۔ ٹینٹ ورک ان پیلیسٹائن ۱۸۷۸ء
(C.R. Conder R.F. Tentwork in Palestine (1878)")

نمبر ۲۴۔ پولینڈ (Poland) اور ہنگری کے کسان اوٹ میل "Oat Meal" بریڈ اور دھانوں پر گذارہ کرتے ہیں۔ اور بڑے طاقتور ہوتے ہیں (از سمتھس فروٹ اینڈ فرنیمیشیا (Smiths Fruits & Farinacea)

نمبر ۲۵ روفنر۔ جب سے رومن سپاہیوں کے کھانے میں مانس داخل ہوا ہے۔ تب سے رومن طاقت گھٹنی شروع ہو گئی۔ جب سے انہوں نے بھوجن کی سادگی کو چھوڑا۔ تب سے ان کی بہادری اور طاقت بھی کم ہو گئی۔ (گریہمز لیکچرز "Grahams Lectures")

رومن گلیڈی ایٹر (شمشیر باز) کا سب سے بڑا کھانا جَو کی روٹی اور تیل تھا ہیپوکریٹس کہتا ہے۔ کہ پٹھوں کی طاقت اور قوت برداشت کو بڑھانے کے لئے۔ یہ ہمیشہ کارآمد ہے (از کنگز فورڈ (Kingsford)

نمبر ۲۶۔ ایشیا کے لوگ اکثر موٹے کالے رائی بریڈ (Rye bread)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور ہتوم (Garlics) لہسن پر گذارہ کرتے ہیں۔ میں نے کئی دفعہ انہیں کام کے لئے کہا۔ وہ صبح تقریباً آدھ سیر روٹی اور ایک بڑی گارلکیں (Garlics) کھا کر کام کرنے آجاتے تھے۔ اور اس کے سہارے سولہ اور اٹھارہ گھنٹہ تک کام کر سکتے تھے۔ اسی۸۰ اور نوے۹۰ سال کے کئی مزدور اتنا کام کرتے تھے۔ کہ میرے جہاز پر لگے ہوئے کئی نوجوان آدمی بھی اتنا کام نہیں کر سکتے ——— از کپتان۔ سی۔ ایس ہاؤلینڈ آف نیو بیڈ فورڈ ماس (Capt. C. S. Houland of New Bed-ford Mass)

نمبر ۲۷۔ سپین۔ سپین کے مورس (مسلمان) مزدوروں کے کام کو دیکھ کر میں حیران ہو جاتا تھا۔ ان کا کھانا روٹی اور انگور تھا۔ از کپتان۔ سی۔ ایف چیز (Captain C. F. Chase)

نمبر ۲۸۔ ٹرکی قسطنطنیہ کے ملاح اور کہار دنیا کی سب جاتیوں کے لوگوں سے بدنی طاقت میں بڑھے ہوتے ہیں۔ وہ پانی پر گذارہ کرتے ہیں۔ اور کبھی کبھی تھوڑا شربت بھی پی لیتے ہیں۔ وہ زیادہ تر روٹی۔ اور وہاں پر پیدا ہونے والے کھجور۔ انجیروں وغیرہ پھلوں پر گذارہ کرتے ہیں۔ کبھی کبھی مچھلی بھی کھا لیتے ہیں (از سر ولیم فیئر بیرنز رپورٹ اون سینٹری کنڈیشنز (Sir William Fair Bairn's Report on Sanitory Conditions.)

اس کے علاوہ بھارت ورش کے پراچین رشی اور پائیتھے گورس (فیثا غورث) افلاطون ارسطو۔ سقراط۔ پلوٹارک سینکا وجورو ستر۔ ٹیوٹن گولڈسمتھ والیٹر۔ سویڈن ورگ وغیرہ وغیرہ سب کے سب سبزی خور تھے۔ لارڈ ہتیہ فیلڈ جس نے جبرالٹر کے قلعہ کی اپنی عقلمندی اور دھیرج سے رکشا کی تھی۔ وہ ماس اور شراب کا استعمال بالکل نہیں کرتا تھا۔ اس کا سادھا ان بھوجن روٹی اور سبزی تھا۔ مانہ حال کا مشہور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مصنف برناڈشاہ بھی گوشت نہیں کھاتا۔

مسٹر ملجیلسن جو کہ انگریزی فوج میں مشہور سرجن تھے۔ اپنی نسبت لکھتے ہیں۔ "میری صحت کی تمام طریقوں میں اور موسموں اور ملکوں میں آزمائش کی گئی۔ میں نے پرہیزگاری) اور سخت محنت کی دو جنگ نہایت عمدگی سے لڑیں۔ اور غالباً ایک اور جنگ لڑ سکتا ہوں۔ میں کوئی حیوانی خوراک (مانس) نہیں کھاتا۔ کوئی شراب نہیں پیتا نہ کوئی نشہ دار چیز استعمال کرتا ہوں۔ اور نہ کسی قسم کا مصالحہ۔ میں فلالین نہیں پہنتا میں نہ ہوا۔ نہ بارش، نہ گرمی اور نہ سردی کی پرواہ کرتا ہوں۔ وہ زندگی تباہ نہ کرو۔ جو تم نہیں دے سکتے۔ تمام ہستیوں کو زندہ رہنے کا یکساں حق حاصل ہے"۔

آنا کنگز فورڈ لکھتی ہے۔ کہ "فرانس کے ایک باشندے نے مجھے بتایا۔ کہ اس کے دادے کے وقت کے کسان آج کل کے کسانوں سے زیادہ طاقت ور اور صحت مند تھے۔ کیونکہ آج کل کے کسانوں نے سادہ بھوجن چھوڑ کر مانس بھوجن اور شراب کا استعمال شروع کر دیا ہے"۔

نمبر ۲۹ الیگزینڈر ون ہمبولٹ (Alxander von Humboldt) کا کہنا ہے۔ کہ ایک زمین کا ٹکڑا جس میں ایک شکاری کی پرورش ہوتی ہے۔ وہ دس کسانوں اور سو سبزی خوروں کے لئے کافی ہے فرانسس نیومین پروفیسر یونیورسٹی کالج لنڈن لکھتے ہیں۔ کہ سو ایکڑ زمین جس پر بھیڑوں کی پالنا کی جانے سے ان کے مانس سے ۲ لم آدمیوں کا گذارہ ہو سکتا ہے۔ اتنی ہی زمین پر ڈائیری فارم قائم کی جائے۔ تو ۵۳ آدمیوں کا گذارہ اور اگر گیہوں کی کھیتی کی جائے۔ تو ۲۵۰ آدمیوں کا گذارہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر آلو کی کھیتی کی جائے۔ تو ۴۳ لم ۶ آدمیوں کا گذارہ ہو سکتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اگر انگلش مجمع الجزائر میں ۳۵ ملین ایکڑ زمین میں صرف ۲۰ ملین جو کہ چراگاہ کے لئے استعمال میں لائی جاتی ہے۔ اناج پیدا کرنے میں لائی جائے۔ تو چالیس ملین آدمیوں کا گذارہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ لوگ سبزی خور ہوں۔ تو یہ کافی بھوجن پیدا کر سکتے ہیں (ایک ملین دس لاکھ کے برابر ہوتا ہے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نظم

گوشت خوروں اور سبزی خوروں کی
صحت اور طاقت کا مقابلہ

بندے باہر کے سب مزدور خود مختار ہیں ۔ وہ جواں ہمت بڑے غیور ہیں خود دار ہیں

بزم ہو یا رزم دونوں ہی میں انکا راج ہے ۔ ہر مہم میں فتح و نصرت کا سر پر تاج ہے

قوتِ برداشت میں حاصل انہیں وہ نام ہے ۔ یادگار اور روح پرور ان کا اک اک کام ہے

ان کی ہمت کی بدولت یہ جہاں آباد ہے ۔ بادشہ خورسند تاجر خوش رعایا شاد ہے

صحت و طاقت میں حاصل ان کو ہے وہ برتری ۔ گوشتخوران کی نہیں کرسکتا کوئی ہمسری

ایک ہی جس بوجھ سے ہوتا نہیں مطلق نڈھال ۔ چار انساں گوشتخور ہو جائیں اس سے پائمال

ان کی طاقت کے ذرایع سبزی پھل چاول کھجور ۔ جو نظامِ جسم میں پیدا نہیں کرتے فتور

گوشت سے انسان ہو جاتا ہے بالکل پست حال ۔ اس کی طاقت اور ہمت کو ہے ہو جاتا زوال

جتنے مزدوروں میں خوئے گوشت خوری آگئی ۔ ان کے جان و جسم پر پژمردگی سی چھا گئی

ان سے رخصت ہو گئے برداشت اور تاب و تواں

بن گئے وہ نیم مردہ خفتہ تن اور نیم جاں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیا گوشت انسان کی قدرتی خوراک ہے؟

آج کل گو دنیا کے تمام ممالک اور ہر مذہب و ملت کے انسانوں میں گوشت خوری کا رواج عام طور پر پایا جاتا ہے۔ لیکن اصولاً ہندوؤں میں اور بدھوں میں جو کہ دنیا کی نصف آبادی سے زیادہ ہیں۔ گوشت کھانا مہاپاپ یعنی گناہ عظیم قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ اولیں وید بھگوان جو دنیا کے کتب خانہ کی سب سے پرانی کتاب تسلیم کی جا چکی ہے۔ گوشت خوری کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ کسی کو کسی قسم کا کشٹ نہ دینا سب سے بڑا دھرم تبلاتا ہے۔ دیکھو یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۵۱۔ اتھروید کانڈ ۹۸ وراگ ۶۔ منتر ۱۳۔ منوسمرتی ادھیائے ۵ شلوک ۵۳ سے ۵۵۔

ان میں کسی جاندار ہستی یا مخلوق کو مارنا تو دور رہا جسمانی یا دلی ایذا پہنچانے کو بھی گناہ قرار دیا ہے۔ اور کسی کو نہ مارنا اور تکلیف تک نہ پہنچانا سب سے بڑا دھرم بتایا گیا ہے۔ لبعدہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مہاتما بدھ بھگوان نے بھی مندرجہ بالا اصول کو لے کر اپنے مذہب بدھ دھرم کی بنیاد قائم کی۔ اور مذہب بھی وہ جس کے پیروؤں کی آج تک دنیا میں ایک تہائی آبادی موجود ہے۔ سوامی شنکر آچاریہ بھگت کبیر داس جی اور گورو بابا نانک دیو جی اور انیسویں صدی کے سب سے بڑے عالم مہرشی سوامی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیانند سرسوتی وغیرہ مہا پرشوں نے بھی گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔ اب ہم کو یہ معلوم کرنا ہے۔ کہ انسان کی قدرتی خوراک کیا ہے۔

جانوروں کی خوراک

کھلے آزاد جانور جن کو ابھی تک انسان کی نگرانی میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا عموماً تندرست پائے جاتے ہیں۔ مثلاً ہوا کے پرندے۔ دریا کے کچھوے اور جنگل کے چرندے تقریباً یکساں تندرست رہتے ہیں۔ اور وہ سب اپنی اپنی مقررہ قدرتی میعاد عمر تک زندہ رہتے ہیں۔ اگر اتفاقیہ حادثوں اور صدموں کا کچھ خیال نہ کیا جائے۔ تو ان کو اپنی نوع میں مکمل تندرستی کے اعلیٰ نمونے سمجھنا چاہیئے۔ برعکس اس کے انسان میں قدرتی میعاد عمر تک زندہ رہنے والے مکمل صحت کے اعلیٰ نمونے شاذونادر ہی دیکھنے میں آتے ہیں۔ انسان اور اس کے پالتو جانور عموماً ایسی مریض حالت میں کیوں پائے جاتے ہیں کیا واقعی انسانوں کا جسم کمزور اور اس قدر لاتعداد بیماریوں کا گھر بننے کے لئے بنا ہے۔ اور کیا قدرت نے جنگلی جانوروں کے جسم میں کوئی ایسی خصوصیت رکھی ہے۔ کہ ان کو انسانوں کی طرح امراض لگ ہی نہیں سکتے نہیں ہرگز نہیں۔

ایسا فرق کیوں؟ یہ فرق صرف ہمارے طریقہ خوراک اور رہائش سے پڑ گیا ہے۔ جنگل کے آزاد جانور اپنی خوراک میں کوئی غیر قدرتی یا مصنوعی اشیاء کی ملاوٹ نہیں کرتے۔ وہ ہمیشہ اپنے آب و دانہ پر (جو قدرت نے ان کے لئے مقرر کر رکھا ہے) خوش رہتے ہیں۔ ان کی اپنی سادہ خوراک ان کے لئے سال بہ سال کے لئے کافی ہے۔

اگر اتفاق سے ان جانداروں کو کہیں اپنی قدرتی خوراک میسر نہ ہو سکے۔ تو یہ اس جگہ کو چھوڑ دیں گے۔ اور ایسی جگہ تلاش کریں گے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جہاں ان کو اپنی قدرتی خوراک مل سکے۔ وہ بیماری نہیں جانتے۔ وہ صرف ایک لگاتار خوش صحت کی زندگی کو جانتے ہیں۔

انسان خوراک میں قانع نہیں رہتا

انسان خصوصاً شائستہ انسان اپنی قدرتی خوراک پر بہت کم قناعت کرتا ہے۔ یہ اپنی قدرتی خوراک کو اپنے گمان میں ہمیشہ اعلیٰ بنانے کا دعویٰ باندھتا رہتا ہے۔ اور اس میں بہت سی متضاد اور غیر موزون اشیا کی ملاوٹ کرتا جاتا ہے۔ اور اپنی سادہ خوراک کے تیار کرنے کے سادہ طریقوں کو بھی چھوڑتا جاتا ہے۔ جن سے اکثر مفید اجزا خوراک بالکل ضایع یا مضر صحت ہو جاتے ہیں۔ یا یوں سمجھیے کہ بہت سا حصہ خوراک ہمارے کھانے یا ہضم کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ آج کل انسان بعض صورتوں میں یہ بالکل بھول گیا ہے۔ کہ اس کی قدرتی خوراک کیا ہے۔ لگاتار عرصہ کی غلط عادت سے اختیار کردہ غلط خوراک کے آگے اپنی اصلی خوراک کو خوف اور شک کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور قدرتی حالت میں بچے ہوئے ہر طرح سے مکمل لذیذ صحت بخش۔ اناج پھل۔ میوہ جات کو بھی ادنے درجے کی خوراک بتلانے کی جرأت کرتا ہے وہ خوراک جو آج کل بڑے فخر سے مرکب خوراک کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ اکثر گلی سڑی، بے رس، بے سیل اشیاء کا ایک غیر موزوں مجموعہ ہوتا ہے۔ جو نہ صرف ہمارے جسم کی تھکاوٹ وغیرہ کے باعث واقع شدہ کمی کو پورا کرنے کے ناقابل ہوتا ہے۔ بلکہ ہمارے جسم میں بہت سے ردی فضلے بھر دیتا ہے۔ بعد ازاں یہ ردی فضلے کسی نہ کسی سخت بیماری یا ناگہاں موت کا بھاری سبب بن جاتے ہیں۔ قدرت میں مشاہدہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خوراک کے لحاظ سے تمام جاندار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چار قسم کے پائے جاتے ہیں۔

چار قسم کے حیوان

(۱) پھل آہاری جاندار:۔ جو پھل، اناج کھاتے ہیں۔ جیسے بندر۔ گوریلا۔

(۲) ہریاول کھانے والے جاندار:۔ جو ہریاول کھاتے ہیں۔ مثلاً گائے، بھینس، گھوڑا وغیرہ۔

(۳) گوشت کھانے والے جاندار:۔ جو صرف گوشت کھاتے ہیں جیسے شیر، بھیڑیا وغیرہ۔

(۴) دونوں قسم کی ملی جلی خوراک کھانے والے جاندار:۔ جیسے کتا بلی وغیرہ وغیرہ۔

اب اس امر کی تحقیقات کرنے کے لئے کہ انسان مذکورہ بالا اقسام میں سے کس سے تعلق رکھتا ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ انسان کی فزیالوجی (جسمانی بناوٹ) کن جانداروں کی فزیالوجی سے ملتی جلتی ہے۔ اور کن سے نہیں ملتی۔ بدیں خیال ہر ایک قسم کے جانداروں کی فزیالوجی کے متعلق چند امور ذیل میں مقابلتاً درج کئے جاتے ہیں۔

پھل آہاری جانور

۱۔ دانت چپٹے۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے۔ جڑیں پسائی کا کام کرنے کے قابل ۲۔ جبڑے چھوٹے۔ تین حرکات۔ اوپر، نیچے، پہلو کی طرف کرنے والے ۳۔ پانی پینے کا طریقہ۔ گھونٹ بھر کے ۴۔ جسم کے انجام، ہاتھ اور پیر میں گول ناخندار انگلیاں رکھتے ہیں ۵۔ انتڑیوں کی لمبائی اپنے (باڈی) جسم کی لمبائی سے بارہ گنا۔

ہریاول کھانے والے جاندار

۱۔ دانت چپٹے۔ ملے ہوئے مگر علیحدہ علیحدہ و فاصلے پر سیٹ۔ جڑیں۔ پسائی کوٹائی کا کام کرنے کے قابل ۲۔ جبڑے لمبوترے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تین حرکات (اوپر، نیچے، پہلو) کی طرف کرنے والے ع۳۔ پانی کا طریقہ گھونٹ بھر کے ع۴ جسم کے انجام۔ گول ناخندار کھر ع۵۔ انتڑیوں کی لمبائی اپنے جسم کی لمبائی سے تین۳ گنا۔

گوشت کھانے والے جاندار ان کے دانت، لمبے۔ نوکیلے علیحدہ علیحدہ فاصلے پر۔ ڈاڑھیں آرے کی طرح چیرنے والی۔ جبڑے لمبے۔ ایک حرکت (آگے کو قینچی کی طرح) کرنے والے۔ پانی لپ لپ کر کے پیتے ہیں۔ جسم کے انجام لمبے نوکیلے، ناخندار پنجے۔ انتڑیاں اپنے جسم کی لمبائی سے تین گنا۔

آگے اختصار کے لئے صرف دو قسم کے جانداروں کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔

پھل آہاری جاندار معدہ چار خانہ والا جو بہت ہلکی غذا کو آہستہ ہضم کے واسطے ہوتا ہے۔ جگر اپنے جسم کے لحاظ سے بہت چھوٹا۔ منہ میں لعاب کی تھیلیاں۔ لعاب بہت بڑی تولوں خانہ دار، زبان صاف۔ بچہ کو دودھ پلانے والے تھن چھاتی پر۔ دیکھنا صرف آگے کو۔ پسینہ آتا ہے۔

گوشت کھانے والے جاندار معدہ بہت سادہ۔ جو بہت تیز خوراک کو بہت جلد ہضم کرنے کے واسطے ہوتا ہے۔ جگر اپنے جسم کے لحاظ سے بہت بڑا، اور اس میں صفرا بہت زیادہ۔ منہ میں لعاب کی تھیلیاں، چھوٹی لعاب تولوں صاف زبان۔ بچہ کو دودھ پلانے کے تھن پیٹ کی درازی میں۔ دیکھنا آگے اور پہلو کی طرف بھی۔ پسینہ نہیں آتا

انسان کے دانت مذکورہ بالا حالات سے صاف ظاہر ہے کہ انسان گوشت کھانے والے جاندارو ں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے بالکل کسی بات میں نہیں ملتا۔ اور نہ ہر قسم کی خوراک کھانے والے جانداروں سے ملتا ہے۔ لیکن جب ہم پھل آہاری جانداروں کے دانتوں کی تعداد و شکل ترتیب اور جبڑے کی شکل وغیرہ کا مقابلہ کرتے ہیں۔ تو ان میں اور انسان کی فزیالوجی میں بالکل مشابہت پاتے ہیں۔ لہٰذا انسان ہر طرح سے پھل آہاری ثابت ہوتا ہے۔ مگر کئی حالتوں میں اس نے غلطی میں پڑ کر بہت سے مضر صحت غلط عادتیں اختیار کر لی ہیں۔ جن کو دور کرنے کے لئے تعلیم کے علاوہ استقلال اور صبر کی ضرورت ہے۔ اور جس طرح افیون، بھنگ، چرس، حقہ وغیرہ منشی اشیاء کے لگاتار استعمال سے ایک عادت پڑ جاتی ہے۔ جو یک دم نہیں چھوٹ سکتی۔ اسی طرح غلط خوراک یعنی گوشت وغیرہ کے عرصہ تک استعمال کرنے سے جو عادت پڑ گئی ہے۔ اس کو اگر ہم یک لخت چھوڑ نہیں سکتے۔ تو آہستہ آہستہ چھوڑنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ کسی قسم کی غلط عادت سے صحت کو آخر کار بہت نقصان پہنچتا ہے۔ مزید واقفیت کے لئے انگلینڈ کی گڈ ہیلتھ لیگ وغیرہ سوسائٹیوں کے کارکن انگریز ڈاکٹروں کی کتابوں کا مطالعہ کیجیے۔

بکن حیوانات میں اور حضرت انسان میں سب رگ و پٹھے یکساں پائے جاتے ہیں۔ ایک صدی کا زمانہ گذرا جب کہ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ انسان اور حیوانات کے اجسام کی ساخت میں کسی قسم کی مساوات نہیں۔

انسان کی ساخت

لیکن ۱۸۰۳ء میں کیووئر نامی ایک فرنچ ڈاکٹر نے سب سے پہلے اپنا یہ خیال ظاہر کیا۔ کہ اس جیتی جاگتی دنیا میں انسان دوسرے جانوروں سے علیحدہ نہیں ہے بلکہ جس طرح حیوانوں میں بہت سی قسم کے حیوان ہیں۔ اسی طرح انسان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی ایک قسم کا حیوان ہے۔ کبوتر کے اس خیال کی تصدیق میں کئی کتابیں لکھی گئیں۔ آخر ۱۸۵۹ء میں مسٹر ڈارون اور پروفیسر ہکسلے نے بڑی صفائی اور خوبی کے ساتھ ثابت کر دکھایا۔ کہ حضرت انسان بھی ریڑھ والے حیوانوں میں سے ایک حیوان ہے۔

صرف یہی نہیں۔ بلکہ خوردبین کے ذریعہ سے جانداروں کے اجسام کے چھوٹے چھوٹے ذرات کی جانچ سے یہاں تک ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ہر ایک جاندار کے ذرے ایک ہی قسم کی ساخت کے ہوتے ہیں۔ اعلےٰ طبقہ کے جانداروں کی چار قسمیں ہیں:۔

نمبر ۱۔ دودھ پینے والے جانور

نمبر ۲۔ پرندے

نمبر ۳۔ مشترک الارکان (خشکی تری) دونوں جگہوں میں رہنے والے

نمبر ۴۔ مچھلیاں

اونے درجہ کے جانداروں میں وہ تمام جانور شامل ہیں۔ جن کے ریڑھ کی ہڈی نہیں ہوتی۔ جیسے چیونٹی، کیڑے مکوڑے وغیرہ

اعلےٰ درجہ کے جانداروں (جس میں انسان بھی شامل ہے) کی ساخت ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہے۔ سب کے اندرونی حصے میں ہڈیاں اور پسلیاں ایک ہی ایسی ہوتی ہیں۔ ان کا پنجر بھی ایک ہی قسم کا ہے۔ جس میں ریڑھ کی ہڈی اور کھوپڑی اصل چیز ہے۔ مچھلی سے لے کر اعلیٰ درجہ کے جانوروں تک میں دماغ اور ریڑھ کی ہڈی مرکز اور اک سمجھے جاتے ہیں دماغ کی اونچائی نیچائی میں خواہ فرق ہو۔ مگر اندرونی ساخت میں سر مو فرق نہیں۔ اسی طرح کا فرق دماغ میں ہوتا ہے۔

صرف پنجر اور مرکز اور اک میں ہی مطابقت نہیں پائی جاتی۔ بلکہ ہر بیرونی اور اندرونی عضو میں بھی مطابقت نظر آتی ہے۔ اس سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ کہ انسان بھی اس طبقہ میں داخل ہے۔ جس میں ریڑھ کی ہڈی والے دوسرے جاندار شامل ہیں۔

کیا انسان چوپایہ ہے؟

پرندے اور انسان یہ دونوں بھی پاؤں رکھتے ہیں۔ اعلےٰ درجہ کے سب قسم کے جانوروں میں پیروں کی بناوٹ ایک ہی قسم کی ہے۔ جن میں چند خاص ہڈیاں پائی جاتی ہیں۔ پرندوں کے بازوؤں کی ہڈیاں انسان کی باہوں سے ملتی جلتی ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ان سب کی ساخت میں مطلق فرق نہیں پایا جاتا۔ جب تک لوگ اس کو دیگر جانداروں سے علیحدہ خیال کرتے رہے۔ اس وقت تک وہ دوسرے جانوروں کو چوپایہ یا دو ہاتھ یا چوہتہ کہتے رہے۔ وہ بندر کی چار باہیں خیال کرتے تھے۔ اور اس لئے وہ بندر کو چوہتہ کہتے تھے۔ چنانچہ پرانے خیال کے آدمی آج کل بھی بندر کو چوہتہ سمجھتے ہیں۔ پروفیسر ہیکل کا بیان ہے۔ کہ اگر ہم سب اعلےٰ درجہ کے جانوروں کے پاؤں کی ہڈیوں کا مقابلہ کرنے بیٹھ جائیں۔ تو ثابت ہوگا۔ کہ سب کی ہڈیوں کی ساخت میں ایک بال برابر بھی فرق نہیں ہے ایک خاص اور قابل غور بات یہ ہے۔ کہ پانچ انگلیاں جو زمانہ کارلونی فرس میں مشترک الامکان جانوروں میں پائی جاتی ہیں۔ وہ پشت در پشت اس وقت تک اس قدر جانوروں میں بنی رہی ہیں۔ کہ انسان میں بھی آج تک موجود ہیں۔ اور صرف ہڈیاں ہی نہیں۔ بلکہ جوڑ پٹھے اور اس قسم کی دوسری چیزیں چوپایہ جانوروں میں پائی جاتی ہیں۔ وہی چیزیں جو انسان میں موجود ہیں۔ ان دلائل سے یہ بات پختہ طور پر ثابت ہوتی ہے۔ کہ انسان بھی چوپایہ ہے۔ یہاں گنجائش نہیں۔ کہ ہم تفصیل کے ساتھ اس پر بحث کریں۔ اس کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ لہذا جو اصحاب اس مسئلہ کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہیں۔ وہ ان کتابوں کو ملاحظہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فرمائیں۔ جس میں مسئلہ ارتقاء پر بحث کی گئی ہے
اعلٰے درجہ کے جانوروں میں انسان کا شمار دودھ پینے والے جانوروں میں ہو سکتا ہے۔ انسان نے یہ طریقہ مشترک الامکان جانوروں سے سیکھا ہے۔ انسان اور ان جانوروں کے اعضاء یعنی بیرونی اور اندرونی اعضاء میں کچھ فرق پایا جاتا ہے۔ بیرونی فرق یہ ہے۔ کہ انسان اور مشترک الامکان جانوروں کے جسم پر بال ہوتے ہیں۔ نیز ان کی جلد میں دو قسم کی گلٹیاں ہوتی ہیں۔ اور جن میں سے ایک سے پسینہ بنتا ہے۔ اور دوسری جس کو انگریزی میں سیبے سئس گلینڈس کہتے ہیں۔ ان سے موم ایسی چکنائی سی پیدا ہوتی ہے۔ جن جانوروں میں یہ دوسری قسم کی گلٹیاں پائی جاتی ہیں۔ ان کے پیٹ کے چمڑے میں ایک خاص تبدیلی ہوتی ہے۔ ہماری مراد پستانوں سے ہے۔ جن سے یہ جانور اپنے بچوں کو دودھ پلاتے ہیں۔ اسی سے ان کا شمار دودھ پینے والے جانوروں میں ہوتا ہے۔ پستانوں کی بناوٹ چھوٹی چھوٹی گلٹیوں سے ہوتی ہے۔ اور اوپر چمڑے کی ایک تھیلی چڑھی رہتی ہے۔ اندرونی اعضاء میں یہ فرق ہے۔ کہ ان کی چھاتی اور پیٹ کے درمیان ایک پردہ ہوتا ہے۔ جو پھیپھڑوں کو جگر۔ گردہ۔ معدہ۔ طحال وغیرہ اعضاء سے علیحدہ کرتا ہے۔ یہ فرق صرف انسان میں ہی نہیں۔ بلکہ تمام دودھ پینے والے جانوروں میں پایا جاتا ہے۔

اگر ہم اس مخلوقات کا جو قدرتاً گوشتخوار یا سبزی خور واقع ہوئی ہیں۔ مقابلہ کریں اور جن نتائج پر ہم پہنچیں۔ ان سے ہم انسان کا مقابلہ کریں۔ تو صاف ظاہر ہو جائے گا۔ کہ آیا انسان گوشت خور واقع ہوا ہے؟

گوشتخور جانور اور ان کے اوصاف	سبزی خور جانور اور ان کے اوصاف
۱۔ دانت نوکیلے اور لمبے علیحدہ	۱۔ دانت چپٹے اور ملے ہوئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو کہ پسائی کرنے کے اور کترنے کے قابل ہیں۔	علیحدہ۔ آرے کی مانند واقع ہوئے ہیں۔ جو چیرنے اور پھاڑنے کے ہی کام آ سکتے ہیں۔
۲۔ جبڑے چھوٹے اور اوپر حرکت کرنے والے۔	۲۔ چار مسوڑھے۔ دو اوپر۔ دو نیچے۔ اوپر کے لمبے لمبے مسوڑھوں ہیں۔ اور نیچے کے لمبے لمبے مسوڑھوں ہیں۔ بیچ میں چھ چھ چھوٹے چھوٹے دانت۔ خاص کر لقمہ بھرنے اور پھاڑنے کے قابل۔ مسوڑھوں کے پیچھے اندر کی جانب ڈاڑھیں چیرنے والی۔
۳۔ پانی گھونٹ بھر کر پیتے ہیں۔	۳۔ پانی چاٹ کر لپ لپ کرکے پیتے ہیں۔
۴۔ ہاتھوں اور پاؤں میں گول ناخندار انگلیاں رکھتے ہیں۔	۴۔ جسم کے انجام لمبے اور پنجے نوکیلے ناخندار ہوتے ہیں۔
۵۔ رات کو آرام کرنا اور دن کو جاگنا۔	۵۔ رات کو جاگنا اور دن کے وقت پوشیدگی۔
۶۔ تندی اور بے چینی کی نیستی	۶۔ تند مزاجی اور بے چینی کا موجود رہنا
۷۔ اپنی خوراک چبا چبا کر کھاتے ہیں۔	۷۔ اپنی خوراک یوں ہی نگل جاتے ہیں۔
۸۔ رحمدلی اور دوسروں پر شفقت۔	۸۔ دوسروں کو ستانا اور مار کر کھانا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۹۔ صبر۔ استقلال۔ محنت سے کام کرنا۔ مثلاً بیل۔ گھوڑا، اونٹ ہاتھی وغیرہ نہایت مفید کام کرتے ہیں۔	۹۔ زیادہ محنت کے وقت میں تھکن جلدی اور زیادہ محسوس کرتے ہیں۔
۱۰۔ انسان دن میں کئی مرتبہ کھاتا ہے۔ گھاس خور اور سبزی خور دن بھر چرتے، اچکتے اور جگالی کرتے رہتے ہیں۔	۱۰۔ گوشت خور ایک مرتبہ پیٹ بھر کر سات سات دن بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ پھر نہیں کھاتے۔
۱۱۔ اناج اور سبزی خوروں کو پسینہ آتا ہے۔	۱۱۔ گوشت خور جانوروں کو پسینہ نہیں آتا
۱۲۔ اناج و گھاس خوروں کے چلنے سے آواز یعنی آہٹ ہوتی ہے۔	۱۲۔ گوشت خور جانوروں کے چلنے سے آہٹ نہیں ہوتی۔
۱۳۔ اناج خوروں اور گھاس خوروں کو رات کو اندھیرے میں دکھائی نہیں دیتا۔	۱۳۔ گوشت خور جانوروں کو رات کو اندھیرے میں دکھائی دیتا ہے۔
۱۴۔ پھل آہاری جانوروں کی انتڑیوں کی لمبائی اپنے جسم کی لمبائی سے بارہ گنا۔ ہریاول کھانے والے جانوروں کی انتڑیوں کی لمبائی اپنے جسم کی لمبائی سے تین ۳ گنا۔	۱۴۔ انتڑیوں کی لمبائی اپنے جسم کی لمبائی سے صرف تین گنا۔
۱۵۔ معدہ چار خانہ والا۔ جس میں بہت ہلکی خوراک کو آہستہ آہستہ ہضم کرنے کے اوصاف ہیں۔ جگر اپنے	۱۵۔ معدہ بہت سادہ۔ جو بہت تیز خوراک کو بہت جلد ہضم کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ جگر اپنے جسم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے لحاظ سے بہت چھوٹا۔ اور اس
میں بہت کم منہ میں لعاب کی تھیلیاں
لعاب بہت بڑی قولون خانہ دار
زبان صاف۔ بچہ کو دودھ پلانے
والے تھن چھاتی پر۔ یہ جانور عام طور
پر صرف آگے کو دیکھتے ہیں۔ یا بغیر
گردن موڑے سوائے سامنے کے
ادھر ادھر نہیں دیکھ سکتے۔

۱۶ دوڑنے سے بھی نہیں ہانپتے

۱۷ اناج خور اور ہریاول خور کے
نطفہ میں عموماً بدبو زیادہ نہیں ہوتی۔

۱۸ اناج خور اور ہریاول خور کے
زخم بہت جلد اچھے ہو جاتے ہیں
اور گوشت خوروں کی نسبت زخم
سے کم مرتے ہیں۔

۱۹ اناج خور اور ہریاول خور جانداروں
کے بچے کھلی آنکھیں لے کر پیدا
ہوتے ہیں۔

۲۰ سبزی خور جانور یا انسان خواہ
بھوک سے تڑپ کر مر جائیں لیکن
نظر بد سے اپنے بچوں کی طرف نہیں
دیکھیں گے۔

کے لحاظ سے بہت بڑا۔ اور اس
میں صفرا بہت زیادہ۔ منہ میں
لعاب کی تھیلیاں بہت چھوٹی
لعاب قولوں۔ صاف زبان۔ بچہ
کو دودھ پلانے کے تھن پیٹ کی
درازی میں۔ دیکھنا آگے اور پہلو
کی طرف بھی۔

۱۶ چلنے پھرنے میں جلدی ہانپتا ہے۔

۱۷ مانس خور کے نطفہ میں سخت
بدبو ہوتی ہے۔

۱۸ گوشت خوروں کے زخم دیر میں
اچھے ہوتے ہیں۔ اور اناج خوروں
کی نسبت بہت زیادہ تعداد میں
مرتے ہیں۔

۱۹ گوشتخور جانوروں کے بچوں
کی آنکھیں پیدائش کے وقت
بند ہوتی ہیں۔

۲۰ گوشت خور جانور بھوک کی
شدت میں اپنے بچوں تک کو
بھی کھا جاتے ہیں۔ چنانچہ گوشت خور
انسان بھی اس سے مستثنےٰ نہیں۔

۲۱ سانپنی جو بہت سے انڈے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیتی ہے۔ اپنے بچوں کو انڈوں سے
نکلتے ہی کھا جاتی ہے جو بچے
انڈوں سے نکل کر بھاگ دوڑ کر
اور چھُپ چھپا کر بچ جائیں۔ ان سے
سانپوں کی نسل قائم رہتی ہے۔

۲ بلی بلّے سے چھپ کر بچے دیتی
ہے۔ اگر بلّا بچوں پر پہنچ جاتے تو
بلّا نر بچوں کو مار ڈالتا ہے۔ مادہ بچوں
کو کچھ نہیں کہتا۔ یہ لذت کا پجاری
جڑ مول سے ہی سب پر اپنا حق
سمجھتا ہے۔

۳ پرندوں میں تیتری بھی چھُپ
کر انڈے دیتی ہے۔ اگر نر تیتر
انڈوں پر پہنچ جائے۔ تو تیتر نر بچوں
کے انڈوں کو توڑ ڈالتا ہے مادہ
انڈوں کو رہنے دیتا ہے۔

۴ ایسی مثال بھی ہے۔ کہ بچے ماں
کو بھی کھا جاتے ہیں۔ جیسے بچھو کے
بچے ماں کی پیٹھ پر چپٹے رہتے ہیں
ماں مر جاتی ہے۔ بچے پل جاتے
ہیں۔

۲۱ چرندے اور انسان عموماً نمک
کھائے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔

۲۱ درندوں کو نمک کی قطعی ضرورت
نہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نتیجہ یہ چند مثالیں دی گئیں ہیں۔ جو اناج، پھل، پھول، گھاس اور ہریاول خور جانوروں کے اور گوشت خور جانوروں میں تمیز کرنے کا ذریعہ ہیں۔ نہ معلوم قدرت نے اور کتنی مخلوق ایسی پیدا کی ہوگی۔ جس کا جاننا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ تاہم یہ مثالیں عقلمندوں کے لئے کافی سے زیادہ ہیں۔ الغرض اگر ہم اس طرح محققانہ نقطہ نگاہ سے دیکھتے چلے جاویں۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ انسان کی قدرتی خوراک ماس ہرگز نہیں نیز انسان کی قدرتی بناوٹ بھی ان جانوروں سے ملتی ہے۔ جو کہ گوشت خور نہیں ہیں۔ مثلاً بندر وغیرہ وغیرہ۔ یہ جانور انسان کی بناوٹ اور شکل کا بہت نزدیکی جانور ہے۔ ہاتھ پاؤں کی مشابہت اور جسم کے دیگر اعضا خاص کر انتڑیاں بالکل انسان کے مشابہہ ہیں۔ انسانی انتڑیوں کی لمبائی جس میں سے کہ غذا ہضم ہوتے وقت گذرتی ہے۔ گھماؤ کھاتی ہوئی قریباً ۳۲ فٹ ہوتی ہے۔ حالانکہ گوشت خور جانوروں کی انتڑیوں میں گھماؤ ہرگز نہیں ہوتا۔ بلکہ انتڑیاں محض لمبی یا سیدھی تھیلی سی ہوتی ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نظم

کیا گوشت انسان کی قدرتی خوراک ہے؟

روز ازل سے یہ رہا حیوان کا شعار
خوراک ایک ہی یہ ہے وہ جان سے نثار
اس نے پسند کی وہ غذا جو ہے سازگار
آتا نہیں ہے اس سے کبھی اس کو کوئی عار
قانع اسی پہ رہنا اسی پر ہے انحصار
کچھ ان سے واسطہ نہیں، ہوں نعمتیں ہزار

انسان کی ہوس ہے بڑی سخت نابکار
کھانوں کا جس نے رکھا نہیں کوئی بھی شعار
خوراک کا بدلنا سمجھتا ہے اک وقار
ہوتا نہیں ہے شوق سے وہ اپنے شرمسار
بیباکیوں پہ اپنی اسے ہے یہ اعتبار
افعال میں خدا کو بناتا ہے حصہ دار

انسان بھی چرند۔ یہ ہے راز کردگار
چوپایوں میں کیا ہے خدا نے اسے شمار
گر دیکھو اس کے جسم کو تم کر کے تار تار
تو سبزی خور ہی نظر آئے یہ نامدار
اعضا و ہڈیوں سے وہی ڈھنگ آشکار
ہیں اس کے دانت بھی تو نہیں تیز خاردار

وہ سبزی خور لکھا ہے ہر اک طرح تاجدار
دست ہوس نے اس کو بنا ڈالا داغدار
قدرت کے نظم و نسق کو کرتا ہے یہ نثار
کرتا ہے خود کو اپنے ہی ہاتھوں ذلیل و خوار
صورت میں گلفدار ہے سیرت میں ہے غبار
اس نے ہٹا کے رکھ دی ہے قدرت کی یادگار

گرچہ خوراک اس کی نہیں گوشت زینہار
کام و دہن کے چسکے سے کر لی وہ اختیار
بدراہ ہو کے اس نے لیا ہے یہ افتخار
انسانی آبرو کو کیا غرض پر نثار
ہے زیب کائنات جو قدرت کا کاروبار
اس کو مٹا کے رکھ دے گر ہو اس کو اختیار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیا گوشت انسان کی قدرتی خوراک ہے؟

نمبر ۲

نمبرا انسان کی قدرتی خوراک (غذا) گوشت ہرگز نہیں۔ ہر قسم کے گوشت خور جانور پر نظر دوڑائیں۔ خشکی، آبی، ہوائی حتےٰ کہ ماس خور درخت اور پودے تک سب اپنی غذا کو سالم کا سالم کھاتے چبانے نگل جانے یا ہضم کر جاتے ہیں۔ مثلاً آبی جانور سب کے سب دوسرے اپنے سے کمزور چھوٹے جانوروں کو نگل جاتے ہیں۔ ہڈی پسلی کچھ باقی نہیں چھوڑتے۔ خشکی پر گوشت خور جانور اور پرندے اپنے سے چھوٹے جانداروں کو تو نگل جاتے ہیں۔ بڑے گوشت خور جیسے شیر، چیتا وغیرہ جب زندہ جانوروں پر حملہ کرتے ہیں۔ تو پہلے گردن سے پکڑ کر خون چوس جاتے ہیں۔ مرنے والے جانور کا باقی خون جسم میں ٹھنڈا ہو کر جذب ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس کو نوچ نوچ کر نگل جاتے ہیں۔ حتےٰ کہ سوائے موٹے موٹے ہڈوں کے پسلیوں کی ہڈی تک بھی سب چٹ کر جاتے ہیں۔ اسی طرح بلی چوہے کو نوچ نوچ کر نگل جاتی ہے۔ جہاں کہیں ماس خور جانور اپنی خوراک مار کر کھاتا ہے۔ وہاں جا کر دیکھو۔ خون گرا ہوا مشکل سے نظر آئے گا۔ گھاس خور اور ہریاول خور جانور اپنی اپنی خوراک سالم کی سالم چباتے اور کھاتے ہیں۔ کچھ باقی نہیں چھوڑتے۔ قدرت نے درخت اور پودے تک گوشت خور پیدا کئے ہیں۔ وہ بھی اپنی خوراک کو سالم کا سالم ہی ہضم کرتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کئی قسم کے پودے جب ان کی پنکھڑیاں نکلتی ہیں۔ مکھی و بھنگے وغیرہ پنکھڑی کی خوبصورتی دیکھ کر خوراک کے لئے اسی پر بیٹھتے ہیں۔ پنکھڑی ان کے بیٹھتے ہی بند ہو جاتی ہے۔ اور جب تک اپنے شکار کو سالم کا سالم ہضم نہ کرلے۔ نہیں کھلتی۔ اسی قسم کا ایک عجیب وغریب درخت افریقہ میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی انسان یا حیوان اس کے سایہ میں بیٹھ جائے۔ تو اس کی شاخیں جھک کر اسے چمٹ جاتی ہیں۔ اور شکار ان میں اس طرح پھنس جاتا ہے۔ جیسے مکھی یا بھنگا۔ مکڑی کے جالے ہیں۔ تھوڑی دیر میں گوشت، پوست خون وغیرہ ہضم ہو کر ہڈیاں درخت کے نیچے گر جاتی ہیں۔ غرضیکہ بڑے اور چھوٹے سب ذی روحوں کے لئے جو خوراک قدرت نے پیدا کی ہے۔ وہ کافی سے زیادہ پیدا کی ہے۔ مقابلہ کیجئے جس جنگل میں پانچ سات چیتے یا بھیڑیے ہوں گے۔ وہاں گھاس اور ہریاول خور کس قدر ہوں گے۔ سینکڑوں نہیں۔ بلکہ ہزاروں کی تعداد میں اور جن بڑے جنگلوں میں سینکڑوں شیر، چیتے، بھیڑیے وغیرہ ہوں گے۔ وہاں گھاس اور ہریاول خور جانوروں کا کیا ٹھکانا ہے۔ حیوان گوشت خور جانوروں کی گوشت خوری کے ساتھ انسان کی گوشتخوری کا مقابلہ کیجئے۔ قصائی جن جانوروں کو ذبح کرتے ہیں۔ ان کا خون چمڑا اور پیٹ کے اعضاء یعنی جسم کا دو تہائی حصہ نکل جاتا ہے۔ صرف ایک تہائی باقی رہ جاتا ہے۔ یا ایک من پختہ زندہ جانور کا ماس صرف دس سیر پختہ بچتا ہے۔ اگر دراصل گوشت انسان کی خوراک ہوتا۔ تو اس کا اتنا حصہ ضائع کیوں جاتا۔ گوشت خور جانوروں کی طرح انسان بھی جانوروں کا سارے کا سارا جسم ہی کیوں نہ ہڑپ کر جاتا۔ کیا قدرت غلطی کرتی ہے یا انسان۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ کہ بے شمار مخلوق کی غذا تو سب کی سب سالم کھانے والی بنائی گئی۔ مگر حضرت انسان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی من بھر میں دس سیر بھر گوشت کھانے والے ایذا پہنچانے والے جانوروں کے جھنڈ کے جھنڈ سوائے آبی جانوروں کے جن کو قدرت ایک دوسرے کو کھانے والا بنائی ہے، بڑا چھوٹے کو زندہ نگل جاتا ہے۔ چھوٹا بڑے کو مرنے کے بعد کھاجاتا ہے۔ خشکی پر نظر نہیں آتے۔ کیا کہیں کسی نے شیروں چیتوں یا بھیڑیوں کے جھنڈ دیکھے ہیں۔ یا بازوں، شکروں۔ بھری وغیرہ کی ڈاریں دیکھی ہیں۔ پھر انسان اپنے ہمجنسوں کو دیکھے۔ جس گاؤں میں سو پچاس نفوس کی آبادی ہو۔ کہتے ہیں۔ کہ یہ چھوٹا گاؤں ہے۔ ان کو چھوڑ کر بڑے گاؤں میں ہزاروں کی آبادی، قصبوں اور شہروں میں پانچ پانچ اور دس دس ہزار بلکہ پچاس پچاس ہزار نفوس کی آبادی ہے۔ بڑے شہروں میں لاکھوں آدمیوں کی آبادی۔ دنیا کی آبادی تو اربوں تک پہنچتی ہے۔ کیا گوشت خور انسان خشکی پر کوئی ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں۔ کہ قدرت نے اس قدر بیرحم ایذارساں جانوروں کے جم غفیر کے جھنڈ کے جھنڈ خشکی پر چھوڑ رکھے ہوں۔

نمبر ۲ قدرت نے جو گوشت خور جانوروں کو پیدا کیا ہے۔ اگر گہری نظر سے دیکھا جائے۔ تو اس کے بے شمار فواید بھی ہیں۔ کیونکہ تری خشکی ہوا میں کمزور اور بیمار جانور کھائے پیئے جاتے ہیں۔ جو مر جاتے ہیں۔ ان کے لئے قدرت کے بھنگی گدھ اور دوسرے مردار خور جانور موجود ہیں۔ جو ان کو کھا کر ان کی مصیبت کا خاتمہ فوراً کر دیتے ہیں۔ جنگل میں جس جانور کو دیکھو طاقتور پلا ہوا ہوگا۔ کمزور کا وہاں کیا کام۔ کمزور تو دن رات لحہ بہ لحہ ضایع ہوتے رہتے ہیں۔ جو جانور خوراک بنتے ہیں۔ ان کو ان جانوروں کی نسبت جن کو انسان مارتا ہے۔ عشر عشیر بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ کیونکہ جن جانوروں کو نگلا جاتا ہے۔ وہ منہ میں گئے اور ہڑپ۔ آناً فاناً ہیں سمجھو کہ دل کی حرکت بند ہو گئی۔ شیر وغیرہ کے مقابلہ میں دوسرے جنگلی جانور پہلے بھاگتے ہیں، اور دوڑتے ہیں پھنس جانے پر فوراً بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ گویا کلوروفارم سنگھا دیا گیا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ موت مرنے والے کے لئے ایسی تکلیف دہ نہیں۔ جیسا کہ انسان کے ہاتھوں ذبح ہونا۔ انسان تو اشرف المخلوقات ہے۔ جانور اس سے ہل جاتے ہیں، اور محبت کرتے ہیں۔ اگر جانور کو قتل کرنے کے لئے لے جایا جاوے۔ تو وہ سمجھتا ہی نہیں۔ کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ وہ قاتل کو اپنا آقا اور محافظ سمجھ کر آگے آگے جاتا ہے۔ اور نہیں سمجھتا کہ وہ جس کے پیار پر پھولا ہوا ہے۔ وہی اس کے ساتھ دھوکہ کرے گا۔ آخر وہ بے زبان دھوکے کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اشرف المخلوقات کہنے والا۔ بیداد، ظالم انسان اس حیوان کے ساتھ وشواس گھات کرتے ہوئے ذرا بھی نہیں شرماتا

انسان ایک مجلسی جانور ہے۔ یہ لفظ انس سے نکلا ہے۔ اس کے معنے ہیں لگاؤ۔ ہمدردی اور خیر خواہیِ خلق، سب مذاہب کا نصب العین اس ہمدردی و لگاؤ کی حس کو کمال تک بڑھانا ہے۔ تاکہ مختلف نسلوں، قوموں اور گروہوں و مذاہب کے انسان بغیر ایک دوسرے سے نفرت کرنے کے خود زندہ رہیں۔ اور دوسروں کو زندہ رہنے دیں۔

اس حس کو پیدا کرنے اور ترقی دینے کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ انسان کی خوراک کا جزو گوشت نہ ہو۔ ہمدردی اور محبت کے لئے نرم اور محسوس کرنے والے دل کی ضرورت ہے، گوشت خوری سے اور گوشت حاصل کرنے کے لئے جانوروں کے مارنے سے دل سخت سرد مہر اور بے حس ہو جاتا ہے۔

نمبر ۳ انسانوں میں گوشت کھانے والوں کی نسبت مارنے والے بہت کم ہیں۔ کیونکہ جن شہروں میں پچیس تا تیس ہزار آدمیوں کی آبادی ہے وہاں ذابحوں یا قصابوں کی دوکانیں پچیس تیس کے قریب ہوتی ہیں۔ گویا ایک ہزار کی آبادی میں ایک جلاد۔ اس لئے تمام گوشت خوروں کو پتہ نہیں ہوتا۔ کہ جو کچھ وہ کھا رہے ہیں۔ وہ کس سفاکانہ فعل کا نتیجہ ہے۔ بعض

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

طاقت ور جانوروں کا گوشت قتل ہونے، چمڑا اتارنے اور پیٹ سے تمام اعضاء نکال دینے کے بعد بھی دیر تک وہ حرکت رہتا ہے۔ حقیقت میں قتل کا نظارہ بہت کم انسان برداشت کر سکتے ہیں۔ بہتوں کو دیکھ کر غش آجاتا ہے۔ اور بہت سے دیکھ نہیں سکتے۔ اور ایسے موقع پر بھاگ جاتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ Col. Denny's (Cantonment Magistrate) کسولی Kasauli چھاؤنی میں بوچڑ خانہ کا معائنہ کرنے گئے۔ یہ ذکر سنہ ۱۹۰۲ء کا ہے۔ اتفاق سے بوچڑ خانہ میں جانور برائے قتل اندر لائے گئے صاحب بہادر بھاگ کر فوراً باہر آگئے۔ اس نظارے کو دیکھ نہ سکے۔ اور آئندہ کے لئے یہ انتظام کیا۔ کہ قتل گاہوں کے باہر لکڑی کے جنگلے قتل ہونے والے جانوروں کو بند کرنے کے لئے بنوا دیئے گئے۔ تاکہ ہر ایک جانور کو یکے بعد دیگرے قتل ہونے سے پہلے کوئی خوف اور دکھ نہ ہو، دوسرے الفاظ میں یہ ان کی طاقت سے باہر تھا۔ کہ وہ آئندہ کے لئے جانوروں کا قتل بند کر دیتے۔ مگر وہ ان کے قتل ہونے کو جتنا آسان بنا سکتے تھے۔ اتنا بنا دیا۔ اس لئے گوشت کھانا اور بات ہے۔ اور جانور کو قتل کرنا اور بات ہے۔ جب گوشت بازار میں بکتا ہے۔ تو مردار اور مٹی کی صورت میں کھانے والے کے سامنے مذبوح کے دکھ درد کا نظارہ پیش نہیں کرتا۔ یہ کام وہی کرتے ہیں جن کا دل سخت ٹھنڈا اور مردہ ہوتا ہے۔

عقل سلیم

کائنات کی مختلف اقسام میں جانداروں کا درجہ نباتات سے اعلیٰ ترین شمار ہوتا ہے۔ پھر ایسے جانوروں کو جو عقل سلیم رکھتے ہیں۔ اور اشرف المخلوقات کے دعویدار ہیں۔ محض اپنی لذت نفسانی کو پورا کرنے کے لئے حیوانات کا مارنا۔ اول تو مہا پاپ کا بھاگی بننا ہے۔ پھر طرح طرح کی بے شمار بیماریوں میں پھنس کر نہ صرف اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسانا ہے۔ بلکہ اپنی بیماریوں کا اثر پھیلا کر اپنے لواحقین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور ہمسایوں کو بھی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔ اس لئے جو کام نباتات سے بہترین طور پر پورا ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے لگاتار ایسے برے کام کو جاری رکھنا ان کی بیدردی کا جیتا جاگتا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے۔ ان سب پر طرہ یہ کہ ضروریات نفسانی کو پورا کرنے کے لئے نباتات کا درجہ بالا تر ہے اور یہ گوشت کی نسبت ہر طرح سے بلحاظ کفایت شعاری اور بلحاظ طبی و دیگر امور کے گوشت پر فوقیت رکھتی ہے۔

انسان کی قدرتی خوراک

شروع پیدائش کے وقت قدرت نے انسان کے لئے دودھ مہیا کیا۔ انسانی جسم اور دماغ کی صحیح تندرست ساخت پرورش اور نشو و نما کے لئے جن اجزا یعنی (Vitamins) وٹامنز (جواہر حیات) کی ضرورت ہے۔ ان میں سے سب سے اعلےٰ اور زیادہ مقدار میں وہ دودھ میں پائے جاتے ہیں۔ جو جسم کے ہر ایک جزو کو یعنی خون، گوشت اور ہڈی کو الگ الگ تقویت پہنچاتے ہیں۔ یہ خوبی سوائے دودھ کے اور کسی غذا میں نہیں پائی جاتی۔ اور پھر یہ غذا کھانے میں اتنی نرم اور اوصاف میں اتنی زبردست کہ بچہ ماں کے دودھ کو ایک سے دو برس تک پیتا ہے۔ اس عرصہ میں جتنا بڑھتا اور طاقت پکڑتا ہے۔ اگر عمر کے باقی حصے میں اوسطاً پچاس سال تک بھی بڑھتا رہے۔ تو نا معلوم کتنا لمبا اور کس قدر طاقتور ہو جائے۔ ماں کا دودھ چھوڑنے کے بعد انسان اپنی عمر کے بقایا حصے میں جانوروں کا دودھ پیتا ہے۔ جو اس کی غذا کا جزو اعظم اور سب سے افضل طاقت بخشنے والا ہے۔ دودھ نہ صرف خود لذت اور طاقت بخشتا ہے۔ بلکہ انسان کی دوسری تمام قسم کی غذاؤں۔ مثلاً مٹھائیوں۔ نمکین پکوان کی چیزوں اور روٹی وغیرہ کو لذت میں تبدیل کرنے والا اور خوراک کو طاقتور بنانے والا ہے۔ دراصل اگر جانوروں کا دودھ نہ ہوتا۔ تو انسان مٹھائیوں اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نمکین غذاؤں کی لذت سے محروم رہ جاتا۔ کیونکہ گھی جو دودھ کی روح ہے ایک ایسی غیر معمولی چیز ہے۔ جو ان تمام غذاؤں کو لذت دار بناتی ہے۔ زمانہ حال کے ڈاکٹر دو ہی چیزوں میں زیادہ غذائیت بتاتے ہیں۔ دودھ اور انڈے۔ دودھ تو جس قدر انسان کے استعمال میں آتا ہے۔ اس کا کیا ٹھکانا گاؤں میں، جنگل میں، شہروں میں اس کا ہر جگہ استعمال ہوتا ہے۔ امیر غریب نادار حسب حیثیت سب ہی استعمال کرتے ہیں۔ اور قدرت کی یہ جو سب سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

انڈا اور اس کے اوصاف

اگرچہ آنتوں میں جراثیم کے زیر اثر لیسی تھین (ایک کیمیائی مرکب) جو انڈوں کی زردی میں پایا جاتا ہے، کے اجزا ٹوٹنے پر "کونین" اور "نیورین" کا پیدا ہونا جن میں دوسرا پہلے کی نسبت سو گنا زہریلا مرکب ہے۔ اور پروٹیڈ کے سڑنے پر "انڈل" "فینائل" وغیرہ کا بنانا اور ان کے جذب ہونے سے سر دردی اور بے چینی وغیرہ کے علاوہ (کرانک فنکشنل) عصبی امراض مثلاً نیورستھینیا وغیرہ کا ہونا۔ تو ہر ایک فزلوجسٹ تسلیم کرتا ہے۔ لیکن فیگوسائیٹس تھیوری کا موجد ملک روس کا شہرہ آفاق زولوجسٹ علم الاجسام حیوانی کا عالم پروفیسر میچنیکاف ڈائرکٹر پاسچر انسٹیوٹ پیرس بڑھاپے کی دکھ دینے والی علامات اور قدرتی موت سے پیشتر چل بسنے کو بھی انہی زہروں کے اثر سے منسوب کرتا ہے۔ یہ زہر بڑھاپے میں زیادہ اثر پذیر ہوتے ہیں۔ چنانچہ ریڑھ کی ہڈی سخت ہو کر کبڑا پن کا موجب ہوتی ہے۔ شریانوں کا "ابھروما" ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے پرورش میں نقص آ کر لینس میں چربی بھر جانے سے موتیا بند ہو جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ اس کی زہر بہت سی بیماریوں کا کارن ہوتی ہے

گوشت کے مقابلہ میں گھی کے اوصاف

گھی ایسا جانور ہے۔ جو کئی قسم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی موذی بیماریوں کو وبائی صورت میں پھیلانے کا موجب ہوتی ہیں۔ یہ ہر قسم کی غلاظت یعنی ہیضے، طاعون وغیرہ کے مریضوں کے پاخانہ، قے، بلغم وغیرہ پر بیٹھ کر اپنی ٹانگوں اور پروں کو ان بیماریوں کے جرمز سے ملبوس کرتی ہے اور پھر انسانی خوراک پر بیٹھتی ہے۔ حلوائی کی دوکان میں مٹھائیوں پر قصاب کی دوکان میں گوشت پر غرضیکہ جہاں کہیں اسے موقعہ ملے۔ یہ ایسے موقعوں کو ضایع نہیں جانے دیتی۔ مگر گوشت اور جانداروں کے زخموں سے اسے خاص پیار ہے۔ اور قدرت بھی ایسے موقعوں پر اس کی امداد کرتی ہے۔ کیونکہ بیماریوں کے جرمز گوشت اور زخموں پر دوسری جگہوں کی نسبت جلدی جلدی اور زیادہ تعداد میں نشوونما پاتے ہیں مکھی کو سرہنگ بھی کہتے ہیں۔ سرہنگ کے معنے ہیں۔ دنیا کی ہر قسم کی غلاظت کو پسند کرنا۔ اور شدھ چیزوں سے نفرت کرنا۔ گھی ایک پوتر چیز ہے۔ مگر مکھی اس سے نفرت کرتی ہے۔ یہ گھی پر نہیں بیٹھتی۔ اس لئے ہندو گھی کو رتن کہتے ہیں، گھی ہر مذہب اور ملت کے ہندوستانیوں کی غذا کا جزو اعظم ہے۔ گھی میں لاانتہا خوبیاں ہیں۔ گھی کے بغیر پکی شدہ خوراک کھانے والے کسی غذا کو پسند نہیں کرتے۔ نہ کوئی اچھی چیز اس کے بغیر بن سکتی ہے۔ گوشت خور گھی کے بجائے چربی کھاتے ہیں۔ گئو خور ممالک میں کھانے والوں نے ان کو مار مار کر ختم کر دیا۔ یا بہت کم کر دیا۔ جیسے فرانٹیئر میں گائیں بہت کم ہیں۔ وہاں پٹھان بڑی موٹی دم والے دنبہ کی چربی کھاتے ہیں۔ عرب وغیرہ مسلمان ممالک میں گائیں بہت کم ہیں وہاں بھی لوگ چربی کھاتے ہیں۔ گھی کے مقابلہ میں چربی بدبودار چیز ہے۔ کھاتے وقت حلق سے چپٹ جاتی ہے۔ جہاں چربی سے کئی قسم کی بیماریوں کا خطرہ ہوتا ہے۔ وہاں گھی کئی بیماریوں کا علاج ہے۔ گھی میں اتنی خوبیاں ہوتے ہوئے اگر گھی کو بہشت اور چربی کو دوزخ کہا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گوشت اور اناج کا مقابلہ

شائقین گوشت اپنا مطلب سدھ کرنے کے لئے اکثر گیہوں اور گوشت کو یکساں طور پر جاندار ثابت کرنے کی دلیل پیش کرتے ہیں۔ مگر وہ اصلیت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور بلا سمجھ کے انسان ٹھوکر کھاتا ہے۔ میں مانتا ہوں۔ کہ اناج جاندار ہے۔ مگر اس میں دل و دماغ نیز دیگر اعضاء کچھ نہیں۔ سوال تو دکھ سکھ پہنچانے کا ہے۔ بہشت اور دوزخ کیا چیز ہیں۔ وہاں بھی سوال سکھ اور دکھ کا ہے۔ بہشت میں سکھ اور دوزخ میں دکھ مقصود ہے۔ اگر قدرت جانداروں کے لئے کوئی ایسا ڈھنگ رکھ دیتی۔ کہ جانداروں کو بیماری اور مرتے وقت میں کوئی دکھ نہ ہوتا۔ تو خدا کی خوشامد کوئی نہ کرتا۔ نہ نماز کی ضرورت رہتی۔ نہ سندھیا اور اوپاسنا کی۔ دکھ ہی ایک ایسی وستو ہے۔ جو اس سروشکتیمان کی یاد دلاتی ہے۔ اور اس کو خوشامد کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ ورنہ انسان کسی ایسی وستو کے آگے جو نظر تک نہیں آتی۔ کب جھکنے والا تھا۔ اس لئے میں بار بار کہتا ہوں۔ کہ گوشت خور جب خود کو دکھ پہنچے۔ تو واویلا مچا دیتے ہیں۔ اور دوسروں کے دکھ پر ہنسی اڑاتے ہیں۔ یہ کام بے عقلوں کے نہیں تو اور کس کے ہیں۔

اناج جاندار چیز ہے

علاوہ ازیں اناج جاندار چیز ہے۔ اور در حقیقت جاندار چیز ہے۔ مگر یہ بلا خوراک سالوں تک زندہ رہتا ہے۔ میرے والد بزرگوار ۲۳ کو سورگباش ہوئے گذرنے سے پہلے وہ قریب تین سال کے گھر پر رہے۔ پرانا مکان گرا کر نیا تعمیر کروایا۔ کسوئی آتے وقت وہ گھر میں کچھ چاول اور اڑد مٹینوں میں ڈال کر چھوڑ آئے۔ یہاں آکر ان کا تین ماہ کے اندر دیہانت ہو گیا۔ ان کی مرتیو کے بعد گھر کی مرمت تو ہر سال ہوتی رہی۔ مگر مستورات کو گھر جا کر رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ آخر بارہ سال سات ماہ کے بعد یعنی ماہ نومبر ۱۹۳۵ء میں مجھ کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ کمرہ جس میں چاول اور اڑد رکھے تھے اکھوٹنے کا اتفاق ہوا۔ اور میں نے چاول اور اڑد ٹینوں میں دیکھے۔ ان کو اصلی حالت میں دیکھ کر میری اور دیگر لوگوں کی حیرت کی حد ہو گئی۔ گو اناج کی لذت میں کچھ فرق آ گیا تھا۔ مگر سب اشیا قابل استعمال تھیں ہم نے کچھ چاول اور اڑد خود کھائے کچھ دیدئے اور کچھ فروخت کر دیئے گیہوں کو اگر بحفاظت رکھا جائے اور اس کو سسری نہ لگے۔ تو دس سال بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ ہونے کے قابل رہتا ہے، اور مدت مدید تک بلا خوراک زندہ رہ کر جانداروں کو زندگی بخشتا ہے۔ اس کا آٹا پسا ہوا بھی کئی ماہ تک کھایا جا سکتا ہے! اور یہی زندہ پن کی علامت ہے۔ اس کی پیدائش بھی نطفہ سے نہیں۔ اس لئے پاکیزہ ہے۔ انسان کو اناج سے سبق سیکھنا چاہیئے جو خود خوراک بن کر جانداروں کو زندگی بخشتا ہے۔ جو انسان حیوانی خوراک کھا کر حیوانی خصلتیں خود میں پیدا کر لیتے ہیں۔ ان سے بے شمار ناکردنی گناہ سرزد ہوتے ہیں خود بے چین رہتے ہیں۔ دوسروں کو بے چین رکھتے ہیں۔

گوشت میں سڑ جانے کی خاصیت

جونہی جاندار مرا یا مارا جائے۔ اس کا جسم خود بخود (Disorganise) ہونا۔ یعنی بگڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ مردار جسم میں بدبو پیدا ہونے یا تعفن پھیلانے میں موسم کے مطابق خواہ چوبیس گھنٹہ لگیں۔ یا کم و بیش۔ مگر بگڑنا فوراً شروع ہو جاتا ہے۔ اس کو خواہ جلائیں یا پکائیں بدبو ضرور دیگا۔ اگر زمین میں دفنایا جائے۔ تو زمین کے اندر سڑتا رہیگا۔ اور زمین اس کی سڑاند کو جذب کر کے خاک بنا دیگی۔ مگر کھانے کی صورت میں تمام جسم کو زہریلا اور بدبودار بنا دے گا۔ گوشت خور انسان اگر اپنے پسینہ کو سونگھے کہ اس میں کس قدر بدبو ہوتی ہے۔ ایسی بدبو پیدا کرنے والی خوراک جو جسم کے ذرہ ذرہ میں سرایت کر کے نطفہ تک کو بدبودار بنا دیتی ہے۔ مندرجہ بالا وجوہ کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ کیا انسانی غذا کہلانے کی مستحق ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نظم

گوشت اور اناج کا مقابلہ

۱

ملکوں ملکوں بار ہا ہے یہ تجربہ ہو چکا انّاج میں ہے زندگی وہ زندگی ہے بخشتا
مصر میں گندم ہزاروں سال تک رکھا رہا فرق ذرّہ بھر نہ اس کی شکل میں پیدا ہوا
زور لگنے اُٹھنے پھلنے کا بھی باقی رہا کاشت جب اس کی کرائی خوب ہوئی نشو و نما

۲

جو اناجوں میں صفت ہے وہ ہے بیشک لاجواب گوشت لیکن چند گھنٹوں میں ہے ہو جاتا خراب
اس کے اجزا میں سڑن سے ہو گئے پیدا انقلاب شکل و رنگت کی نہیں رہتی ہے قائم کوئی آب
نظر غائر سے جو دیکھو گوشت ہے مثلِ سراب اس میں نقصانات اتنے کہ نہیں جن کا حساب

۳

گوشتخوری زہر کی صورت میں بن جاتی ہے بھوت یہ بنا دیتی ہے جسم و روحِ انسان کو اچھوت
ہر زمانہ میں ملا ہے بارہا اس کا ثبوت گوشتخور انساں نہیں ہے بابا آدم کا سپوت
جو نظامِ زندگانی کو لگا لیتا ہے چھوت وہ نہیں مخلوق اشرف در اصل ہے وہ کپوت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سیر

سیر کرنا صحت کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے

صانع قدرت کا نظام ایسا لاثانی ہے۔ کہ انسان کی عقل اس کو دیکھ کر دنگ رہجاتی ہے۔ اور اس کے منہ سے بے اختیار اس قادر مطلق کی حمد و ثنا نکلتی ہے۔ ذرا ہوا کی کثافت اور پاکیزگی کے عمل پر ہی غور کیا جائے۔ تو اس نظام کی فوقیت ظاہر ہوتی ہے۔ جاندار جس ہوا کو مکدّر کر دیتے ہیں۔ نباتات اس کو پاکیزہ کر دیتی ہے۔ جاندار اپنے سانس کے ساتھ آکسیجن کھینچتے ہیں۔ اور کاربانک ایسڈ گیس باہر نکالتے ہیں۔ جو ایک زہریلی گیس ہوتی ہے۔ اگر یہ جانداروں کے اندر سے نکلی ہوئی گیس اس عالم موجودات میں جمع ہوتی رہتی۔ تو آج تک جانداروں کا زندہ رہنا ناممکن ہوگیا ہوتا۔ مگر قدرت کا ڈھنگ دیکھئے۔ کاربانک ایسڈ گیس کے زہریلے حصے کو بناتاتی طبقہ اندر کھینچتا ہے۔ اور اس کا جزو زندگی بنتا ہے۔ اور باقی کا پاکیزہ حصہ پھر جانداروں کے کام آتا ہے۔ بناتاتی اور حیوانی طبقات کا اپنی اپنی زندگی کے لئے ایک ہی ہوا کے مختلف اجزا کا استعمال ایک دوسرے کی زندگی کے قیام کا باعث بن رہا ہے۔ آبادیوں میں بسنے والے انسان اسی مکدّر اور زہریلی کاربانک ایسڈ گیس کے اثرات سے بچنے کے لئے باہر کھلی ہوا میں جو نباتات نے پاکیزہ کر دی ہوتی ہے۔ جا کر خوش ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انسان کی صحت کے لئے آبادی سے دور باہر کھلی ہوا میں سیر کرنا نہایت ہی ضروری قرار دیا گیا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر اس کھلی ہوا کی سیر سے وہ لوگ کیا مستفید ہو سکتے ہیں۔ کہ اس ہوا کو گندہ کرنے والے جانور جن کی خوراک کا حصہ ہیں۔ نباتاتی اور حیوانی مادے میں ایک نمایاں فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ حیوانی جسم تو زندگی میں اور موت کے بعد بھی سڑاند پیدا کرتا ہے۔ مگر نباتاتی مادہ فضائے عالم کو بدبودار نہیں کرتا۔ سڑاند پیدا کرنے والے مادے کو کھانے والوں کے اندر قدرتی طور پر کثافت زیادہ ہوگی۔ اگر ایک جنگل میں ہزاروں درخت کاٹ کر سوکھنے کو پھینک دیئے جائیں۔ تو وہاں کی ہوا میں کسی قسم کی بُو پیدا نہ ہوگی مگر ایک بھی حیوان کا جسم موت کے بعد وہاں رہ جائے۔ تو ساری فضا کو مکدّر اور بدبودار کر دے گا۔

جو حضرات صاف ہوا کھانے کے لئے بستیوں سے باہر جاتے ہیں جب ان کے پیٹ ایسی سڑاند پیدا کرنے والی غذا سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ تو اس کھلی ہوا سے ان کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ کاش کہ حضرت انسان قدرت کے اس راز کو سمجھتا۔ کہ حیوانات تو اس زہر کا منبع ہیں۔ جو اس کی حیات کے مانع ہے۔ اور نباتات اس کی حیات کے ممد ہیں۔ اور اپنی غذا کے مقرر کرنے میں اس اصول سے مدد لیتا اور سمجھتا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گوشت خوری اور مذہب

ویدک دہرم بُدھ مذہب اور جین مت

اب ہمیں دوسری حقیقت پر نظر ڈالنی مطلوب ہے۔ کہ بانیان مذاہب کی اس بارہ میں کیا رائے ہے۔ سب سے پہلے ویدک دہرم جو مسلمہ طور پر ہر زمانہ میں تمام دنیا کا مذہب تھا۔ گوشتخوری کو گناہ عظیم قرار دیتا ہے۔ یورپ کے اعلےٰ پایہ محقق سنسکرت دان فاضل جیسے کہ پروفیسر میکسمولر تھے۔ خندہ پیشانی سے یہ امر تسلیم کرتے ہیں۔ کہ

Rigveda is the most ancient book in the library of the world.

"رگ وید دنیا کے کتب خانہ میں نہایت قدیم کتاب ہے"

جب وید بھگوان کی یہ تعلیم ہے۔ تو اوروں کا تو کہنا ہی کیا۔ یہ درست ہے۔ کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں یعنی ویدک دھرم کی تمام مذاہب شاخیں ہیں۔

دوسرے درجہ پر بُدھ مذہب ہے۔ جس کی تمام ہستی "اہنسا پرمو دھرما" کے اصول پر مبنی ہے۔ جین مت بھی بُدھ مذہب کی ہو بہو تقلید و تبلیغ کرتا ہے کہ دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی ہستی سے لے کر بڑے سے بڑے ہاتھی تک بھی کسی مخلوق کو ایذا نہیں پہنچاتا۔ بدھ دہرم کی تاریخ شاہد ہے۔ کہ اس کے دور میں پرندوں حیوانوں اور انسانوں کے لئے یکساں شفاخانے جاری تھے۔ اسی ایک بات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ رحم کی تعلیم نے لوگوں کے دلوں پر کہاں تک گہرا اثر کیا ہوا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حضرت عیسےٰ کی ہدایت

اب ہم تیسری حقیقت پر نگاہیں دوڑاتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ (Jesus Christ) اپنے شاگردوں سے کہتے ہیں۔ کہ تم خود رحم کرنا سیکھو۔ تاکہ وہ بڑا رحیم یعنے پرماتما تم پر رحم کرے۔ کیا یہ بھی کبھی ممکن ہوسکتا ہے کہ رحم کی تعلیم دے کر ایک بزرگ کا یہ منشا ہو۔ کہ محض زبان کی لذت کے لئے دوسروں کا گلا کاٹ کر اپنے حلق کے نیچے اتارو۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ رحم کے لئے وہی دعا کرنے کا مستحق ہے۔ جو دوسروں پر خود رحم کھاتا ہو۔

۱۳۵۳ سنہ سے پہلے نہ حضرت محمدؐ صاحب تھے۔ نہ کوئی مسلمان اس صفحہ ہستی پر موجود تھا۔ اسی طرح ۱۹۳۹ سنہ یعنی انیس صد انتالیس برس ہوئے جبکہ حضرت عیسےٰ دنیا میں پیدا ہوئے۔ ان سے پہلے نہ ہی کوئی عیسائی تھا۔ نہ ہی عیسائیت۔ اسی طرح پچیس سو گیارہ برس ہوتے۔ جب کہ مہاتما بدھ پیدا ہوئے۔ ان سے پہلے نہ کوئی بدھ تھا۔ نہ بدھ مذہب۔ اسی طرح مہابیر کی ہستی سے پہلے جین دھرم بھی کوئی نہ تھا۔ جب ان مذاہب کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ تھا کیا۔ کون مذہب تھا۔ جس کو دنیا مانتی تھی۔ وہ کون سے اصول تھے۔ جن پر تمام دنیا کی آبادی کاربند تھی۔ تاریخ صاف جواب دیتی ہے۔ کہ وید تھا۔ اور ویدک دھرم۔ اور اس کے سوائے کچھ نہ تھا۔ ویدوں کی تعلیم کے محض ایک ایک اصول کو لے کر دیگر مذاہب ہستی میں آئے ہیں۔ آتش پرستوں یعنے پارسیوں کا مذہب ژنداوستھا محض وید کے ہون یگیہ کو لے کر کھڑا ہوا۔ یہودی صرف گائے کو متبرک سمجھنا ہی سب کچھ خیال کر بیٹھے۔ حضرت عیسےٰ نے ہندوستان میں آکر تعلیم پائی

بدھ مذہب کے احکام

میں پرن کرتا ہوں۔ کہ میں کسی ذی جان کو نہ ماروں گا۔ انسان کو نہ حیوان کو۔ ہر ذی جان کی طرف رحمدل اور دردمند ہوؤں گا۔ بدھ نے ایک مرتبہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیکھا۔ کہ چند چھوٹے لڑکے مچھلیوں کو ستا رہے تھے۔ تو آپ نے ان سے پوچھا۔ کہ تم کو درد سے ڈر لگتا ہے۔ کہ نہیں۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ ان لڑکوں کو مہاتما بدھ جی نے اس طرح ہدایت کی۔ کہ جب تم کو درد سے ڈر لگتا ہے تو تم کیوں کسی کو ستاتے ہو۔ کبھی کسی ناچیز سے ناچیز مخلوق کو درد نہ پہنچاؤ۔ بدھ مذہب معاش صحیح کے لئے ایسا پیشہ یا کام اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ جس سے اوروں کو دکھ پہنچے۔ مثلاً ذبح کرنا۔ شکار کھیلنا۔ سکرات کا بیچنا۔ بردہ فروشی وغیرہ وغیرہ

عیسائی مذہب ۲۱-۱۸-۳۔ ب میں نے اپنے دل میں بنی آدم کے حال کی بابت کہا۔ کاش کہ خدا ان پر آشکارا کرے۔ کہ وہ آپ کو کہ حیوان کے مانند ہیں۔ پہنچائیں۔ کیونکہ جو بنی آدم پر گذرتا سو حیوان پر گذرتا ہے ایک ہی حادثہ دونوں پر گذرتا ہے۔ جس طرح یہ مرتا ہے ہاں سب میں ایک ہی سانس ہے۔ اور انسان کو حیوان پر فوقیت نہیں کیونکہ سب بطلان ہے۔ سب کے سب ایک ہی جگہ جاتے ہیں۔ اور سب کے سب ایک ہی جگہ مل جاتے ہیں۔ بنی آدم کی روح جو اوپر چڑھتی اور جانوروں کی روح زمین کے نیچے اترتی۔ کون جانتا ہے۔

سکھ دھرم گورو گرنتھ صاحب کا کتھن ہے۔

"جو رت لاگے کپڑے جامہ ہووے پلیت"

جو رت پیوے مانسا تن کیوں نرمل چیت

خوب کھانا۔ کھچڑی جاہیں امرت لون

ہیر روٹی کے کارنے گلا کٹاوے کون

مانس مچھلی سراپان جو جو پرانی کھائے

یگیہ دان جتنے کئے چھوڑ رساتل جائے

راستی سے انحراف۔ اگر یہ سمجھدار انسان محض اشرف المخلوقات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہونے کی ماہیت کو پہچانتا۔ اور صدق دل سے اس القاب بزرگ کی برقراری کے لئے کوشاں ہوتا۔ تو دنیا کی موجودہ قتل و غارت، باہمی تنازعات کینہ وری اور حق تلفی وغیرہ تمام عنقا ہو جاتے، اور راستباز، سمجھدار، خلیق انسانوں کی نہایت خوش بے نظیر بستی ہوتے، رونا ہے۔ تو صرف اس بات کا کہ ہم دیدہ و دانستہ محض بزدلی سے شیطانی صفات پر عامل ہوتے ہوئے مکمل انسان ہونے کی ڈینگ مارتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش بن کر دنیا کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انسان کی ان بدکاریوں کے قبیح نتائج سے آباد زمین کا چپہ چپہ اٹا پڑا ہے۔ لیکن اس اصلیت میں سے صرف مشتے از خروارے کے طور پر ہم پاٹھک کی توجہ محض گوشت خوری کے نقصانات کی طرف مبذول کرائیں گے۔ اس ورق گردانی سے ہمارا مدعا صرف ان بہانہ بازیوں کا جو گوشت خوری کے حق میں جسمانی، مذہبی، مجلسی نقطۂ نگاہ سے پیش کی جاتی ہیں۔ درست راز افشائی کرنا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نے اس نصب کو چار حصوں میں منقسم کیا ہے۔ کہنے کو تو انسان اشرف المخلوقات ہے۔ بعض صفات میں واقعی وہ اپنے آپ کو اس لقب سے موسوم کرنے میں عین حق بجانب ہے۔ لیکن جب وہ ارادتاً راہ راست پر گامزن ہونے کی مشکلات سے گھبرا کر اپنی مطلب برآری کے لئے بہانہ جوئی پر کمر بستہ ہوتا ہے۔ تو حیوان چھوڑ شیطان سے زیادہ بدتمیز، فتنہ پرداز اور مفسد برار ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ "خوئے بدرا بہانہ بسیار" کے مصداق ہوتے ہوئے محض اپنے پارۂ گوشت کی لذت اور شہوت پرستی کا گرویدہ ہو کر گوشت خوری کے حق میں وہ بہتان باندھتا ہے۔ کہ آج تقریباً ہر ملک و ملت کی سوسائٹی نے گوشت خوری کو مجلسی طور پر رائج کر دیا ہے۔ گوشت خوری کے نقصانات روحانی، مذہبی، جسمانی اور اخلاقی طور پر روز روشن کی طرح

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عیاں ہیں۔ لیکن گمراہ انسان کی مطلب برآری اور شہوت پرستی نے اسے اس راستی کی جانب سے منحرف بنا رکھا ہے۔ کون نہیں جانتا۔ کہ

"راستی موجب رضائے خدا است
کس نہ دیدم کہ گم شدہ از راہ راست

لیکن ہوس کا بندہ، طمع کا گرویدہ، بزدل انسان دیدہ ودانستہ اس سے چشم پوشی کرتا ہے۔ ملکی اور مذہبی نقطہ نگاہ کا بہانہ پیش کر کے وہ ایسے افعال ناجائز کا مرتکب ہوتا ہے۔ کہ ناگفتہ بہ۔ پرماتما کی تمام مخلوقات میں جن کی تعداد ہندو شاستروں کی رو سے چوراسی لاکھ یونیاں مانی جاتی ہیں، اور ہندوؤں کا اس پر پورا اعتقاد ہے۔ یعنی از اقسام اکیس ۲۱ لاکھ خشکی کے جانور۔ اکیس لاکھ آبی جانور۔ اکیس لاکھ ہوائی جانور۔ اور اکیس لاکھ درخت اور بناسپتی کی قسم قسم کی نرالی نرالی شکلیں۔ الگ الگ رنگ و روپ قدرت نے پیدا کئے ہیں۔ جو کئی تو خوردبین کی مدد کے بغیر نظر ہی نہیں آتے۔ گو ہندو چوراسی لاکھ یونیاں مانتے ہیں۔ جن کو یوگ ودیا، جپ تپ، شریر کی شدھی سچائی۔ بدھی اور ایشور تک رسائی کے بغیر جاننا ناممکن ہے۔ تاہم چند لاکھ شکلیں اس مادہ پرست سائنس کی ترقی یافتہ زمانے میں سائنسدانوں نے معلوم کی ہیں۔ اس لئے جو مذاہب چوراسی لاکھ یونیوں پر اعتقاد نہیں رکھتے۔ ان کو کم از کم یہ ماننا پڑے گا۔ کہ جس مخلوق کو سائنس تسلیم کر چکی ہے وہ ٹھیک ہے۔ دوسرے چونکہ سائنس ترقی کرتی جاتی ہے۔ دن بدن نئے قسم کے جانور معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان کے نزدیک مخلوق بیشمار قسم کی ہے۔ اس لئے بے شمار مخلوق میں انسان اپنے آپ کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیتا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ انسان اور دیگر اقسام کی مخلوق میں کیا فرق ہے۔ سب کھاتے پیتے ہیں۔ اور اپنی غذا کو ہضم کرنے کے بعد خارج کر دیتے ہیں۔ سب سانس لیتے ہیں، چلتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پھرنے میں برابر. وشے بھوگ میں برابر. پیدائش میں بھی یکساں سب زیادہ سے زیادہ جینے کے خواہشمند ہیں. غرضیکہ کسی بات میں رتی بھر فرق نہیں. پھر انسان کو شرف ہے. تو کس بات کا؟ اگر غور سے سوچا جائے. تو جواب ملتا ہے. کہ اٹل قدرت نے یکساں عطا نہیں کی. انسان جانوروں پر صرف اسی بات میں شرف رکھتا ہے. کہ اس کو بھگوان نے بدھی عطا کی ہے. گو اس میں شک نہیں. کہ بہت سے انسان اپنی بدھی کا ناجائز بھی استعمال کرتے ہیں. اور ان کے کاموں سے یہ ظاہر ہوتا ہے. کہ ان کی بدھی حیوانات سے بھی گری ہوئی ہے. مگر قدرت کا منشا یہی معلوم ہوتا ہے. کہ انسان اپنی بدھی کو اچھی طرف لگا کر حیوانات سے اپنے آپ کو ممیز کرے. اس بدھی کے صحیح استعمال ہی سے انسان اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق ہے عام مشاہدہ ہے. کہ سب مخلوق ایک دوسرے کو کھا کر زندگی بسر کرتی ہے.

ڈارون کا نظریہ

مشہور سائنسدان ڈارون نے بھی اپنی ایوولیوشن کی مشہور و مقبول تھیوری (نظریہ) کو اسی مشاہدہ پر قائم کیا ہے. اس کا خیال ہے. کہ اس دنیا میں طاقتور کمزور کو ہڑپ کر جاتا ہے اور خود زندہ رہتا ہے یعنی (survival of the fittest) بہترین چیز زندہ رہ جاتی ہے. مگر اس تھیوری کو ساری مخلوق پر ان معنوں میں حاوی کرنا. کہ سب مخلوق قدرتی طور پر گوشت خور ہے. بعید از واقعات ہے. عام طور پر دیکھا جاتا ہے. کہ گھاس خور جانور بھوک سے مر جائیں گے لیکن مانس نہیں کھائیں گے. جیسے ہاتھی، اونٹ، بھینس، گائے. گھوڑا، گدھا، بکری وغیرہ وغیرہ. اس سے صاف ظاہر ہے. کہ ڈارون کی تھیوری کے باوجود بھی قدرت کا ایک اٹل نیم ہے. اور وہ یہ کہ ہر ایک جاندار کی خوراک اس کی طرف سے مقرر ہے. جو سبزی خور ہیں. وہ مانس نہیں کھا سکتے. اور جو قدرتی طور پر گوشت خور ہیں. وہ گوشت ہی کھاتے ہیں.

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انسان کا طرزِ عمل

اب حضرت انسان کی باری ہے۔ اس کو یہ ٹھیک ٹھیک پتہ ہی نہیں۔ کہ اس کی خوراک کیا ہے۔ یہاں اس سوال کو سوچنے میں عقل سلیم سے کام لینا چاہیے۔ کہ انسانی خوراک کیا ہے۔ عقل اور دلیل کا تقاضا یہ ہے۔ کہ انسانی خوراک اناج ہے۔ پھل، پھول، میوہ جات، کھٹاس، مٹھاس، ہزاروں اقسام کی نعمتیں۔ اس کے لئے قدرت نے پیدا کی ہیں۔ اور ان کو پیدا کرنے کا ادھیکار محض انسان کو ہی دیا ہے۔ ذرہ بھر بھی کسی دوسرے جاندار کو نہیں دیا۔ انسان کے جسم کی بناوٹ، ہاتھ، پاؤں، عقل اور پھر زمین کو ٹھیک کرنے۔ بونے، سینچنے اور پرورش کرنے اور موقع بموقع ہر قسم کی علت و آفت سے بچانے کا ادھیکار محض انسان ہی کو عطا فرمایا ہے۔ دوسری قسم کے کسی خشکی، آبی یا ہوائی جانور کو یہ ادھیکار نہیں دیا۔ نہ ہی ان کو اناج کی ضرورت ہے۔ نہ ان کے اجسام کی بناوٹ ہی ایسی ہے۔ کہ وہ یہ کام کر سکیں۔ سوائے انسان کے سب قدرتی خوراک کھاتے ہیں۔ خشکی میں مانس خور جانور دوسرے اپنے سے کمزور جانوروں کو مار کر نوچ نوچ کر نگل جاتے ہیں۔ گھاس خور گھاس کھاتے ہیں۔ نباسپتی خور یعنے درختوں کے پتے کھانے والے، جیسے ہاتھی اونٹ، بھیڑ، بکری وغیرہ پتے کھا کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ پانی کے جانوروں کا تو سراسر جانوروں پر ہی گذارہ ہے۔ وہ دوسرے اپنے سے کمزور جانوروں کو سالم کا سالم نگل جاتے ہیں۔ اب انسان کی خوراک کی نسبت دوبارہ سوچئے۔ تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لو۔ کہ انسان کی خوراک مانس ہے تو پھر اناج کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ ہندوؤں کے نقطہ نگاہ سے بے شمار اقسام کے جانور قدرتی غذا پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ پھر ان سب کے مقابلہ میں انسان کی ہستی ہی کیا باقی رہ جاتی ہے۔ مانس کھائے اور زندگی بسر کرے۔ اس لئے وہ تمام جھنجٹوں سے چھوٹ جاتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ ڈارون کی تھیوری بھی ٹھیک کام دے گی۔ جو طاقتور ہوگا۔ زندہ رہیگا
نہ شادی کی ضرورت، نہ مکان بنانے کی فکر، نہ بادشاہ وراجہ کی ضرورت
نہ مقدمہ بازی کا خوف۔ آج کل ٹیکسوں نے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ ان
سب سے چھٹکارا۔ مگر یہ تمام زندگی حیوانوں کی ہوگی۔ انسانوں کی نہیں۔
کیونکہ ان کے سب افعال حیوانوں سے مل جاویں گے۔ مگر نہیں انسان
کو انسان بننے پر فخر ہے۔ اور اسی لئے وہ اپنے آپ کو اشرف المخلوقات
کہلاتا ہے۔ اب دیکھئے کہ اشرف بننے کے لئے کیا کیا اوصاف ہونے
چاہییں۔ انسان کو ہاتھ پاؤں دیئے۔ کہ کھیتی باڑی کرے۔ اناج پیدا
کرے۔ خود کھائے۔ دوسروں کو کھلائے۔ باغ باغیچہ لگائے۔ پرورش کرے
پھل پھول خود استعمال کرے۔ دوسروں کی ضروریات جائز طریقوں
سے پوری کرے۔ صبح وشام سندھیا آپاسنا کے ذریعہ اس پربھو کو یاد کرے
دل کی پاکیزگی اور سچائی پر قائم رہے۔ دوسروں کو نہ ستائے۔ کسی کا حق نہ
چھینے۔ اپنے زور بازو سے کما کر خود کھائے کنبہ کی پرورش کرے جتنا سکتی
اپنے ہم جنسوں کی بلا امتیاز مذہب سیوا کرے۔ جانوروں پر رحم کرے۔ ان
کے جینے کا ادھیکار ایسا ہی سمجھے۔ جیسا کہ اپنا۔ اب ذرا سوچیئے۔ کہ قدرت
نے اناج کس لئے پیدا کیا۔ جواب ملتا ہے۔ کہ انسان کے لئے۔ کیونکہ اس
کے بونے بیجنے کا اسی کو مقدور ہے۔ اگر انسان کی خوراک گوشت ہوتی۔ تو
قدرت اناج کی جھنجٹ نہ لگاتی۔ چونکہ انسان کی عقل بھی خاص۔ خوراک بھی
خاص۔ اس لئے اگر انسان گوشت کھاتا ہے۔ تو قدرتی اصولوں کے
خلاف عمل کرتا ہے۔ سوچو۔ انسان غلطی کرتا ہے۔ یا قدرت نے غلطی کی۔
جس نے انسان کو اناج کے بکھیڑے میں ڈالا۔ مگر انسان نے اناج۔ پھل
پھول کے علاوہ بے رحمی پر کمر باندھ کر جانوروں کو مار کر کھانا بھی شروع
کر دیا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بائیبل کی ہدایت

علاوہ ازیں بائیبل کی ہدایت کو پڑھیں۔ کہ انسان کو نیک اور بد کی پہچان کب اور کس طرح سے میسر ہوئی۔ ہدایت مذکور یہ ہے۔

پیدائش عالم کے شروع میں خدا نے پورب کی طرف ایک باغ لگایا اور آدم کو جسے اس نے بنایا تھا۔ وہاں رکھا اور باغ کے بیچوں بیچ زندگی کے درخت اور نیک و بد کی پہچان کے درخت کو زمین سے اگایا۔ خدا نے اس درخت کا پھل کھانے سے عورت مرد کو منع کیا تھا۔ مگر سانپ کے بہکانے کی وجہ سے عورت نے اس پھل کو کھایا۔ اور اپنے خاوند کو بھی کھانے کے لئے دیا۔ اس کو کھا کر دونوں کی آنکھیں کھلیں۔ اور ان کو معلوم ہوا۔ کہ ہم ننگے ہیں۔ اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر اپنے لئے لنگیاں بنائیں۔ آیت ۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۱۴-۱۵-۱۷-۱۶-۱۸

بائیبل کی اس تشریح سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انسان کو نیک اور بد کی پہچان زندگی کے درخت کا پھل کھانے سے ہی ہوئی۔ جو خدا نے زمین سے اگایا تھا۔ ورنہ پہلے تو محض جانوروں کی خاصیت ہی رکھتا تھا نہ اس کو نیک و بد کی پہچان تھی۔ اور نہ ننگے پن کا علم تھا۔ اب جانوروں کی مثال سامنے موجود ہے۔ نہ ان کو اچھے برے سے سروکار ہے۔ اور نہ نیکی بدی سے۔ محض بھوگ یونی میں پڑے ہوئے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ نہ وہ شرف کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ نہ ان کو قدرت نے یہ سمجھ ہی دی ہے مگر افسوس ان انسانوں پر ہے۔ جو دعوےٰ شرف کا کرتے ہیں۔ اور خوراک درندوں کی کھاتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بانیان مذاہب کے اصولوں کا اختصار

کتاب کے شروع میں لکھا گیا ہے۔ کہ مذاہب کے اصولوں کے لحاظ سے ویدک دہرم کے اصول اہنسا پرمو دھرما کی ہدایت کرتے ہوئے درڑھتا سے ست کا اپدیش کرتے ہیں۔
بدھ اور جین دہرم بھی مکمل طور پر اہنسا پرمو دھرما کا پرچار کرتے ہیں۔ اور کسی ناچیز سے ناچیز مخلوق کو وروہ نہ پہنچاؤ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے جینیوں کے سادھو تو منہ پر پٹی باندھتے ہیں۔ تاکہ ہوا کے ناچیز جیو بھی سانس کی گرم ہوا سے تکلیف نہ اٹھائیں۔ ہندوؤں کے کئی فرقے منوسمرتی اور پرانوں کا حوالہ دے کر ماس بھکشن کرتے ہیں۔ حقیقت میں منوسمرتی وغیرہ کتب میں وام مارگیوں کے زمانہ میں ایسے اشدھ شلوک ملا کر لوگوں کے خیالات کو گمراہ کیا گیا ہے۔
نمبر ۲۔ بائیبل میں متضاد باتیں ملتی ہیں۔ کہیں اہنسا کا پورا اپدیش ہے کہیں قربانی میں لاکھوں بھیڑوں کو ذبح کرنا بیان کیا گیا ہے۔ کہیں گوشتخور انسانوں کو قبروں سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ کہیں پطرس کی بھوک مٹانے کے لئے آسمان سے ایک چادر پر سب قسم کے چوپائے اور کیڑے مکوڑے اور ہوا کے پرندے اتار کر ان کو ذبح کرنے اور کھانے کا حکم ملتا ہے کہیں خدا کے نام پر ذبح کرنے کی سختی سے مخالفت کی گئی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ جو شخص گائے اور بیل کو ذبح کرتے اور بھیڑ بکری حلال کرتے۔ گوشت کھاتے اور شراب پیتے ہیں۔ ان کی بدکاری کا کفارہ ان کے مرنے تک قبول نہ ہوگا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ ممکن نہیں کہ بیلوں اور بکروں کا خون گناہوں کو دور کرے۔ بائیبل اور قرآن شریف میں جہاں کھانے کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترغیب دی گئی ہے۔ وہاں مخالفت بھی سختی سے کی گئی ہے۔ اس لئے زمانہ حال کا قتل عام تو ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ جگہ بہ جگہ بوچڑ خانے کھلے ہوئے ہیں۔ اور ہزاروں لاکھوں جانور روز ذبح کئے جاتے ہیں۔ انسانو کو ہر پہلو سے جائز اور ناجائز باتوں کا خیال کرنا چاہیئے۔ اور عقل حیوانی سے نجات حاصل کر کے روشنی بخش دلیل کی پیروی کرنی چاہیئے۔

نرک اور سوَرگ

نرک اور سورگ یا بہشت اور دوزخ دو لفظ ہیں۔ جن سے انسان کے دل میں خوشی پیدا ہوتی ہے۔ یا وہ گہرے غم میں ڈوب جاتا ہے میرے خیال میں شاید ایک ہزار میں سے ایک انسان بھی یہ جاننے کی کوشش نہیں کرتا۔ کہ یہ دونوں چیزیں ہیں کیا بلا۔ جن سے دائمی انتہا درجے کی خوشی یا دائمی انتہا درجہ کا دکھ مقصود ہے۔ ان دونوں لفظوں کے معنے سوائے دائمی سکھ اور دائمی دکھ کے اور کچھ بھی نہیں۔ اگر انسان اچھے ہی اچھے کام کرے۔ جن سے خدا کی مخلوق کو راحت نصیب ہو۔ تو اس انسان کو اپنے آئندہ کے لئے بھی راحت کی امید کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ راحت کے بیج بو رہا ہے۔ مگر جو انسان بیج تو تشدد کے بو رہا ہے۔ کہیں انڈے توڑتا ہے۔ کہیں مرغی مارتا ہے۔ پھر بکرے بھیڑ گائے بھینس وغیرہ وغیرہ کو موت کے گھاٹ اتار کر ڈکار جاتا ہے۔ اس طرح جب انسان سمجھ کو کھو کر مکمل حیوانی خصلتیں پیدا کر لیتا ہے۔ تو ڈاکہ زنی اور بیماری پر کمر باندھتا ہے۔ بھلا یہ کام نیکی کے ہیں!۔ اگر نیکی کے ہیں۔ تو بدی کے کون سے ہیں:۔ بیج بدی کے بوئے اور امید بہشت یا جنت کی رکھے یہ دونوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باتیں متضاد ہیں۔ انسان فعل خود مختار ہے۔ خواہ کچھ کرے۔ مگر اس بات کو دھیان میں رکھے۔ کہ اگر خواہش جنت کی ہے۔ تو کام بھی جنت میں جانے کے کرے۔ ورنہ دوزخ تو دھرا رکھا ہے۔ دل میں خوشی مناتا رہے۔ مگر اس کو وہی چیز ملے گی۔ جو بوئے گا۔ شیخ سعدی نے کہا ہے۔

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو از جو

مسئلہ قربانی

ہندوؤں سے آغاز قربانی کو ہندو بلیدان کہتے ہیں۔ ہندوؤں کے چند فرقے خاص خاص دنوں پر مندروں میں بکروں کا بلیدان کرتے ہیں۔ اس بات کی کھوج کرنے سے کہ دنیا میں یہ بد رسم کس طرح رائج ہوئی۔ محققین کی رائے ہے۔ کہ اس کے بانی مبانی وام مارگی ہیں۔ سچی قربانی کی ہندو راجاؤں میں چند ایسی مثالیں بھی ہیں۔ جنہوں نے اپنے آپ کو کڑے سے کڑے امتحان کیلئے پیش کیا۔ اور اپنے اکلوتے لڑکوں تک کا بلیدان دینے تک سے بھی دریغ نہیں کیا۔ یہ تو اس قسم کے وقوعے ہیں۔ کہ ان سے دنیا کو یہ سبق ملتا ہے۔ کہ دنیا میں ایسے اشخاص بھی ہو گذرے ہیں۔ جنہوں نے اپنے اشٹ دیو کے قدموں میں عزیز ترین چیز پیش کی باوجود ایک ہی نورِ چشم رکھتے ہوئے۔ اور اس بات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے۔ کہ ان کی نسل قطع ہوتی ہے۔ اور ان کا نام دنیا سے مٹ رہا ہے۔ اس کو اپنے ہاتھ سے جام شہادت پلایا۔ آج واقعات کو ہزاروں سال گذر چکے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نگران کے نام نامی تاروں کی طرح آسمان پر چمک رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسئلہ قربانی کی ابتدا انہیں واقعات میں سے ہے۔ یہ امر چنداں بحث طلب نہیں۔ کہ مسئلہ قربانی ہندو گرنتھوں سے بائیبل میں پہنچا چونکہ ایک مشہور اور فاضل انگریز ڈاکٹر مسٹر ارتھلی صاحب نے بھی اپنی کتاب میں ثابت کیا ہے۔ کہ عیسائی مذہب کا منبع بودھ مذہب ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ بدھ مشنری اشوکا کے پیچھے اسکندریہ میں آئے تھے، ہندوؤں کے گرنتھوں میں راجہ موروھج اور راجہ سریال وغیرہ کے اکلوتے لڑکوں کے بلیدان کے ذکر ہیں۔ اس طرح سے بائیبل میں حضرت ابرہام کے اکلوتے لڑکے اضحاق کی قربانی کا ذکر ہے۔ اور قرآن شریف میں ابرہام کی جگہ حضرت ابراہیمؑ اور لڑکے کا نام اضحاق کی جگہ اسمٰعیل علیہ السلام رکھ دیا گیا ہے۔ اس طرح سے ان بلیدانوں یا قربانیوں کا منبع تو ہندو گرنتھ ہیں۔ مگر نقل دوسرے ناموں سے سب مذاہب نے کی ہے۔ مگر نقل نے اصل کی شکل کو بالکل بدل دیا ہے۔ اور اصل قربانی کا صحیح منشا فوت سا ہو گیا ہے وام مارگیوں نے اپنا مطلب سدھ کرنے کے لئے بکرے وغیرہ ذبح کرنا شروع کر دیئے۔ ان کی دیکھا دیکھی دوسرے ہندوؤں نے یہ طریقہ اختیار کیا۔ مگر یہ ہے بہت محدود۔ فی زمانہ عام طور پر ہندو اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور یہ رسم دن بدن کم ہو رہی ہے۔ اس رسم کو چھوڑنے کے لئے عیسائی مذہب نے قابل تعریف کام کیا۔ کیونکہ اس نے قربانیوں کو جاری نہیں رکھا۔ بلکہ یہ کہا کہ حضرت یسوع مسیح دنیا بھر کے گناہوں کا کفارہ لے کر شہید ہوئے تھے۔ بدیں وجہ عیسائیوں کے لئے اب مزید قربانیوں کی ضرورت نہیں رہی۔ معاملہ خواہ کچھ ہو۔ مگر اس بات میں کچھ شک و شبہ نہیں۔ کہ قربانی کے مسئلہ کا حل اس سے اچھا نہیں ہو سکتا تھا۔ سب سے زیادہ بدشکل قربانی مسلمانوں میں رائج ہے۔ انہوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نے تو اصل کی ایسی بھدی اور بری نقل کی ہے۔ جس سے لاکھوں جانور ہر سال موت کی گھاٹ اتارے جاتے ہیں۔ مسلمانوں میں دستور ہے کہ یہ لوگ اکثر بھیڑ، بکری یا دنبہ کا بچہ لے کر ایک سال تک خوب پرورش کرتے ہیں۔ اور وہ جتنا موٹا تازہ ہوتا ہے۔ زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ مطلب یہ کہ موٹے تازے ایک سالہ جانور کا گوشت بہ نسبت کمزور بوڑھے جانور کے لذیذ ہوگا۔ ملاحظہ ہو یہ خود پرستی اور خود غرضی۔ کہ جانور کی خدمت کس دغا و فریب سے کی جاتی ہے۔ بکرے کو اچھی سے اچھی خوراک دیجیئے۔ کھلا پلا کر اس کو شیر کے پنجرے کے نزدیک باندھا کیجیئے۔ اس جانور پر ہرگز ہرگز خوراک کا اثر نہ ہوگا۔ جو غذائیت خوراک اس کے جسم میں پہنچے گی۔ خطرہ و خوف سے اس کا خون کم و بیش اتنا ہی سوکھتا رہے گا اور جانور ہرگز ہرگز فربہ نہ ہوگا۔ جانور انسان کی محبت کے فریب میں آکر اس کو اپنا سچا محافظ خیال کرتا ہے۔ مگر یہ خود غرض انسان اس کو موت کے گھاٹ اتار کر اس کی محبت کا صلہ ادا کرتا ہے۔ صاحب عقل! کیا اسی کا نام انصاف ہے۔

اہل اسلام کا دعوے

اہل اسلام اپنے مذہبی اصولوں کے فطرتی ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ مگر یہ اصول تو قدرت کے قطعی منافی معلوم ہوتا ہے۔ دنیا میں الف سے لے کر ے تک سب ذی روح جینے کے متمنی ہیں۔ اس لئے جیئے دینا فطرتی ہے۔ اور مارڈالنا غیر فطرتی۔ ان بے گناہ جانوروں کو قبل از وقت اور غیر قدرتی موت مرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اور ان کی بے گناہی کو کوئی خاطر میں نہیں لاتا۔ میں اہل اسلام کے سمجھدار پیرؤوں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ ان بے زبان نیز بے گناہوں کی خاموش آواز کو سنیں۔ اور اس بدشکل اور نقلی قربانیوں کا خاتمہ کر کے اس کی اصلیت کو دنیا کے سامنے پیش

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کریں. کیا اہل اسلام دنیا میں فطرت کی ایک بھی ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں. جو قدرت نے ایک دفعہ پیدا کر کے اس کو ابدی زندگی دی ہو. اگر کسی نے کسی وقت کوئی قربانی کی بھی ہو. تو اس سے یہ نتیجہ کیوں اخذ کیا جائے. کیا قدرت کا کوئی دوسرا مسئلہ اس کے مدّمقابل موجود ہے اگر نہیں. تو یہ ہمیشہ کی نفلی قربانیاں کس طرح جائز ٹھہرائی جا سکتی ہیں. اب میں ان قربانیوں کا تفصیلاً ذکر کرتا ہوں. جنہوں نے دراصل قربانیاں دیں اور جن قربانیوں نے انسان کو راہ معرفت کا پتہ بتایا. انہوں نے اپنے آپ کی قربانی کی. اپنے نفس اور شیطانی خواہشات کی قربانی کر کے اصل اور صحیح قربانی کا نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا. جب کہ موجودہ جاری قربانیاں بے گناہوں کے خون سے بدن میں لرزہ پیدا کرتی ہیں. قاتل خود اپنے ضمیر سے سوال کرے. کہ کیا وہ مرنا چاہتا ہے. دنیا میں اگر کسی کو سب سے بڑی سزا دینی ہو. تو وہ پھانسی دینا یا قتل کرنا ہے. اگر کسی کو مارنا بھی ثواب میں داخل ہے. تو عذاب دینے والوں کے لئے سب سے بڑی سزا اور کیا باقی رہ جاتی ہے. کیونکہ زندگی کو بچانے کے لئے ہی تو انسان دنیا میں نیچ سے نیچ کام کرتے ہیں. اور زندگی کے لئے ہر تکلیف اٹھانے کو تیار رہتے ہیں. مثلاً زمانہ گذشتہ میں غلاموں کی تجارت ہوتی تھی. اور انسان جن کو غلام کہا جاتا تھا. جانوروں کی طرح فروخت ہوتے تھے. اور ان سے اس طرح کام لیا جاتا تھا. جس کا کچھ حد و حساب نہیں. تب بھی وہ مرنے پر جینے کو ترجیح دیتے تھے. قرآن شریف میں بھی ایسی آیات موجود ہیں. جن سے زندگی کا بچانا جائز اور ناجائز ہر قسم کے طریقوں سے واجب بتایا گیا ہے.

سورہ بقر ع آیت نمبر ۱۷۳.

اس نے تم پر بس مرا ہوا جانور اور خون اور سؤر کا گوشت حرام کیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ مگر جو بھوک سے بے قرار ہو جاوے۔ اس پر مذکورہ بالا چیزیں بھی حلال ہیں۔

سورہ انعام آیت نمبر ۱۲۰۔

جو چیزیں، خدا نے تم پر حرام کر دی ہیں۔ اس نے تفصیل کے ساتھ تم پر بیان کر دیں، ان میں مردہ جانور داخل نہیں ہے۔ مگر بھوک وغیرہ کی وجہ سے تم اس کے کھانے پر مجبور ہو جاؤ۔ تو وہ بھی حرام نہیں۔

لہذا جس زندگی کو بچانے کے لئے انسان رذیل سے رذیل کام کر سکتا ہے۔ اور ایسا کرنے کے لئے اس کو مذہبی آزادی بھی ہے۔ ایسی زندگی کو انسان اگر کسی سنہری اصول پر قربان کر دے۔ تو وہ واقعی بڑی بھاری قربانی ہوگی۔ جن کی چند مثالیں آگے بیان کی گئی ہیں۔

فی الحال ہم یہ صاف طور پر واضح کرتے ہیں۔ کہ کس طرح سے قربانی کا مسئلہ ہندو گرنتھوں سے غیر مذاہب نے لیا۔ اور اصل کی شکل کو کس قدر نکمی اور بھدی شکل میں تبدیل کیا۔ ہندو گرنتھوں میں راجہ شریال کی قربانی کا ذکر ہے۔ جو کہ اس طرح پر ہے۔

شریال راجہ کی کتھا

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ نارد منی ہاتھ میں بینا لئے پرماتما کے گن گاتے ہوئے۔ مہادیو کے پاس پہنچے۔ اور کہا "بھگوان" میں نے اتنے لوگ دیکھے ہیں۔ لیکن کاشی شہر کے شریال راجہ جیسا مہمان نواز شو بھگت کسی کو نہیں دیکھا۔ شنکر بھگوان نے یہ سن کر بھگت کی پریکشا لینا نشچے کیا۔ اور اپنا بدصورت اگھوری روپ بنا کر راجہ شریال کے دربار میں پہنچ کر کھانے کو مانگا۔ راجہ نے طرح طرح کے کھانے پیش کئے۔ مگر کوئی بھی مقبول نہ ہوا۔ آخر کار راجہ بہت اداس ہو کر پوچھنے لگا۔ کہ مہاراج میرے پاس جو چیز بھی مہیا ہو سکتی تھی۔ وہ میں نے پیش کی ہے۔ مگر آپ نہیں کھاتے۔ اب آپ حکم دیں۔ کہ میں کس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

طرح آپ کی بھوک کو مٹانے کی کوشش کروں۔ اگھوری مہاراج نے کہا۔ کہ ہم تو تیرے اکلوتے بیٹے کا مانس کھائیں گے۔ رانی اور تم دونوں ملکر اس کا مانس ہمارے کھانے کے لئے تیار کرو۔ اس بات کو اگر کوئی معمولی انسان سُن پاتا۔ تو اس کے حواس باختہ ہو جاتے۔ مگر راجہ شریال اور اس کی رانی نے جنہوں نے اپنا سب کچھ بھگوان شِو کے چرنوں میں ارپن کر کے یہ عہد کیا ہوا تھا۔ کہ کوئی اتھی ان کے ہاں سے بے مراد نہ لوٹے۔ اپنے مہمان کی اس گھور آگیا کو بغیر ماتھے پر بل ڈالے سنا۔ اور انہوں نے اپنے اکلوتے کمار کا گوشت اپنے مہمان کے لئے اپنے ہاتھوں سے تیار کر کے اس کے آگے رکھ دیا۔ بھگوان اشوتوش یہ سب لیلا دیکھ کر دل ہی دل میں بہت آنندت ہوئے۔ اور اپنے بھگتوں کی مہمان نوازی کی پریکشا کرتے رہے۔ جب رسوئی ان کے آگے پیش کی گئی۔ تو وہ یہ کہہ کر وہاں سے لوٹنے پر تیار ہو گئے۔ کہ جس گھر میں لڑکا نہ ہو۔ اس کا بھوجن ہم نہیں پا سکتے۔ اپنے مہمان کو اس طرح روٹھتے دیکھ کر راجہ اور رانی گھبرا گئے۔ انہوں نے سنکٹ موچن بھگوان شِو سے اس سنکٹ نوارن کے لئے پرارتھنا کی۔ وہ بدصورت اگھوری اس وقت شِو روپ میں بدل گئے۔ اور بولے۔ تم اپنے پتر کو زور سے پکارو۔ راجہ رانی نے ایسا ہی کیا۔ اور بھگت وتسل بھگوان کی اپار دیا سے ان کا مرا ہوا بیٹا پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت اور نورانی شکل لئے ہوئے ان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ کاشی شہر میں سب طرف آنند ہی آنند برسنے لگے۔ کہتے ہیں۔ کہ اسی وقت ایک نورانی بِوان اس شہر میں اترا۔ اور راجا۔ رانی اور ان کے فرزند کو لے کر کیلاش کو چلا گیا۔

بائیبل میں قربانی کا ذکر اس طرح پر ہوا ہے	عیسائیوں کی قربانی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیدائش۔ باب ۲۲)۔ ان باتوں کے بعد یوں ہوا۔ کہ خدا نے ابرہام کو آزمایا۔ اور اسے کہا۔ کہ اے ابرہام۔ وہ بولا۔ کہ دیکھ میں حاضر ہوں۔ تب اس نے کہا۔ کہ تو اپنے بیٹے ہاں اپنے اکلوتے بیٹے اصحاق کو جسے تو پیار کرتا ہے۔ لے۔ اور زمین موریاہ میں جا۔ اور اسے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤں گا۔ سوختنی قربانی کے لئے چڑھا۔ جب ابرہام نور کے تڑکے اٹھا۔ اور اپنے گدھے پر چارجامہ کسا۔ اور اپنے ساتھ دو جوان اور اپنے بیٹے اصحاق کو لیا۔ اور سوختنی قربانی کی لکڑیاں چیریں اور اٹھ کر اس جگہ جس کی بابت خدا نے اسے فرمایا تھا۔ چلا۔ تیسرے دن جب ابرہام نے اپنی آنکھ اٹھا کر اس جگہ کو دور سے دیکھا۔ تب ابرہام نے اپنے جوانوں سے کہا۔ کہ تم یہاں گدھے کے پاس رہو۔ میں اس لڑکے کے ساتھ وہاں تک جاؤں گا۔ اور سجدہ کر کے پھر تمہارے پاس آؤں گا۔ اور ابرہام نے سوختنی قربانی کی۔ لکڑیاں لے کر اپنے بیٹے اصحاق پر رکھیں۔ اور آگ اور چھری اپنے ہاتھ لی۔ اور دونوں ساتھ ساتھ چلے۔ تب اصحاق نے اپنے باپ ابرہام سے کہا۔ اے میرے باپ۔ اس نے جواب دیا۔ اے میرے بیٹے میں حاضر ہوں۔ اس نے کہا کہ دیکھ آگ اور لکڑیاں تو حاضر ہیں۔ پر سوختنی قربانی کے لئے برّہ کہاں! ابرہام نے کہا۔ کہ اے میرے بیٹے خدا آپ ہی اپنے واسطے سوختنی قربانی کے لئے برہ کی تدبیر کرے گا۔ سو وہ دونوں ساتھ ساتھ چلے۔ اور وہ اس مقام پر جس کی بابت خدا نے اسے کہا تھا۔ پہنچے۔ تب ابرہام نے وہاں ایک قربان گاہ بنائی۔ اور لکڑیاں چنیں اور اپنے بیٹے اصحاق کو باندھا۔ اور اسے قربانگاہ میں لکڑی کے اوپر دھر دیا۔ اور ابرہام نے اپنا ہاتھ بڑھا کر چھری لی۔ کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ وہیں خداوند کے فرشتے نے اسے آسمان سے پکارا۔ کہ اے ابرہام، اے ابرہام۔ وہ بولا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں حاضر ہوں۔ پھر اس نے کہا۔ کہ تو اپنا ہاتھ لڑکے پر مت بڑھا۔ اور اسے کچھ مت کر۔ کہ اب میں نے جانا۔ کہ تو خدا سے ڈرتا ہے۔ اس لئے کہ تو نے اپنے بیٹے ہاں اکلوتے بیٹے کو میرے لئے قتل کرنے سے دریغ نہ کیا۔ تب ابرہام نے اپنی آنکھیں اٹھائیں۔ اور اپنے پیچھے ایک مینڈھا دیکھا جس کے سینگ جھاڑی میں اٹکے ہیں۔ تب ابرہام نے جا کر اس مینڈھے کو لیا۔ اور اپنے بیٹے کے بدلے میں سوختنی قربانی کے لئے چڑھایا۔ اور ابرہام نے اس مقام کا نام یہواہ یری رکھا۔ چنانچہ آج تک کہا جاتا ہے کہ خداوند کے پہاڑ پر دیکھا جائے گا۔ بائیبل کے دیگر احکام قربانیوں کی نسبت۔ ۷۔۶ ۴۰ زبور۔ ذبیحہ اور ہدیہ کو تو نے نہیں چاہا۔ تو نے میرے کان کھولے۔ سوختنی قربانی اور خطا کی قربانی کا تو طالب نہیں۔

یسعیاہ نبی ۱۵۔۱۴۔ ۱۳،۱۲،۱۱،۱۰ ب ۱

اے سدوم کے حاکموں خداوند کا کلام سنو۔ اے عمورہ کے لوگو۔ ہمارے خدا کی شریعت پر کان دھرو۔ خداوند کہتا ہے۔ تمہارے ذبیحوں کی کثرت سے مجھے کیا کام ہے۔ مینڈھوں کی سوختنی قربانیوں سے اور فربہ بچھڑوں کی چربی سے سیر ہوں اور بیلوں اور بھیڑوں اور بکریوں کا لہو نہیں چاہتا ہوں۔ جب تم میرے حضور آ کر اپنے تئیں دکھلاتے ہو۔ تو کون تم سے یہ چاہتا ہے۔ کہ میری بارگاہوں کو روندو۔ اب آگے کو جھوٹے ہدیے مت لاؤ۔ لبان سے مجھے نفرت ہے۔ نئے چاند اور سبت اور عیدی جماعت سے بھی کہ میں عید اور بدینی دونوں کی برداشت نہیں کر سکتا ہوں۔ میرا جی تمہارے نئے چاندوں اور عیدوں سے بیزار ہے۔ وہ مجھ پر ایک بوجھ ہے۔ میں اس کو اٹھانے سے تھک گیا۔ جب تم اپنے ہاتھ پھیلاؤ گے۔ تو میں تم سے چشم پوشی کروں گا۔ ہاں جب تم دعا پر دعا مانگو گے۔ تو میں نہ سنوں گا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمہارے ہاتھ تو لہو سے بھرے ہیں۔

یسعیاہ نبی ب ۱ آ ۱۲ و ۱۳ لیکن دیکھ خوشی اور شادمانی ہے۔ اور گائے اور بیل کو ذبح کرتے اور بھیڑ بکری حلال کرتے اور گوشت کھاتے۔ اور مئے پیتے۔ کہ آؤ کھائیں اور پئیں۔ کیونکہ کل تو ہم مرجائیں گے۔ سو رب الافواج نے میرے کان میں کہا۔ کہ تمہاری اس بدکاری کا کفارہ تمہارے مرنے تک قبول نہ ہوگا۔ خداوند رب الافواج یہی کہتا ہے۔

متی ب ۲۳ آ ۲۷، ۲۸ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس ہے۔ کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند ہو۔ جو اوپر سے تو خوبصورت دکھائی دیتی ہیں۔ مگر اندر مردوں کی ہڈیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہوئی ہیں۔ اس طرح تم بھی ظاہر میں تو لوگوں کو راستباز دکھائی دیتے ہو۔ مگر باطن میں ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہوتے ہیں۔

القصہ عیسائیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسٰی دنیا بھر کے گناہوں کا کفارہ خود پرلے کر اور دار پر چڑھ کر شہید ہو گئے۔ اس لئے اب قربانی کی ضرورت نہیں رہی۔ انہوں نے اس مذموم رسم کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ اب قربانی نہیں کرتے۔

مسلمانوں کی قربانی اخذ از قرآن شریف

سورہ حیوانات ع ۳
آیت نمبر ۱۰۱ تا ۱۰۸

حضرت ابراہیم کے بیٹے کی قربانی کا ذکر ہے۔ جس کی تفسیر میں حسب ذیل تشریح کی گئی ہے۔

"مفسرین نے بڑی قربانی سے وہ موٹا تازہ دنبہ مراد لیا ہے۔ جو اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں جنت سے خدا نے ذبح ہونے کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لئے بھیجا تھا۔ ہمارا ذہن اس طرف منتقل ہوا تھا۔ کہ شاید بڑی قربانی سے بقر عید کی قربانی مراد ہووے۔ یہ بھی سنت ابراہیمی ہے"

افسوس کا مقام ہے۔ کہ قربانی کے متعلق قرآن کریم کے الفاظ فیصلہ کُن نہ ہونے کے باوجود پیروان دین اسلام نے ان الفاظ کی ایسی تندہی سے پیروی کی۔ کہ جس سے لاانتہا مخلوق خدا کی جانیں ہر سال ضایع ہوتی ہیں۔ مسلمان قربانی کو سنت ابراہیمی مانتے ہیں۔ اور اس کا ذکر بائیبل میں بھی آتا ہے۔ جیساکہ عیسائیوں کے عقائد متعلقہ قربانی کے بیان میں علیحدہ دیا گیا ہے۔

قربانی کے حالات بائیبل اور قرآن شریف دونوں میں مختلف ہیں۔ بائیبل میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ جب ابراہیم نے اپنے بیٹے اصحاق کو چھوڑ دیا۔ تو اپنے پیچھے ایک مینڈھا دیکھا۔ جس کے سینگ جھاڑی میں اٹکے تھے۔ اور قرآن شریف کے مفسرین کہتے ہیں۔ کہ قربان ہونے والے اسمٰعیل علیہ السلام تھے۔ اور خدا نے موٹا تازہ دنبہ جنت سے قربان ہونے کے لئے بھیجا تھا۔

صرف یہی بائیبل اور قرآن شریف کے بیانات کا اختلاف ہی نہیں۔ جو اس مسئلہ کے متعلق ایک محقق کے دل میں شبہ پیدا کرتا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ بھی کہ جنت میں جاندار دائمی زندگی رکھتے ہیں دنبہ کی کہانی کو مان لینے میں اڑچن پیدا کرتا ہے۔ اگر خداوند کریم نے اس دنبہ کو بہشت سے قربان کئے جانے کے لئے بھیجا تھا۔ تو یقیناً جنتی زندگی دائمی نہیں قرار دی جا سکتی۔ لہذا یا تو دائمی بہشتی زندگی والا عقیدہ غلط ٹھہرتا ہے۔ یا وہ دنبہ جنت سے نہیں بھیجا گیا تھا۔ اور قربانی کے متعلق قرآن شریف کی تفسیر کو ہی غلط سمجھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ کہ جس لڑکے کی حضرت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ابراہیم قربانی دینے کو تیار ہوئے تھے۔ وہ ان کا اکلوتا لڑکا تھا۔ اس سے یہ کہنے کی گنجائش بھی نہیں رہ جاتی۔ کہ ممکن ہے۔ کہ اسحاق اور اسمٰعیل دو بھائی ہوں۔ جن میں سے ایک کا ذکر بائیبل میں آگیا۔ اور دوسرے کا قرآن شریف میں۔ یہ امر بھی اس قصے کی صحت کی متعلق شک پیدا کرتا ہے۔

سچائی کے شیدائیوں کے لئے قربانی کا اصلی مفہوم انسان کو کڑی آزمائش میں ڈالنا ہی معلوم دیتا ہے۔ جیسے کہ ابراہیم کو اپنے لڑکے اسحاق کی قربانی کی کڑی آزمائش میں ڈالا گیا۔ مگر پیروان اسلام کے نزدیک۔ تو اپنے آپ کو آزمائش میں ڈالنے کی جگہ ایسے ازحد مفید جانوروں کو جن کی ہستی اور انسانی زندگی گویا لازم و ملزوم ہیں۔ اپنی لذات نفسانی کی سیری کے لئے قتل عام کرنا ہی قربانی کا مفہوم سمجھا گیا ہے۔ اور اس پر بھی طرہ یہ کہ اس قتل عام کو ایک خوشی کے تہوار کا جزو اعظم بنایا گیا ہے۔ اور بہشت میں داخل ہونے کا ایک ذریعہ۔

سچ ہے "کسی کی جان گئی۔ آپ کی ادا ٹھہری"

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان بے قصور جانداروں کو بہشت کے دروازے کی میگنٹ[1] لائن کی قسم کی کوئی لائن تصور کر لیا گیا ہے۔ اور اس میگنٹ لائن کو توڑنے کا یہی طریقہ سمجھا گیا ہے۔ کہ ان بے زبانوں کا خون بہایا جائے چنانچہ وہ اپنے مذہب کے آغاز سے اس وقت تک لاانتہا بے گناہ جانوروں کے خون بہا چکے ہیں۔ مگر باوجود اتنے لاانتہا تاوان کے ابھی تک یہ میگنٹ لائن پورے طور پر تو ٹوٹی نہیں۔ ہاں کچھ کمزور ہو گئی ہے۔ اس کے کلہم ٹوٹنے کا بھی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ کہ اسلام ایک تبلیغی مذہب ہے اگر خداوند کریم ان پر رحمت نازل کریں۔ اور ہندوستان کی کل آبادی کو ہی آغوش اسلام میں لانے کی استطاعت بخش دیں۔ تو بلا کسی قسم کی خاص

[1] میگنٹ لائن سے وہ لائن مراد ہے۔ جو فرانس اور جرمنی کی سرحد پر جرمنی سے بچاؤ کے لئے فرانس نے تیار کی تھی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کوشش کے یہ تمام جانور جن کی تفصیل آگے کتاب میں دی گئی ہے، مگر اس میزان میں خچر ہیں (١٣٤٨٢) گدھے (٥٤٨٠٦٢٦) اونٹ (٤٩٥٢١٣) شامل نہیں۔ ان کو شامل کر کے کل میزان (٣١٢٦٩٨٠١٧) ہوتی ہے۔ یہ بہت جلدی ختم ہو جاویں گے۔ ہندوستان میں سب سے بڑے شہرات میں ذبح کئے جانے والے جانوروں کی تعداد بلحاظ آبادی اوسطاً فی کس ایک جانور ہوتی ہے۔ سنہ ١٩٤١ء میں ہونے والی مردم شماری میں ہندوستانی انسانی آبادی ۴٠ کروڑ امید کی جاتی ہے۔ چونکہ جانوروں کی تعداد محض ۳۱/۴ کے قریب ہو گی۔ یہ ایک سال سے کم عرصہ میں چوپٹ کے کام آجائیں گے۔ بس پھر قصہ ہی ختم ہو جاوے گا۔ اور ہندوستان کے کل باشندوں کو جو مسلمان ہو چکے ہوں گے۔ خداوند کریم کو سوائے بہشت میں بھیجنے کے اور کوئی چارہ نہ رہے گا۔ کیونکہ دنیوی سرگرمیاں تو ویسے ہی ختم ہو جائیں گی۔ نہ ہل چلانے کے لئے بیل رہیں گے۔ نہ دودھ دینے کو گائیں بھینسیں، بکریاں۔ محض اللہ ہی اللہ کا نام باقی رہ جائے گا۔ میں باادب مسلمانوں کے سمجھدار طبقہ سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ محض لاہور، امرتسر، دہلی، کلکتہ یا بمبئی کسی ایک شہر کی آبادی اور وہاں کے بوچڑ خانہ کے قتلوں کے اعداد و شمار سے کر انسانی آبادی کے تناسب سے معلوم کریں۔ کہ میری تحریر صداقت پر مبنی ہے یا محض ایک ڈھکوسلہ ہے۔ اور پھر وہ ان واقعات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی مہربانی کریں۔ زمانہ حال کا قتل عام محض جہالت پر ہی نہیں۔ بلکہ میرے پاس کوئی لفظ نہیں۔ جس کو میں لکھ سکوں۔ ایسی بیہودگی جو انسانی عقل سے کوسوں دور درندوں کی خصلت سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی جانے والی ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ اگر خداوند کریم ان جانوروں کا جانی دشمن ہے۔ اور ان کی نسل کو قطع کرنا چاہتا ہے۔ تو کیا اس میں یہ طاقت نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ ایک لمحہ میں ان سب کو فنا کر دے۔ ظالم بے سمجھ لوگ اس پاک اور رحیم ہستی کو اپنی لاعلمی اور جہالت سے بدنام کر رہے ہیں۔

ہندوؤں کے دیوی دیوتاؤں کی بھینٹ

اب میں ہندوؤں کے مندروں میں بکرے وغیرہ جھٹکانے کی واقفیت لوگوں کو دلانا ازبس ضروری خیال کرتا ہوں۔ جس کی بابت میرے ایک مسلمان دوست نے میری توجہ دلائی تھی کہ کلکتہ میں کالی دیوی کے مندر پر اور جوالا مکھی کے مندروں میں بکرے کاٹے جاتے ہیں۔ نیز شملہ کے کسی مندر میں دیوی پر جھوٹے کا بلیدان دیا جاتا ہے۔ اور کالو پہاڑ کی جانب جھوٹے کو دریا بُرد کیا جاتا ہے۔ اور گڑھوال کے علاقہ میں بھی جھوٹے کو کئی زخم لگا کر بری طرح گھائل کر کے مارا جاتا ہے۔ یہ سب باتیں سچ ہیں۔ قربانی کے نام پر جانوروں کو ایذا پہنچانا جاہل طبقہ کا کام ہے۔ اگر ان آدمیوں سے جو قربانی کے لئے جانوروں کو مارتے ہیں۔ پوچھا جائے۔ کہ دیوی دیوتا کے کیا معنے ہیں۔ تو وہ قطعاً نہیں بتا سکیں گے وہ تو لکیر کے فقیر ہیں۔ جو کام باپ نے کیا۔ بیٹا اس کی پیروی کرتا رہا۔ مگر مذہب اسلام نے تو اس رسم۔ کو...... بنا کر چوٹی تک پہنچا دیا۔ اگر فرض کر لیں۔ کہ ہندوستان کے پچاس مندروں میں قربانیاں ہوتی ہیں۔ اور اوسطاً ہر ایک مندر میں پچاس بکرے مارے جاتے ہیں۔ تو سال بھر میں ۲۵۰۰ بکرے مارے گئے اور اگر ایک صد بکرے فی مندر شمار کئے جاویں۔ تو پانچ ہزار ہوئے۔ مگر اہلِ اسلام کو اوّل تو فی کس ایک قربانی کرنی چاہیئے۔ ورنہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سات آدمی ملکر ایک بڑے جانور کی قربانی کریں۔ اس طرح سے ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں کو آٹھ کروڑ جانور چاہئیں بیزبانوں کا قتل عام خواہ وہ دیوتاؤں کے نذر کئے جاویں۔ یا توحید پرستوں کی قربانگاہ پر ذبح کئے جاویں۔ کسی طرح بھی جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اپنی زبان کے چٹخارے کے لئے اور اپنے پیٹوں کو بھرنے کے لئے بے گناہ بے زبان اور نہتے جانوروں کو موت کے گھاٹ اتار کر دیوی دیوتا یا خدائے پاک کو کہ جو دنیا بھر کی متبرک کتابوں کے مطابق بے جان اور جاندار سب کے خالق اور محافظ ہیں۔ خوش کرنے کی توقع رکھنا نہ صرف انسانی خود غرضی ہے بلکہ ایک خوفناک اندھ وشواس ہے۔ کہ جس کا نتیجہ دنیا کے لئے سوائے روحانی، اخلاقی اور اقتصادی تباہی کے اور کچھ نہیں ہوسکتا اور غضب یہ کہ یہ سب کچھ دھرم اور ایمان کے نام پر ہو رہا ہے۔ ہی کی آڑ میں بیٹھ کر شکار کھیل کر مذہب کو بدنام کرنے والو! آپ کی یہ خواہش کہ اس جہان میں تو بے زبانوں کو قتل کرکے اپنا پیٹ بھرو۔ اور دوسرے جہان میں بہشت کے امیدوار بنو۔ محض خام خیالیاں ہیں۔ یقین رکھو۔ کہ دوسرے جہان کے بہشت اور دوزخ کو تو کسی نے دیکھا نہیں۔ ہاں آپ کے یہ .... فعل اس جہان کو ضرور دوزخ بنا رہے ہیں۔ اور آئے دن ان بے رحمیوں کی وجہ سے دنیا کی مصیبتوں اور آفتوں میں تشویشناک اضافہ ہو رہا ہے ....

....

....

نمبر ۲۔ محرم سے وابستہ دلدوز نظارہ جو ہر سال خلقِ خدا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے سامنے پیش کر کے انسانی بے رحمی اور نفس پرستی کے شرمناک انجام کی یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ متواتر کئی یوم تک ڈھول پٹوا کر نظم اور نثر میں رو رو کر واویلا مچایا جاتا ہے۔ کاش کہ یہی جذبات بے زبانوں کی بھی مدد کر سکتے۔ میں مسلمانوں کے سمجھدار طبقہ سے با ادب اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ کون سی لغات ہے۔ جس میں ظلم کے معنے انسانوں اور حیوانوں کے لئے الگ الگ دیئے گئے ہیں۔ تمام جانداروں کے جسموں کو سکھ اور دکھ مساوی ہوتا ہے۔ محض اپنے دکھ کو دکھ سمجھ کر واویلا مچانا۔ دوسروں کی تکلیف پر خوشی منانا کہاں کا انصاف ہے۔ بزرگی کی کسوٹی سمجھ ہے۔ اور سمجھ قربانی کی تشریح سے بے زار ہے۔ ملاحظہ ہو قرآن شریف کی آیت

سورہ الحدید ۵۷ آیت نمبر ا

اور جو مخلوقات آسمانوں اور زمین میں ہے۔ سب ہی تو اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔

ہندو قربانیوں میں کمی

ہندوؤں کی اس رسم بد کی بابت تو یہ بات ہے۔ کہ میں نے اس کتاب میں کئی ہندو عالموں کے مضامین درج کئے ہیں۔ جنہوں نے ایسے اتیاچاروں پر آوازیں اٹھائیں ہیں۔ اور لوگوں سے اپیلیں کی ہیں۔ اور اپنے خیالات تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ پبلک تک پہنچائے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر بہت سے مندروں میں قربانیاں بالکل بند ہو گئی ہیں۔ اور شملہ کے پہاڑی علاقہ میں جہاں برہمنوں، راجپوتوں اور کینتوں وغیرہ کی شادیوں میں بکرے جھٹکائے جاتے تھے۔ اب قطعی بند ہو گئے ہیں۔ اور جن مندروں میں کچھ جانور مارے بھی جاتے ہیں۔ وہاں زور شور سے تحریکیں جاری ہیں۔ کہ ان ظلموں کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا جاوے۔ جو لوگ اخبار پڑھتے ہیں۔ ان پر یہ باتیں صاف عیاں ہیں۔ اس کتاب میں محض ہندوؤں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے نہیں۔ بلکہ غیر ملکی مثلاً برطانیہ کلاں، فرانس امریکہ اور روس وغیرہ ممالک کے ڈاکٹروں کی کتابوں کے حوالہ جات بھی دیئے گئے ہیں۔ جنہوں نے گوشت خوری کی سختی سے تردید کی ہے۔ مگر دنیا کے دیگر ڈیڑھ پونے دو ارب انسانوں کی آبادی ہیں اور مسلمانوں کی بیس اکیس[۲۱] کروڑ نفوس کی آبادی ہیں یہ فرق ضرور ہے۔ کہ کم از کم میری نظر سے ایک بھی مسلمان ڈاکٹر یا کسی عالم فاضل کی تصنیف نہیں گزری۔ جس نے گوشت خوری کی تردید کی ہو۔ یہ وجہ بڑے بھاری تعصب کی معلوم پڑتی ہے۔ ایسے متعصب مولویوں کی تحریریں تو موجود ہیں۔ کہ جن کے اگر اپنے جسم پر ایک بھی زخم لگ جائے۔ تو وہ رو رو کر اور چلا چلا کر زمین سر پر اٹھالیں گے۔ اور ڈاکٹر کو علاج کے لئے بے چین کر دیں گے۔ مگر کسی بھلے آدمی کو یہ ہمت نہیں پڑتی۔ کہ وہ پبلک کے سامنے گوشت خوری کی تردید پر ایک لفظ بھی زبان سے نکال سکے۔ تصنیف کرنا تو دور کی بات ہے۔

انسان اپنی زبان کی لذت اور پیٹ بھرنے کے لئے تو یہ پاپ کرتے ہیں۔ اور الزام خدا پر لگاتے ہیں۔ اور ایک نہیں۔ بلکہ دو جرموں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایک تو دوسروں کی جان لینا۔ دوسرے خدا پر الزام لگانا۔ سرو شکتیمان پرماتما کے لئے سب جاندار برابر ہیں۔ جب خدا کو کوئی سزا دینی ہوتی ہے۔ تو محض جانوروں کو نہیں۔ بلکہ انسانوں کو بھی اس کے غیض و غضب کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ ذرا قدرت کے کھیلوں کو دیکھیں کہ جس نے ایک دو منٹ کے اندر ہی اندر کیا سے کیا کر دیا۔ ماہ اپریل ۱۹۰۵ء میں ضلع کانگڑہ میں بھونچال آیا۔ اور بیس ہزار انسان اور ہزاروں جانور دب کر زندہ درگور ہو گئے۔ صوبہ بہار و منگھیہ میں بھونچال آیا۔ ہزاروں انسان و حیوان موت کا شکار ہو گئے۔ کوئٹہ میں بھونچال آیا۔ وہاں بھی ہزاروں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جانداروں کا یہی حال ہوا۔ ۱۹۳۲ء میں صوبہ یو۔پی میں سخت بارشوں سے دریائے گنگا میں طغیانی آئی۔ اور ہزاروں انسان وحیوان درند وچرند سب پانی کی بھینٹ ہو گئے۔ انسان فعل کرنے میں خود مختار ہے۔ اگر اسے پاپ ہی کرنا ہے۔ تو خدا پر الزام لگا کر وہ پاپ کا مرتکب کیوں بنتا ہے۔ کھائے پیئے اور مزے کرے۔ اور اس بات کو دھیان میں نہ رکھے۔ شیخ سعدی نے کہا ہے۔

ہر آنکہ در جہاں تخم بدی کشت وچشم نیکی داشت
دماغ بیہودہ پخت وامید باطل بست

یعنی جس کسی نے دنیا میں بدی کا بیج بویا۔ اور امید نیکی کی رکھی۔ اس نے دماغ بے ہودہ پکایا۔ اور امید جھوٹی باندھی۔

اب میں چند اشخاص کی مثالیں دیتا ہوں۔ جنہوں نے حقیقی معنوں میں قربانیاں کیں۔ اور جن کے نام دنیا میں سورج کی طرح روشن ہیں اور رہیں گے۔ نیز جو قربانی کے شائقین کے لئے قابل رشک ہیں۔

بھیشم پتامہ جی کا اصلی نام دیوبرت تھا

بھیشم پتامہ جی جن کا اصلی نام دیوبرت تھا۔ شانتنو نامی ہستناپور کے راجہ کے بیٹے تھے۔ انہوں نے پانچ برس کی عمر میں پرسرام نامی ایک باکمال استاد کی نیز اپنی ماتا کی نگرانی میں تعلیم پائی پرلے درجے کے عالم بنے۔ اور فنون جنگ میں کمال مہارت حاصل کی اوائل عمر میں بھیشم پتامہ کی پیاری والدہ سورگ سدھار گئیں۔ اور انکے پتا راجہ صاحب غمگین رہنے لگے۔ ایک دفعہ راجہ صاحب کی نظر ایک ملاح کی لڑکی پر پڑی۔ اور وہ اس پر عاشق ہو گئے۔ راجہ صاحب ملاح کے گھر گئے۔ اور اس سے کہا۔ کہ اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کر دو۔ ملاح نے راجہ کے سامنے یہ شرط پیش کی۔ کہ اس لڑکی کے لطن سے جو اولاد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیدا ہوگی۔ وہ تخت و تاج کی وارث ہوگی۔ راجہ نے اس وقت تو یہ شرط نہ مانی۔ مگر اس غم میں غمگین رہنے لگے۔ آخر دیوبرت نے اپنے پتا جی کے غمگین رہنے کا پتہ لگایا۔ اور ملاح کے پاس خود گئے۔ ملاح نے وہی شرط پھر دوبارہ دہرائی۔ دیوبرت جی نے کہا۔ کہ میں تخت و تاج سے دست برداری کی پرتگیا کرتا ہوں۔ ملاح نے کہا۔ اگر آپ تخت پر نہ بھی بیٹھو گے۔ تو بھی آپ کی اولاد تخت کی وارث ہوگی۔ اس وقت شہزادے نے ایک اور پرتگیا کی۔ اپنے پتا کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اپنے زندگی بھر کے آرام و سکھ کو لات ماردی۔ اور دنیا میں سب تمناؤں میں سے پیاری تمنا یعنی اولاد کی خواہش کو تیاگ دیا۔ یہ ایک قربانی تھی۔ جس کو حقیقی طور پر قربانی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اور اس پرتگیا کے پرتاپ سے ہی ان کا نام بھیشم پڑ گیا۔ کیونکہ وہ پرتگیا ایک عظیم پرتگیا تھی۔ اونہوں نے اقرار کیا۔ کہ وہ تازیست نہ شادی کرائیں گے۔ اور نہ ہی ان کے اولاد ہوگی۔ چنانچہ اپنے پتا جی کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے بھیشم جی تمام عمر مجرد رہے۔ اور تخت و تاج اپنی دہرم کی ماتا کی اولاد کے لئے چھوڑ دیا۔

گورو گوبند سنگھ جی کی قربانی

شری گورو گوبند سنگھ جی کی عدیم المثال قربانی جب تک دنیا قایم ہے۔ قابل تقلید رہے گی۔ دہرم کی رکھشا کے لئے وہ خود قربان ہو گئے۔ اور اپنے پتا جی کو قربان کروا دیا۔ ان کے چار شہزادوں میں سے دو لڑائی میں شہید ہوئے۔ اور دوسرے دو دیوار میں چن کر شہید کر دیئے گئے۔ گورو صاحب کی والدہ صاحبہ شہزادوں کا غم برداشت نہ کر سکیں۔ اور چھت سے گر کر سورگ سدھار گئیں۔ تین پشتیں گویا مکمل طور پر قربان ہو گئیں۔ قربانی ہر شخص سے نہیں بن پڑتی۔ اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی پروہی چڑھ سکتے ہیں۔ جو سمجھدار ہوں۔ شہزور ہوں۔ عالم ہوں۔ صاحب دولت ہوں۔ خوف خدا دل میں رکھتے ہوں۔ نفس پرور نہ ہوں۔ بلکہ نفس کش ہوں۔ دنیا میں نیکی پھیلائے آئے ہوں۔ نفس کے غلام بے سمجھ لوگ جانوروں کے مارنے کو قربانی کہتے ہیں۔ اور اس پر طرہ یہ کہ اسے ثواب خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی اپنی متبرک کتابیں جانوروں کی قربانی کے خلاف اپدیش کرتی ہیں۔ ایسی بد رسم کو بند کرنے کے لئے ان کے عقلمند ہم مذہبوں کا فرض ہے۔ کہ قربانی کے صحیح معنوں کو سمجھیں اور اپنے کم عقل بھائیوں کو سمجھائیں۔ اگر قتل کرنا ثواب ہے۔ تو عذاب کس کے حصہ میں آئے گا۔ ہر ایک ذی روح جینے کا خواہشمند ہے۔ قاتل خود اپنی ضمیر سے سوال کرے۔ کہ کیا وہ مرنا چاہتا ہے۔ مارنے والے میں اگر یہ توفیق نہیں۔ کہ وہ زندگی عطا کر سکے۔ تو کیا اس کا اس فعل کے متعلق یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ اس کا ارتکاب کر کے وہ اپنے مقررہ حقوق سے تجاوز کرتا ہے۔ اور قدرت کے کام میں دخل انداز ہوتا ہے قانون قدرت کے مخالف کام کرنے کا نتیجہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہر ایسا کرنے والے کو اپنے فعل مذموم کے بد نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ قرآن شریف بھی یہی کہتا ہے۔ کہ جب مارنے اور جلانے کا کام اس مالک ارض و سما نے اپنے ہاتھ میں رکھا تھا۔ تو ہم اس کے کارناموں میں دخل انداز ہونے والے کون ہوتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گوشت خوری کے حق میں ایک مولوی صاحب کے دلائل اور اُن کا رد

میں نے ایک رسالہ مصنفہ مولوی اللہ دین صاحب واعظ لدھیانوی جو انہوں نے قدامت قربانی کے نام سے سمت ۱۹۰۷ یا سمت ۱۹۲۵ میں تصنیف کیا، پڑھا۔ انہوں نے ایڑی سے چوٹی تک زور آزمائی کر کے قدامت قربانی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں اس کا حسب ذیل جواب دیتا ہوں:-

نمبر ۱- انہوں نے رسالہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے نام سے شروع کیا ہے۔

نمبر ۱- ذرا وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنوں کی تشریح بتائیں۔ اور اگر اس کے معنے بے رحمی ظلم اور قہر کے ہیں۔ تو مہربانی فرما کر بے رحمی، ظلم اور قہر کے معنوں کی تشریح بھی ساتھ ہی ساتھ کر دیں۔

سوال نمبر ۲- وہ فرماتے ہیں۔ کہ تو شیر خوار بچوں کو ماؤں کی گود سے نکال کر زمین پر سلاتا ہے۔ اور والدین کو بچوں کی سرپرستی سے موت دے کر خاک

جواب نمبر ۲- اگر مولوی صاحب مسئلہ تناسخ کے قائل ہوتے۔ تو تمام شکوک رفع ہو جاتے۔ قلب میں شانتی ہوتی۔ اور خدا کے ظلم کا خیال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں ملاتا ہے۔ مگر تیرا یہ فعل ظلم میں داخل نہیں۔

سوال نمبر ۳۔ تیرے قانون قدرت میں گوشت خوری کا جواز ہم اپنی آنکھوں سے رات دن مشاہدہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ کہ تیرے پیدا کئے ہوئے شیر اور چیتے، باز یا بھیڑیا وغیرہ وغیرہ جاندار تیرا دیا ہوا۔ تازہ بتازہ گوشت ہی کھاتے ہیں۔ اے ہمارے مالک و خود مختار پروردگار تیرے قانون فعلی یعنی تیری پیدا کی ہوئی سرشٹی میں گوشت خوری کا جواز ثابت ہے۔

دل سے کافر ہو جاتا۔

جواب نمبر ۳۔ مولوی صاحب نے گوشت خور یا خونخوار جانور کی سرشت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، کہ قدرت نے ایسے جاندار پیدا کئے ہیں۔ تو انسان ان کی پیروی کرنے میں حق بجانب کیوں نہیں۔ دنیا کے تمام مذاہب نے انسان کو شرافت اور رواداری کا سبق سکھایا ہے۔ یعنی جس چیز کے لئے وہ ایشور سے اپنے لئے دعا گو ہوتا ہے۔ سب ذی روحوں کے لئے ایسی ہی نیت رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ اور ہر ایک مذہب اپنے پیرو کو اس پر عمل کرنے کا اپدیش دینے میں فخر سمجھتا ہے۔ کیا قدرت نے ان خون خوار جانوروں کو اپدیش دینے کے لئے کوئی ایسا ذریعہ مقرر کیا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس ان کی شکل ان کے دانت، ان کے پنجے اور ان کے جسم کی اندرونی مشینری ایسی بنائی ہے۔ جو اس کام کے لئے بالکل موزوں ہے۔ اولاً جو ذی روح ان کی حد استطاعت کے اندر ان کے قبضے میں پھنستا ہے۔ فوراً بے ہوش ہو جاتا ہے ایسی حالت میں ان کو کسی طرح سے نوچا اجاڑا یا کھایا جائے۔ تو اس کو تکلیف نہیں ہوتی انسانو پر کلوروفارم کی حالت میں بڑے سے بڑے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیٹ کی انتڑیوں اور مغز وغیرہ کے خطرناک اپریشن کئے جاتے ہیں۔ یہ سب کلورافارم کی حالت میں ہوتے ہیں۔ خونخوار جانوروں میں قدرت نے یہ صفت رکھی ہے۔ انسانوں کے قبضے میں مویشیوں بکریوں، بھیڑوں وغیرہ کے ریوڑ رہتے ہیں۔ کیا مولوی صاحب یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ جانور انسان کے قبضہ میں انسان کو دشمن اور اپنا قاتل سمجھ کر رہتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ وہ انسانوں کو اپنا محافظ سمجھ کر اس کا حکم مانتے ہیں۔ اگر مولوی صاحب کو اس بات سے انکار ہو۔ تو وہ بھیڑیا وغیرہ کسی جانور کو ایسے جانوروں کے ریوڑ میں چھوڑ کر دیکھیں کہ سب جانور بھاگ جائیں گے۔ اگر مولوی صاحب میں ہمت ہو۔ تو وہ شیر کے پنجرے میں گھس کر دیکھیں۔ کہ ان کے ہوش و حواس قائم رہتے ہیں یا غشی طاری ہو جاتی ہے۔

علاوہ ازیں انسان کو قدرت نے ایسی عقل اور ہاتھ پاؤں عطا کئے ہیں۔ جن سے اس نے توپ، بندوق، تلوار، برچھی طرح طرح کے اسلحہ بنا کر خشکی، تری اور ہوا میں کہیں بھی جانداروں کو اُن سے بچنے کا موقع نہیں چھوڑا۔ مولوی صاحب ذرا دماغ اور عقل سے کام لیں۔ کہ اگر ان درندوں کی دنیا میں اتنی ہی افراط ہوتی۔ جیسے کہ دنیا میں انسانوں کی آبادی ہے۔ تو درندوں کے غول

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے غول گوشت کی تلاش میں گھومتے۔ اور ان کو بھی قدرت ایسے ہی اسلحہ کا بنانا اور استعمال کرنا سکھا دیتی۔ تو مولوی صاحب کا وجود کہاں ہوتا۔ موجودہ دنیا کی ہستی نیستی میں تبدیل ہو جاتی۔ انسان، حیوان، چرند، پرند کچھ بھی نہ ہوتا۔ محض درندے ہی درندے ہوتے حقیقت میں گوشت خوروں کا مغز خوراک کی نسبت مردہ ہو چکا ہے۔ ان کو سوتے جاگتے خواب میں بھی مردار ہی مردار نظر آتے ہیں۔ ایشور سے یہی پرارتھنا ہے۔ کہ اے ایشور اگر تو نے ایسے انسانوں کو پیدا کر ہی دیا ہے تو ان کو عقل سلیم عطا کر۔ تاکہ وہ سمجھ سے کام لے کر راہ راست اختیار کریں۔

سوال نمبر ۱۴۔ خداوندا جب تیرے فعل سے اور تیری منشا سے تیری پیدا کی ہوئی سرشٹی میں تیرا ہی قانون گوشت خوری کا شاہد ہے۔ تو تیرے قانونی کلام میں جو بندوں کی ہدایت کے واسطے تیری طرف سے تیرے نبیوں پر نازل ہوا ہے۔ اس میں گوشت خوری کا حکم صادر ہو۔ تو اس کا انکار سوائے

جواب نمبر ۱۴۔ جن کتابوں کو آپ آسمانی کا نام دیتے ہیں۔ وہ سب ویدوں کے بعد کی ہیں ایک کا سمبندھ دوسرے سے ملتا ہے جیسے ویدوں سے بدھ مذہب کا، بدھ سے عیسائیت اور پھر قرآن شریف بائیبل سے ملتا جلتا ہے۔ ویدوں میں گوشت خوری کی اجازت نہیں۔ ویدوں کے ظہور کے بعد کی جو کتب یا پوتھیاں تصنیف ہوئیں۔ اگر ان کی تعلیم ویدوں کے خلاف ہے۔ تو ایسی کتب اصل کے مقابلے میں غلط اور گمراہ کن کہلائیں گی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیوقوف اور خدا کی قدرت کے منکر کے اور کون کرسکتا ہے! اور یہ امر ظاہر ہے۔ کہ خداوند تیرا قول تیرے فعل کے مطابق و موافق ہونا ازحد ضروری ہے۔ اور جو کلام یا کتاب یا پوتھی تیری طرف منسوب ہو۔ اور تیرے قانون قدرت کے خلاف بندگان خدا کو تعلیم دے، وہ کتاب یا پوتھی تیری طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تیرے قول و فعل میں مغائرت کا ہونا غیر ممکن ہے۔ خداوند تیری سرشٹی میں گوشت خوری کا سلسلہ قدیم سے تیرا ہی جاری کیا ہوا قانون تیرے پیدا کئے ہوئے جانوروں کی سرشت خود بخود ظاہر کر رہی ہے۔

سوال نمبر ۵۔ رسالہ صفحہ ۴ و ۵ و ۶ انسانی قربانیاں اور جگن ناتھ کے پہیوں کے نیچے دب کر مر جانا۔ اور کانشی میں کروت (آرے) سے کٹ جانا اور جل پرواہ یعنی گنگا میں ڈوب کر مر جانا۔ اور خاوند کے ساتھ

حضرت یسوع مسیح کے صلیب پا جانے کے بعد جو قربانیاں ان ممالک میں رائج بھی تھیں۔ وہ یک قلم موقوف کردی گئی۔ مولوی صاحب قانون قدرت کو گوشت خوری کے جواز میں پیش کرتے ہیں۔ کیا گوشت خور جانوروں میں بھی حرام اور حلال کے مسئلہ کی تمیز ہے۔ درندوں کے لئے خواہ وہ جانوروں کو مار کر کھائیں۔ یا مردار کو۔ خون، ہڈی، پسلی سب کھا جاتے ہیں۔ ان کو پیٹ بھرنے سے غرض ہے۔ حرام اور حلال کی پہچان نہیں جو گوشت خوری کو ناجائز ٹھہراتی ہے۔ گویا قدرت نے اصلی گوشت خوروں کے لئے سب مانس حلال رکھے ہیں +

جواب نمبر ۵۔ پچھلی صدی میں جس شکل میں یہ دنیا کے سامنے پیش تھیں۔ یا جیسا کہ مولوی صاحب نے ان کو سمجھا ہے۔ وہ تو ویدک تعلیم کے خلاف ہیں۔ کسی اعلے سے اعلے تعلیم کی یا نیک اصول کی انسان اپنی خود غرضیوں کا شکار ہو کر شکل بگاڑ دے۔ تو اس کی ذمہ داری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عورت کا ستی ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔

اس تعلیم پر یا اس اصول پر یا اس کے مروج کرنے والوں پر عاید نہیں ہوتی۔ خرابی کی جڑھ تو انسان کی خود غرضی ہے۔ اور اس کی شیطانی طبیعت ہے۔ اول تو ایسی باتیں اکی دکی کہیں ہوتی تھیں اگر سطحی نظر سے دیکھا جائے۔ تو اگر کوئی اپنی قربانی دے کر دوسروں کو عزت اور اخلاق درست رکھنے کا راستہ تبلائے۔ تو اس میں اور ظلم اور قہر میں جو آج مولانا صاحب کے ہم مذہبوں نے کر رکھا ہے۔ زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اب قرآن شریف کی آیت ملاحظہ فرمایئے

سورہ مائدہ ۵ رکوع ۶ آیت نمبر ۳۸

مسلمان مرد چوری کرے یا عورت چوری کرے تب اس کرتوت کے عوض ان کے داہنے ہاتھ کاٹ ڈالو۔

بغداد وغیرہ اسلامی ممالک میں یہ سزائیں دی جاتی رہی ہیں۔ آج ایسی سزاؤں کو وحشیانہ سمجھا جاتا ہے۔ اور نہ اب مسلمانوں کا اقتدار باقی ہے۔ کہ اپنی شریعت کو رائج کریں۔ لہٰذا آج کل یہ سزائیں بند ہیں۔

ایک اخلاق مجسم پتی ورتا عورت اپنے خاوند کے بیوگ میں خاوند کی موت کے بعد اس کے ساتھ جل مرتی تھی۔ مگر اس کے خلاف ایک بداخلاق عورت دھرم سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تپت خاوند کو زہر دے کر مار ڈالتی ہے۔ یا خاوند عورت کو مار ڈالتا ہے۔ ناظرین خود فیصلہ کریں کہ دونوں میں کون بہتر ہے۔

علاوہ ازیں مسلمانوں کے ہاتھ سے جانوروں کے قتل عام نے جو تباہی مچا رکھی ہے۔ سو دو سو نہیں۔ بلکہ ہزاروں لاکھوں جانور یومیہ ان کے ہاتھوں سے قتل ہوتے ہیں۔ اس قتل عام کو دیکھتے ہوئے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ ایشور پرماتما سے پرارتھنا ہے۔ کہ کاش وہ اس دوزخی راستہ کو چھوڑ کر راہ راست اختیار کریں

سوال نمبر ۶۔ رسالہ صفحہ ۲ مولوی صاحب شیر چیتا بھیڑیا وغیرہ گوشت خور جانوروں کی مثال دیتے

جواب نمبر ۶۔ مولوی صاحب نے خوب مثال اچھی پیش کی ہے۔ گوشت اور گھاس خوروں میں سب سے پہلے گیدڑ کا نام پیش کیا ہے۔ گیدڑ کی بہادری تو عالم میں مشہور ہے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے۔ کہ کیسا

نوٹ:۔ پتی ورت دھرم یا ستی دھرم کو پالن کرنے والی عورتوں کے ستی ہونے کی مثال گاہ گاہ عمل میں آتی تھی۔ کیونکہ عورتوں کا ستی ہونا ہندوؤں کے انہی فرقوں میں عمل میں آتا تھا۔ جن فرقوں میں عورتوں کی دوبارہ شادی جائز نہیں۔ وہ بھی شاذ و نادر۔ مگر بد اخلاق دھرم سے تپت عورتوں کے قتل مسلمانوں کی قوم میں اکثر عمل میں آتے رہتے ہیں۔ ہندو ان عورتوں کے جو خاوند گزرنے کے بعد پتی برت دھرم پر قائم نہ رہ سکیں۔ غیر مذہب اختیار کرنے پر ہندو ان کے زیادہ سد راہ نہیں ہوتے۔ جس کے کارن مسلمانوں کو ایک نایاب موقعہ مذہب کی بڑھوتری کا صدیوں تک ملتا رہا۔ اب زمانہ کے موجودہ حالات سے ہندوؤں کو ایسی عورتوں کے الگ کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ مگر مسلمانوں میں عورتوں کی درد شا قابل اصلاح ہو گئی ہے۔ کیونکہ مرد و عورت کی ان بن کی صورت میں عورت کو الگ کر دینا تو لازم ہے۔ مگر قتل کر دینا جہالت کا ثبوت ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ اور گائے، بھینس
اور بکری وغیرہ کی گھاس
خوری کی مثال دے کر
فرماتے ہیں۔ کہ انسان
ان دونوں سے نہیں ملتا
بلکہ گیدڑ، مچھلی، کوّا اور چڑیوں
وغیرہ سے خوب ملتا
ہے۔

بزدل ہے، جیسا گیدڑ۔ دوسرے مولویصاحب
نے مثال بھی ادھوری دی ہے۔ کیونکہ جہاں کوّا
بطخ، مرغی وغیرہ بھی خوراک مذکور کے کھانے والے
ہیں۔ وہاں غلاظت بھی ان کا من بھاتا کھاجا ہے
اگر انسان کی خوان جانوروں سے ملتی ہے۔ تو کیا
گوشت خور انسان غلاظت خور بھی ہیں۔ حقیقت
میں گوشت غلاظتوں کا سردار ہے۔ بیماریوں سے
بھرا ہوا، سڑانڈ کے لئے اس کے مشابہ دنیا میں
کوئی چیز نہیں۔ اسی لئے گوشت خوروں کو راکھشش
کہتے ہیں۔

گدھ، چیل وغیرہ گوشت کھانے والے پرندوں
کو شیر، چیتا اور کتا بھی نہیں کھاتا۔ کیونکہ سب گوشت خوروں
کے اجسام زہریلے، لطفوں میں بدبو، سکیموں
کے گھروں میں بدبو، گوشت کھانے والے انسانوں
کے پسینہ تک میں بُو۔ حقیقت میں ان کے خیالات
میں بھی بدبو۔ کیونکہ یہ خود غرضی میں ڈوبے ہوئے
مار دھاڑ کا سبق سکھاتے ہیں۔ جس کو بہادری کا
نام دیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۷۔ رسالہ صہ ۲۳
جلائے غور ہے۔ کہ اگر
گوشت انسان کی سرشت
اور خُو اور معدے کے
خلاف ہوتا۔ تو یہ ہندوؤں

جواب نمبر ۷۔ مولوی صاحب نے خوب سوچا
ہے۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ
جو انسان گوشت کھانا پاپ سمجھتے ہیں۔ گوشت
کھانا نہیں۔ بلکہ دیکھنا اور ہاتھ لگانے سے پرہیز
کرتے ہیں۔ ان کے کھانا کھانے وقت اگر کوئی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے بزرگ اور سکھوں کے گورو گوشت
کھا کر زندہ کیونکر رہ سکتے ہیں۔ ان
صاحبان کا گوشت کھا کر بیماری سے
محفوظ رہنا صریح اس امر کی دلیل ہے
کہ انسان فطرتاً گوشت خور بھی ہے۔
اور بقل خور بھی۔ اس پر بھی اگر کوئی ہندی
آدمی گوشت کھانا فطرت انسان کے
خلاف بیان کرے۔ تو بطور تجربہ کوئی
ایسا آدمی ہمارے سامنے پیش کرے
جس نے کبھی گوشت نہ کھایا ہو اور صرف
گھاس پھوس سے زندگی بسر کرتا ہو۔
اس کے لئے ہم بھیڑ کا گوشت عمدہ مصالحہ ڈال
اور خوب گھی ڈال کر پکاتے ہیں۔ اگر وہ
اس گوشت کے کھانے سے مر جائے
یا بیمار ہو جائے۔ تو اس کے ذمہ وار
ہم ہوتے ہیں۔ پس بیان مذکورہ بالا
سے بخوبی معلوم ہو گیا۔ کہ آدمی فطرتاً
گوشت خور بھی ہے۔ اور نباتات بھی
کھا سکتا ہے۔

سوال نمبر ۸۔ رسالہ صفحہ ۲۳ یا ۲۴
اور یہ بھی واضح ہو۔ کہ غذاؤں کا اثر
بھی دل و دماغ اور دیگر خوئے پر ہر
ذی حیات کے ہوتا ہے۔ مثلاً
گوشت کا نام لے دے۔ تو
ان کو قے ہو جائے۔
کیا جو لوگ سؤر کا گوشت
کھاتے ہیں۔ وہ ان کی طبیعت کے
موافق نہیں بیٹھتا۔ اور وہ اس سے
بیمار ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی چیز کے
کھانے کا جواز صرف اس بات سے
ہو۔ کہ اس کے کھانے سے انسان
بیمار ہو جاتا ہے یا نہیں۔ تو مسئلہ حرام
حلال کو نظر انداز کرنا ہوگا۔ ہمارے
خیال میں تو گوشت خوروں کا معدہ
گوشت ہضم کرنے کا عادی ہو جاتا
ہے۔ اور ایسے انسان غیر قدرتی طور
پر گوشت خور جانوروں کی سی سرشت
والے ہو جاتے ہیں۔ بقل خور انسانوں
کے لئے گوشت کو ہضم کرنا اور اپنی
خوراک کا جزو بنانا سہل نہیں ہے۔

جواب نمبر ۸۔ اگر مولوی صاحب یہ ٹھیک
کہہ رہے ہیں۔ تو کیا نام بردہ گھاس خور
جانور مثل گرجو ڈرپوک اور بزدل ہوتے
ہیں۔ تو ان کے کھانے والے بھی ڈرپوک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گائے، بکری، بھیڑ وغیرہ محض گھاس
خور ہیں۔ یہ جانور نہایت دل کے
کمزور اور ڈرپوک اور پرلے درجہ
کے بزدل ہوتے ہیں۔ ان میں
قوت، شجاعت اور بہادری
بالکل مفقود ہوتی ہے۔ خلاف
اس کے جو درند و چرند محض
گوشت خور ہیں۔ وہ سخت مزاج
اور تند خو اور نہایت غصہ آور ہوتے
ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

سوال نمبر ۹۔ رسالہ صفحہ ۴۲ دیکھو۔
جیو رکشا کے حامیوں جب تک
آریہ ورت میں گوشت کھانے کا
رواج رہا۔ اور آریوں کے بزرگ
گوشت کھاتے رہے۔ خصوصاً
چھتری قوم کے بہادر راجہ مہاراجہ
مثل رام چندر جی مہاراج اُس

اور بزدل نہ ہونگے، ہمارے مشاہدہ
میں جس قدر مکانات شہروں اور قصبوں
میں بنے ہوتے ہیں۔ ان میں سے پہاڑوں
میں، پتھروں کی دیواروں سے میدانی
علاقہ میں اینٹوں کے نیز کچے پکے
طرح طرح کے دوسرے مصالوں کے
مثلاً سیمنٹ، بالو، چونا، سرخی وغیرہ وغیرہ
جس قسم کا مصالہ استعمال کیا جائے
مکان پختہ ویسا ہی ہوگا۔ اسی طرح
ساتوک خوراک انسانی عقل کو درست
رکھے گی۔ جس سے وہ نیک اور بد
کی خاطر خواہ تمیز کر سکے گی۔ مردار خوراک
جس نے واپسی کا راستہ اختیار کیا ہوا
ہے۔ وہ اپنے ہمراہ عقل، تمیز، انسانیت
کی خو کو پیچھے ہی پیچھے دھکیلے گی۔ اور
انسان کو مکمل حیوان بنا دے گی۔

جواب نمبر ۸۔ سری رام چندر جی پر
گوشت خوری کا الزام لگانا آپ کی
ناواقفیت پر مبنی ہے۔ سری رام چندر
جی کا ظہور پاپوں کو نشٹ کرنے کے
لئے ہوا تھا۔ نہ کہ پاپ بڑھانے کو
شجاعت اور بہادری دل کی دڑھتا
اپنے بزرگوں کے کارناموں پولیٹکل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گوشت خوری کی برکت سے شجاعت
اور بہادری کے وہ جوہر دکھاتے رہے
جن سے راون جیسے راکھشش بادشاہ
کو خاک میں ملایا۔

سوال نمبر ۱۔ رسالہ صفحہ ۲۲ و ۲۵۔ آریہ
ورت کیا بقول آریوں کے تمام دنیا
میں راج کر کے آریہ چکرورتی راجہ
کہلائے۔ آریہ ورت کی بدقسمتی سے
قبل پیدائش حضرت مسیح ۵۵۷ سال
بدھ جی سورج بنسی چھتری راجہ
سدھودن کے گھر پیدا ہوتے۔ انہوں
نے قربانیاں مندرجہ وید اور اپنشد
اور جواز گوشت خوری منوسمرتی کو بالائے
طاق رکھ کر جیو ہنسا کا مسئلہ اپنے
زمانہ کے لوگوں کے سامنے پیش
کیا۔ اور عدم گوشت خوری پر زور ڈال
کر ہندوستان سے اکثر گوشت خوری
کا رواج بند کرنا چاہا۔ اس لئے رفتہ
رفتہ گوشت خوری کا رواج کم ہو گیا
اور گوشت کے ترک کرنے سے
آریہ ورت کی شجاعت اور بہادری
کو سخت نقصان پہنچا۔ جو قدرتی طور
پر پہنچنا چاہیئے تھا۔ اور ساگ پات

بیداری اور فن جنگ کے سیکھنے
سے ہوتی ہے۔ نہ کہ مردار خوری
سے۔

جواب نمبر ۱۔ مولوی صاحب اگر غور سے
سوچیں۔ تو ان کو معلوم ہو جاوے گا
کہ دنیا میں ہر ایک چیز خواہ جاندار ہو
یا بے جان تبدیل ہوتی رہتی ہے۔
مولوی صاحب دنیا کی کسی چیز کو
بتاویں۔ جو تغیر پذیر نہ ہو۔ آریوں کو اپنے
دھرم پر فخر ہے۔ اور ہونا چاہیئے۔ کہ
شروع سرشٹی سے وہ ویدوں کی تعلیم
پر عامل ہیں۔ مگر درمیان میں ایک زمانہ
ایسا بھی آیا۔ کہ ہندوستان میں وام مارگ
پھیل گیا۔ وہ لوگ مانس کھاتے شراب
پیتے۔ عیاشی میں جانوروں سے ملتے
جلتے۔ غرضیکہ ہر ایک قسم کے عیبوں
کے غلام ہو گئے۔ یہ جو آپ نے لمبی
چوڑی جانوروں کے قتل کی تشریح
کی ہے۔ اس زمانہ کی ہے۔ ہم بارہا
اعلان کر چکے ہیں۔ کہ ہماری کتابیں
جو سراسر اہنسا کی تعلیم دیتی ہیں۔ ایسے
شلوکوں کی ملاوٹ جس سے گوشت خوری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یعنی گھاس خوری نے اپنا رنگ
جایا۔ بہادروں کو بزدل بنایا
دیکھئے پرتھوی راج لاکھ فوج
لے کر محمد غوری کے مقابلہ پر
آیا۔ اور محمد غوری بادشاہ
کے پاس صرف ۲۰۰۰۰ بیس
ہزار فوج تھی۔ چونکہ گوشت خور
تھی۔ ان بہادروں کے سامنے
دال خور بزدلوں کی کیا
حقیقت تھی۔ جیسے ایک شیر
کے آگے ہزاروں بکریاں
کیا چیز ہو سکتی ہیں۔ آخر
پرتھوی راج کو سوائے بھگنے
کے کیا چارہ تھا۔ اور بھاگا
بھی ایسا کہ دہلی جا کر دم لیا۔
دیکھو اس ترک گوشت خوری
نے آریہ ورت کے راج
پاٹ کو غارت کر دیا۔
ہمارے سامنے گورہ
اور سکھ فوج اور فوجی مسلمان
جو رات دن گوشت کھاتے
ہیں۔ شجاعت اور بہادری
کے وہ جواہر دکھاتے ہیں

کی تعلیم ملتی ہے۔ اس زمانے کی ہے۔ ایسا
ہی رادھا کشن جیسے انسان ویدوں کے
غلط ارتھ لگاتے ہیں۔ اس کے بعد بدھ
مذہب کا ظہور ہوا جس نے عیسائیت کو
روشنی پہنچائی۔ عیسائیت نے قرآن شریف
کو نور بخشا۔ اگر آپ نے بدھ مذہب کا مطالعہ
کیا ہوتا۔ تو آپ پر سب باتیں روشن ہو جاتیں
میں آپ سے یہ بھی سوال کرتا ہوں۔ کہ باوجود
اس بات کے کہ قرآن شریف ایک ہی کتاب
ہے۔ اس کے ماننے والے ۷۲ فرقے بن
گئے۔ اب تو اور بھی بہتوں کی ایزادی ہو گئی
ہے۔ ایسے فرقوں کے ہونے کی کیا وجہ ہے
شیعہ، سنی، اہل حدیث، قرآنی، قادیانی وغیرہ
وغیرہ سب ایک دوسرے سے اختلاف
رکھتے ہیں۔ کیا حضرت علیؓ مسلمان نہ تھے۔
جنہوں نے ہدایت کی۔ کہ مت بناؤ بیٹوں کو
جانوروں کی قبریں۔ اس کتاب کے ماننے
والوں میں اتنے فرقوں کا ہونا۔ اور پھر ایک
دوسرے کا جانی دشمن ہونا ثابت کرتا ہے۔ کہ
انسان مختلف خیالات رکھتے ہیں۔ اور اپنے
مطلب کے معنے گھڑ لیتے ہیں۔ پرتھوی راج
نے پہلی دفعہ محمد غوری کو شکست فاش دے
کر اس کے دانت کھٹے کئے تھے۔ دوسری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

جو فوج انگلشیہ کی چار دانگ عالم میں شہرت اور نام آوری ہو رہی ہے

دفعہ اس کا مخالف جے چند محمد غوری سے مل گیا۔ نصف طاقت رہ جانے سے پرتھوی راج کو شکست ہوئی۔ اس فتح اور شکست کے ساتھ گوشت خوری کا تعلق پیدا کرنا۔ سوائے تعصب کی پٹی آنکھوں پر باندھنے کے اور کچھ نہیں۔ جاپان کو دیکھئے ان کا بدھ مذہب ہے اس وقت کئی بڑی بڑی طاقتیں اس کا سکہ مانتی ہیں۔ اس کا تعلق پولیٹیکل بیداری سے ہے۔ گوشت خوری سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس وقت مسلمانوں میں گوشت خوری کا رواج عروج پر ہے۔ پھر ان کی سلطنت کیوں جاتی رہی۔ کیا انہوں نے گوشت کھانا چھوڑ دیا ہے۔ باوجود گوشت کھانے اور دوسروں کو کھلانے کے طوق غلامی ان کے گلوں میں پڑا ہوا ہے۔

سوال نمبر ۱۱ رسالہ صفحہ ۴۱ و ۴۲ اکثر اقوام ہندوؤں کا گوشت خور ہونا۔ اور ان کی قدیم کتب سے جواز گوشتخوری کا ثبوت۔

قنوجیا برہمن، سرو ریا برہمن کشمیری برہمن بنگالی برہمن مرہٹہ برہمن ہندو راجپوت کائستھ تمام پنجابی کھتری۔ ہندو گوجر۔

جواب نمبر ۱۱۔ حسب تفصیل آپ کے ان جاتیوں میں مانس کھانے کا پرہیز نہیں۔ اور گاہ بگاہ واچا ان لوگوں میں مانس کھاتے ہیں۔ مگر ان سب میں پرہیزگار بھی ہیں۔ جو کھاتے بھی ہیں۔ اچھا سمجھ کر نہیں۔ ان میں جو نہیں کھاتے بھگت کہلاتے ہیں۔ اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ مسلمانوں میں لاکھوں کی تعداد میں شراب پیتے ہیں۔ بعض ڈاکو اور راہزن بھی ہیں غریبوں کی بہو بیٹیوں کو اغوا کرنے والے بھی ہیں۔ کیا آپ

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گھوسی۔ بسنار۔ جھیور۔ ترکھان۔ قوم سود
تمام سکھ۔ ہندو حجام۔ ہندو کمہار
ہندو دھوبی۔ ہندو بھوجکی۔ ہندو
کٹنیک۔ ہندو سراج۔ پہاڑی ہندو
ہندو واروڑے۔ پوُدبیہ کڈانبیہ اہندو
جاٹ۔ لوبانے جاٹ۔ سینی جاٹ
قوم بوریہ۔ ہندو کلال۔ قوم بورہ کوری
گوشت خور آریہ، ہندو بھاٹ
علیٰ ہذا القیاس آریہ ورت میں
اور ہندو قومیں بھی گوشت خور ہوں گی
جن کا حال ہمیں معلوم نہیں۔

سوال نمبر ۱۲۔ رسالہ صفحہ ۵۰ درختوں کے گوشت خور ہونے پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ درختوں کی سرشت میں گوشت خوری کا مادہ خدا نے ودیعت کے طور پر خود ہی رکھ دیا ہے۔ جو رازق مطلق کی اضافی پر دلیل ہے۔ اور یہی نظارہ تمام عالم میں پایا جاتا ہے۔ کہ ایک جنس دوسری جنس کو کھا رہی ہے۔ جو چیز نشو و نما پانے والی ہے۔ وہ بدوں کھانے کسی قسم کی غذا کے برقرار رہ نہیں سکتی۔ ہاں ہر شے کھانے پینے میں اپنے خو اور

نے انہیں مسلمانی سے نکال دیا ہے۔ آپ ہندوؤں کی ایسی جاتیوں کے لیڈروں سے دریافت کریں۔ کہ گوشت خوری کی نسبت ان کی کیا رائے ہے تو آپ کو معلوم ہو جاوے گا۔ کہ جو لوگ مانس کھاتے بھی ہیں۔ وہ رواجاً اصولاً نہیں۔ اگر مسلمانوں میں بھی یہ بات ہو تو قصابوں کی دکانیں ملک سے خود بخود اٹھ جائیں۔ اور یہ جو آج کل قتل عام ہو رہا ہے۔ بند ہو جائے۔

جواب نمبر ۱۲۔ میں نے خود بھی اس کتاب میں درختوں کی گوشت خوری کا حال دیا ہے۔ یہ چیز قدرت کے کھیلوں کو جانچنے والوں کے لئے حیرت زدہ کرنے والی ہے۔ درختوں کو اگر نیم جان سمجھ لیں۔ تو شاید بے جا نہ ہوگا۔ واہ ری قدرت تو نے نیم جان نہ حرکت کرنے والی چیزوں کو حرکت کرنے والے جانوروں کو قابو میں کرنے اور ان کو غذا کے طور پر ہضم کرنے کی طاقت عطا کی۔

خدا تعالیٰ کی لاانتہا نباتاتی مخلوق

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

طبیعت کے خلاف کھا پی نہیں سکتے۔ مثلاً تیتر اپنی کان میں مٹی کھا کر ترقی کرتا ہے۔

میں صرف ایک یا چند درختوں کا گوشت خور ہونا۔ گوشت خوری کو قانون قدرت ثابت نہیں کر سکتا۔ یہ تو ایک استثنا ہے۔ جیسا کہ کئی جانور گوشت خور ہیں۔ اسی طرح کئی انسان بھی ہیں۔ جو کچا گوشت کھا جاتے ہیں۔ کیا ایسے انسان جو کچا گوشت کھا کر ہضم کر جاتے ہیں۔ ایسے گوشت کھانا قانون قدرت کے مطابق ٹھہر گیا۔ مولوی صاحب اس کے ماننے میں شاید دریغ سے کام لیں۔

افریقہ کے ایک قسم کے درخت کا حال ہے۔ جو کہ اس کتاب میں دیا گیا ہے۔ اگر مولوی صاحب خود ہمت کر کے درخت کے نزدیک پہنچیں۔ تو درخت ان کو اپنے پتے میں لپیٹ لے گا۔ اور پتہ جب کھلے گا۔ تو مولوی صاحب کا سب گوشت پوست ہضم کر چکا ہوگا۔ وہاں حرام حلال کا سوال نہیں۔ حرام حلال کا مسئلہ انسان کا گھڑا ہوا ہے۔ قدرت اس کی مانع ہے۔ قدرت سے جس کو گوشت خوری ودیعت ہوئی ہے۔ وہ حرام حلال، کچا، پکا مردہ یا مار کر سب ہضم کر جاتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۴ رسالہ صفحہ ۱۵ اے قائلین تناسخ جن چرندوں کا گوشت رات

جواب نمبر ۱۴۔ مسئلہ تناسخ کے ماننے والے ہندو۔ جینی۔ سکھ۔ بودھ وغیرہ ....۸۴ یونیاں مانتے ہیں۔ ان میں دنیا کے تمام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دن یہ پودے کھلتے ہیں کیا ان جانوروں نے بقول تمہارے جنم سابقہ میں کوئی ایسا بڑا پاپ کیا تھا۔ جس کی وجہ سے وُہ ان درختوں کی غذا ٹھہرائے گئے۔ یا درخت گوشت خور ان غریب جانوروں کا گوشت کھانے میں ظلم کے مرتکب ہو کر سزایاب ہو سکے۔ نیز اب جیو رکشا کا یہ خیال کہ گوشت کا کھانا رحم کے خلاف ہے۔ اس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ گوشت کا نہ کھانا شجاعت۔ اور بہادری کے خلاف ہے۔ اور شجاعت اور بہادری وہ جوہر ہے کہ بدوں اس کے تمدن دنیا تباہ ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر ۱۵۔ رسالہ صفحہ ۲۵ اگر تکلیف نہ ہونے اور تڑپنے کی وجہ سے نباتات

قسم کے درخت۔ بناسپتی۔ پانی کے جانور۔ ہوا کے جانور اور خشکی کے جانور شامل ہیں۔ تناسخ کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے۔ کہ ہر ایک یونی اپنے فعلوں کے مطابق جنم دھارتی ہے۔

طاقت کے لحاظ سے آپ گوشت خوروں میں گوریلے کی ایک مثال پیش کریں جو درختوں پر تیس فٹ یا اس سے بھی بڑی بڑی چھلانگیں مارتا ہے۔

گینڈا جس کا سامنا کرنے سے شیر گھبراتا ہے گینڈے کے چمڑے کی ڈھالیں بنتی ہیں۔ جس پر تلوار کام نہیں کرتی۔ انسانوں میں بھی گوشت نہ کھانے والے انسان گوشت کھانے والوں سے کم بہادر نہیں۔ ان کا ذکر بہادری کے باب میں ملاحظہ کریں۔ گوشت خوروں کی بہادری تو اسی وقت ختم ہو گئی۔ جب انہوں نے کمزور بے عقل جانوروں پر ہاتھ صاف کیا۔ ان کو خود میں جذب کر کے عادات میں ان کے مشابہ بن گئے۔

جواب نمبر ۱۵۔ یہ قانون قدرت کے ہی تماشے ہیں۔ کہ یکساں روحوں کے ہوتے ہوئے ان کو مختلف جسم اور مختلف احساس دیئے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا توڑنا اور کھانا جائز خیال
کیا جاتا ہے۔ تو اب نباتات
خور آریو پھر تمہیں انڈے
کھانے میں کیا عذر ہے
ظاہر ہے۔ کہ انڈے اور
نباتات میں روح کا ہونا
برابر ہے؟

نباتات۔ اور بناسپتی ایک اندری جیو ہے
ان میں دل اور دماغ نہیں۔ اور نہ تکلیف
محسوس کرنے کی حس ہے۔ ان کا جیو ایسا
ہی ہے جیسا کہ انسان کا کلورافارم کی حالت
میں۔ انڈا کھانا اس لئے بھی معیوب ہے۔ کہ
یہ بے کان کے جانوروں کے نطفہ کا خول ہے
مادہ کے ویرج کی سفیدی اور نر کے ویرج کی
زردی شاہد ہیں۔ یہ وہ چیز ہے۔ کہ اگر اس کا
ایک قطرہ کپڑے کو لگ جاوے۔ تو کپڑا ناپاک
ہو جاتا ہے۔ ایسے کپڑے کو پہن کر نہ مسلم نماز
ہی پڑھ سکتے ہیں۔ نہ ہندو سندھیا کر سکتے ہیں
پھر اس ناپاک چیز کو جو پیشاب گاہ سے گذر
کر آتی ہے۔ بے سمجھ انسان منہ پھیلا کر اس کی
چاہ میں رہتے ہیں۔ کیا ایسے انسانوں کے
جسم پاک رہ سکتے ہیں۔ میرا اپیل محض عقل
سے ہے۔ بے سمجھ انسانوں سے نہیں۔
حقیقت میں یہ وام مارگیوں کا من بھاتا
کھاجا تھا۔ اب آپ نے ان کی پیروی شروع
کی ہے۔ اس کی خوراک پیٹ میں ایسی ہی
سرانڈ پیدا کرے گی۔ جیسا کہ گوشت کی۔ نباتات
میں سڑ گل کر بھی بدبو پیدا نہیں ہوتی۔ جب کہ
گوشت میں سڑ کر پاخانہ سے بھی سینکڑوں
گنا زیادہ بدبو ہوتی ہے۔ حقیقت میں بدبو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گوشت کے حصہ میں ہی آتی ہے۔ سوائے جانداروں کے مردہ جسموں کے دنیا میں اور کسی چیز میں ایسی تعفن اور بدبو نہیں ہوتی جتنے کہ جہاں گندے پانی میں بدبو ہوتی ہے وہاں پر ہی جرمز پانی میں مرجاتے ہیں اور ان کے سڑنے سے بدبو پیدا ہوتی ہے آپ انڈے کو ذرا سا اوپر سے توڑ کر ۷۲ بہتر گھنٹہ رکھیں۔ پھر تعفن و سڑاند سے بھر جائے گا۔ بعد ازاں آپکو پتہ لگ جائے گا۔ کہ انڈے اور نباتات میں کیا فرق ہے۔

سوال نمبر ۱۵۔ رسالہ صفحہ ۴۵ جیورکشا کے مدعی جو گائے کو ماتا اور بیل کو پتا مانتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ جو رحم کا برتاؤ کیا جاتا ہے وہ بھی قابل غور ہے اول بیچارے غریب بیل کو اپنے فائدہ ذاتی کے لئے بے رحمی اور سنگدلی سے خصی کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

جواب نمبر ۱۵۔ صرف جیورکشا کے مدعیوں کی نہیں۔ بلکہ سب عالم کی گائے ماتا ہے۔ اور بیل پتا ہے۔ کیا خود مولوی صاحب گائے کا دودھ نہیں پیتے۔ یا بیل کی کمائی نہیں کھاتے انہیں وجوہ سے ان کو ماتا پتا کا درجہ دیا گیا ہے۔

بیلوں اور دیگر جانوروں سے اس کی طاقت کے مطابق کام لینے کی انسانی معاشر مقتضی ہے۔ بیل سے اس کی طاقت کے مطابق کام لے کر انسان اس کی خدمت کرتا ہے۔ اور اپنی محنت کا پھل لیتا ہے۔ بچھڑے کی محض اپنی ماں کے دودھ پر ہی پرورش نہیں ہو سکتی۔ لازمی ہے۔ کہ انسانی بچے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی طرح اس کو بھی ماں کے دودھ کے ساتھ ساتھ دوسری غذا جس پر کہ اس کی زندگانی کا دارومدار ہے۔ کھلائی جاوے۔ بچھڑے اگر بھوکے مارے جاتے تو آج تک گئو کی نسل کا دنیا سے خاتمہ ہوگیا ہوتا۔

اگر آپ وسیع خیالی سے سوچیں۔ ایک وہ بیل اور گھوڑے ہیں۔ جو راجوں اور مہاراجوں کے طویلوں اور اصطبلوں میں بندھے کھڑے رہ کر اور بہت کم کام کر کے پلتے رہتے ہیں اور ایک وہ ہیں۔ جو غریبوں کے پھندے میں پھنسے ہوئے۔ خوراک کم ملتی ہے۔ محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ یہ سب کرموں کے پھل ہیں۔ آپ کو سبق سیکھنا چاہیئے۔ اور مسئلہ تناسخ کا قائل ہونا چاہیئے۔

سوال نمبر۱۶۔ رسالہ صفحہ ۵۵ و ۵۶۔ مولوی صاحب موسم برسات میں گئو کے جلتے پیشاب میں کیڑے پڑنے کا حال درج کر کے فرماتے ہیں۔ کہ لالہ جی ان کیڑوں کو مار کر پاپ کے بھاگی بنتے ہیں۔ اور اگر غریب مسلمان عید قربان پر اپنے فائدے

جواب نمبر۱۶۔ ان کیڑوں کا مارنا پاپ نہیں۔ جانداروں کے جسم نامعلوم کتنے جرمز کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ خون میں جرمز۔ گوشت میں جرمز پاخانہ میں تو ہوا ہیں۔ غرضیکہ زمین و آسمان کا کوئی حصہ جرمز سے خالی نہیں۔ ستانے والوں سے مظلوموں کی حفاظت کرنا پرم دھرم ہے۔ ستانے والے انسان بھی پھانسی پاتے ہیں۔ حقیقت میں ہندوستان میں آپ جیسے واعظوں کا پیدا ہونا بند نہیں ہوا۔ جو ملک میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے لئے کوئی جانور راہ مولا میں قربان کریں۔ تو ان پر آفت ٹوٹ پڑے۔ کیا اس کا نام بے انصافی اور ظلم نہیں ؟

سوال نمبر ۱۷۔ جیو رکشا کے حامی رحم اور دیا کے پتلے جب کھانا کھانے لگیں۔ تو بھوکی اور عاجز مکھیوں کو اپنے کھانے پر سے اڑا دیتے ہیں، وہ غریب اپنی غذا کھانے کے لئے۔۔ ۔ خدا جانے کتنی دور سے تلاش کرتی ہوئی آتی ہیں۔ بے چاری بھوکی مکھیوں کو ان کے حاصل کردہ رزق پر سے اڑانا رحم اور جیو رکشا کے خلاف اور سراسر ظلم میں داخل ہے۔

سوال نمبر ۱۸۔ رسالہ صفحہ ۶۳ و ۶۵ مولوی صاحب نے گول دائرہ میں پانی کے جرمز کی شکلیں دکھلائی ہیں۔ جن کو ذی روح پانی کے ہمراہ پی جاتے ہیں۔ اور ان کی جان بخشی

فتنہ و فساد کی جڑ ہیں۔ اور جاہل طبقہ آپ جیسوں کے جھانسے میں پھنس کر ایسے ناکردنی گناہ کرتے ہیں۔ جو خود مصیبت میں پھنستے اور دوسروں کو مصیبت میں پھنساتے ہیں۔ کیا آپ کے مولا صاحب گوشت کھاتے ہیں کہ نہیں۔ آپ اس اعلےٰ ہستی کو کیوں بدنام کرتے ہیں۔

جواب نمبر ۱۷۔ آپ نے مکھیوں کی مثال بھی خوب دی ہے۔ بھلا ہم تو مکھیوں کو کھانے پر سے اڑا دیتے ہیں۔ کیا گوشت خوران کا قیمہ بنا کر کھاتے ہیں ؟

جواب نمبر ۱۸۔ ذرا وہ قران شریف کے احکام کی طرف توجہ دیں۔ جن جانداروں کو شرع محمدی نے کھانے کے لئے جائز ٹھہرایا ہے ان کو تیز چھری سے اور کلام اللہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے لئے اہنسا پرمو دھرما
ماننے والوں کے منہ پر
تو برا بندھوانا چاہتے ہیں۔

کے ساتھ ذبح کرنے کا حکم ہے۔ کیا ان ذی روح جرمز کو بلا حلال کرنے کے ہڑپ کر جانا حرام نہیں۔ اگر ان جرمز کو مچھلی کی طرح حلال سمجھنے کی آیت نازل ہوئی ہو۔ تو اس کی تشریح بتائیے۔ ورنہ وہ چیزیں کھائیے۔ جو جرمز سے پاک صاف ہوں۔ علاوہ ازیں آپ کو جھٹکے سے اتنی نفرت ہے۔ کہ آپ کسی جھٹکئی کو اپنے پڑوس میں دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ صبح سے شام تک آپ چلتے پھرتے جتنے قدم رکھتے ہیں۔ ان میں لاانتہا جھٹکے ہوتے ہیں۔ کیا آپ ان گناہوں کے مرتکب نہیں ہوتے۔ آپ کسی سبزی کو حلال نہیں کرتے۔ دودھ کے جرمز کو حلال نہیں کرتے آپ کو ہر ایک خوراک حرام ہی حرام کھانی پڑتی ہے۔ اور احکام قرآن شریف کے خلاف جانا پڑتا ہے۔

ہماری تعلیم کے مطابق یہ شوکشم جیو ہیں ان کو جینے مرنے کا سکھ دکھ نہیں ہوتا۔ اگر پانی تیز آگ پر ابال لیا جائے۔ تو یہ جرمز ضایع ہو جائیں گے۔ مگر پانی ٹھنڈا ہونے پر خود بخود نمودار ہو جائیں گے۔ ہم اپنے مقدور بھر کسی جانور کو مارنا گناہ عظیم سمجھتے ہیں۔ مجبوری کی حالت میں ان جرمز کا مر جانا ضایع ہو جانا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پاپ نہیں کہلاتا۔ ان کی اتنی بھی قدرت نے اس افراط سے رکھی ہے۔ کہ بیماری کی حالت میں جسم بیماری کے جرمز سے بھر جاتا ہے۔ اور انسانی عقل ان جرمز کے شمار سے قاصر ہے۔ ڈاکٹر لوگ بیماریوں کے علاجوں کی اینٹی ویکسین تیار کرتے ہیں۔ بیماریوں کے جرمز چوبیس گھنٹہ میں بے شمار اربوں کھربوں کی تعداد میں اینٹی ویکسین میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور بہت سی بیماریوں میں انجکشن کرنے سے بیماریوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ ہمارا مدعا جیو رکشا سے اس حد تک ہے۔ جہاں تک قدرت نے ہم کو سمجھ عطا کی ہے۔ انسان کا فرض جیون کی رکشا کرنا ہے۔ اسی طرح چوروں، ڈاکوؤں کو کیفر کردار تک پہنچانا انسان کا پرم دھرم ہے۔ امید ہے۔ کہ آپ جواب کو غور سے پڑھ کر اس پر عمل پیرا ہوں گے۔

مسئلہ چھوت چھات

سب انسان پرماتما کی اولاد ہیں۔ اور ایک ہی باپ کے بیٹے ہونے سے ایک جیسے ہیں۔ موجودہ زمانے کے وچاروں میں یہ دھارا بہت زور سے پرچلت ہے۔ اور آج کل کی معاشرت اس امر کو نہایت ناجائز تصور کرتی ہے۔ کہ انسان سے انسان نفرت کرے۔ ہندوؤں کا مسئلہ چھوت چھات بھی اسی زد میں آتا ہے۔ اور اس پر مختلف پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے۔ اور وہ جو لوگ سب سنسار کو برہم کا روپ مانتے ہیں۔ جب انسان اور انسان میں اتنی تمیز کرنے لگتے ہیں۔ کہ انسان انسان کی چھوت سے ہی گر جاتا ہے۔ تو ان کے قول اور فعل میں نمایاں فرق دکھائی دیتا ہے۔ مگر میں اس مسئلہ پر ایک علمی دلچسپی کے نکتہ نگاہ سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بحث کرنا چاہتا ہوں. کیا اس کے وجود کا باعث کچھ ایسی وجوہ ہیں. جو انسان کی سائنٹفک کھوج بن سکیں۔ آؤ ذرا غور کریں۔

خون میں زہر

گوشت کھانے والے انسان سارے جانداروں کا گوشت نہیں کھاتے. بالعموم ان کا لقمہ وہ جاندار بنتے ہیں. جن کی قدرتی خوراک اناج اور سبزی ہے. ان جانداروں کے گوشت کو سوائے ایک آدھ کے وہ نہیں کھاتے. جن کی قدرتی غذا دوسرے جانداروں کا گوشت ہے۔ اس کی بڑی بھاری وجہ یہ ہے۔ کہ گوشت بذات خود ایک زہریلی خوراک ہے. جیسا کہ میں الگ موقعہ پر ثابت کروں گا. گوشت خور جانوروں کے خون میں گوشت کا زہر تحلیل ہوتا ہے۔ اس لئے گوشت خور حضرات اُن جانوروں کا گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں. گویا ان کی نظروں میں چند جاندار تو قابل چھوت ہیں. اور دوسرے اچھوت. اب جو انسان گوشت نہیں کھاتے وہ گوشت خور انسانوں سے بھی اسی قسم کا تعلق رکھیں. تو بے جا نہ ہوگا. اگر آپ کو کسی سبزی خور آدمی کی نفرت کا جو اس کو گوشت کی دوکان کے پاس سے گذرنے سے ہوتی ہے۔ تجربہ ہو. تو اس بات کے تسلیم کرنے میں ہرگز انکار نہ کریں گے. ایسے نازک الاحساس آدمی دیکھے گئے ہیں. کہ جو ذبح خانوں کے نزدیک پہنچ جانے سے بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ ایک ہی میز پر گوشت خور ساتھی گوشت لے کر بیٹھ جائے۔ تو وہ کھانا نہیں کھا سکتے. ایسے ایسے واقعات مشاہدہ میں آئے ہیں. کہ ایک انسان کو دھوکے سے گوشت کھلایا گیا. مگر بتلائے جانے پر اس نے سب کھایا پیا اگل دیا۔

گوشت خوروں کی خوراک

اگر انسان کے احساس کی نزاکت اس حد تک پہنچ سکتی ہے. تو یہ امر قابل حیرت نہیں. کہ سبزی خور انسان اپنے ان بھائیوں سے جو گوشت کھاتے ہیں. پرہیز کرنے لگ جائیں۔ اب گوشت خوروں کی خوراک کو.

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیکھا جائے۔ تو ان میں جہاں سبزی خور جاندار شامل ہیں۔ وہاں ایسے جاندار بھی شامل ہیں۔ جو دوسروں کے فضلے، بلغم، پاخانہ، سڑے ہوئے پانی وغیرہ غرضیکہ جسم کی غلاظت کو چٹ کر جاتے ہیں۔ اگر ایسے غلاظت خوروں کے گوشت کو کھانے والے ان لوگوں کی نظر میں جو سبزی اور اناج جیسی شدھ اور پوتر اشیاء پر گذارا کرتے ہیں۔ پاکیزگی اور صفائی کی میزان پر پورے نہ اتریں تو اس میں کوئی حیرانی نہ ہونی چاہیئے۔

نتیجہ گوشت خور انسانوں کے نزدیک سب سے زیادہ اچھوت درندے ہیں اس لئے۔ کہ ان کا گوشت زہریلا اور بدبودار ہوتا ہے۔ اگر کھائیں تو شاید حیات کو قائم نہ رکھ سکیں۔ خود انسان درندوں کا کام کرتے ہیں۔ صرف ان میں ایک خوبی ہے۔ اور وہ یہ کہ درندہ کہلانا پسند نہیں کرتے ان کا جسم بھی ایسا ہی اشدھ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ درندوں کا۔ اور مختلف اقسام کے زہروں اور بیماریوں کا گھوارہ۔

درندوں کو تو قدرت نے اس قابل بنایا ہے۔ کہ وہ اپنی خوراک کے زہروں کو ہضم کر کے جزو بدن بنالیں۔ مگر انسان کے اعضاء کو یہ قوت قدرت نے ودیعت نہیں کی۔ ان میں اشدھ اجزا کی ناپاکی اکٹھی ہوتی رہتی ہے۔ اور اُن کو ناپاک بنا دیتی ہے۔ کیا ان کے وہ بھائی جو اپنے آپ کو اس ناپاکی اور بہت کی آلائش سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دراصل مورد الزام ٹھہر سکتے ہیں۔ یہ غور کرنے کے قابل بات ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گوشت خوری دہرم اخلاق اور انصاف کی نظر میں

نام کو تو انسان اپنے آپ کو مختلف مذاہب کا پیرو کہتے ہیں۔ مگر اس حقیقت سے انکار کرنا مشکل ہے۔ کہ انسان کا اصلی مذہب اندھ وشواش ہے۔ حضرت ابراہیم کے لڑکے کی قربانی کا قصہ بائبیل میں نہ معلوم کہاں سے آیا۔ مگر بائبیل نے رسم قربانی کے رواج کو بند کر دیا۔ کئی صدیاں بعد وہی قصہ چند اختلافات کے ساتھ قرآن شریف میں پھر دہرایا گیا۔ کاش کہ کہانی کے دہرائے جانے کے ساتھ اس ظالم رسم قربانی کو پھر زندہ نہ کیا جاتا۔ مگر اب اس کی بنا پر لاانتہا بے زبانوں کا قتل ہر سال جائز قرار دیا گیا ہے۔ اس برہمانڈ پر نظر دوڑاؤ۔ جس میں کرہ زمین کی کچھ بھی ہستی نہیں۔ سورج بھگوان ہی اس ننھی سی زمین سے ساڑھے بارہ لاکھ گنا بڑے ہیں۔ اور اپنے محیط کے گرد ہماری زمین جیسی چھوٹی بڑی بارہ زمینوں کو روشنی بخشتے ہیں۔ مگر اس سورج بھگوان کی بھی تاراگنوں کے مقابلہ میں کچھ ہستی نہیں۔ یہ تاراگن انسانی آنکھوں سے تو کیا سائینٹفک طریقہ کی بڑی بڑی دُور بینوں سے بھی جو آج تک ایجاد ہوئی ہیں۔ مکمل طور پر شمار نہیں ہو سکے۔ ان کی تعداد لاکھوں، کروڑوں اور نہ معلوم کس قدر ہوگی۔ اور یہ ہر ایک ہمارے دیوتا سورج بھگوان سے لاکھوں نہیں۔ بلکہ کروڑوں گنا بڑے ہیں۔ اور پھر سب اپنے اپنے محیط کے گرد نہ معلوم کتنے کتنے سہارے یعنی زمین اور چاند لئے گھوم رہے ہیں۔ اے نجات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی خواہش کرنے والے انسان تو ذرا سوچ اور عقل سلیم سے جس کے سبب سے تو اپنے آپ کو اشرف کہتا ہے۔ کام لے۔ کیا تو اس قادر مطلق کی مخلوق کو قتل کرتا ہوا نجات کی راہ پر چل رہا ہے۔ تجھ میں ایک بال تک بنانے کی شکتی نہیں ننھے ننھے جرمز کو جو انسان کی چٹکی میں اربوں کی تعداد میں آجاتے ہیں۔ دیکھ نہیں سکتا۔ حقیقت میں ان کے دیکھنے کے لئے تو اندھا پیدا کیا گیا ہے۔ اس عظیم برہمانڈ کے خالق کی سچی درگاہ میں میں بڑی عاجزی کے ساتھ دست بستہ دعا گو ہوں۔ کہ مسلمان قوم میں کوئی ایسا خدا ترس نیک بندہ پیدا کر جو اس ظالمانہ اور بے رحمانہ رسم بد سے ان کو نجات دلا دے۔ اور مسلمان علمی طور پر قرآن شریف کی آیت ۳۸ کی اسی نیت سے پابندی کریں۔ جیسی کہ ان کو آیت مذکور میں تلقین کی گئی ہے۔ یعنی حیوانات اور پرندے بھی اس پروردگار خالق کی ایسی ہی مخلوق ہیں۔ جیسے کہ تم۔

مانس بھکشن کے مضمون پر میں نے مختلف پہلوؤں سے وچار کرنے کی کوشش کی ہے۔ دھرم، اخلاق، کفایت شعاری، چال چلن، قربانی بہادری، صحت، بنر انسانی زندگی کو جانوروں سے فوائد۔ یہ چند موضوع ہیں جن کی ذیل میں گوشت خوری کے انسانی زندگی کے ساتھ تعلقات پر بالخصوص بحث کی گئی ہے۔ عقلی دلائل کی کسوٹی پر گوشت خوری کو پرکھا گیا ہے مجھے یہ لکھنے میں کوئی جھجک نہیں۔ کہ انسانی زندگی کے مندرجہ بالا پہلوؤں میں سے ایک بھی ایسا نہیں۔ جو گوشت خوری کے اثر میں آکر قبیح نتائج کا منبع نہ بنتا ہو۔ کیا بلحاظ ذاتی زندگی۔ کیا بلحاظ مجلسی زندگی۔ اگر میری تحریر کو پڑھنے والے اصحاب تعصب کے بد اثرات سے بچ کر عقل و انصاف کے نکتہ نگاہ سے اُسے پڑھیں گے۔ اور ان میں سے چند بھولے بھٹکے بھی اپنے عمل کو ان ہدایات کے مطابق بنانے کی کوشش کریں گے۔ جو میرے سالہا سال کے غور و فکر کا نتیجہ ہیں۔ تو میں اس عاجزانہ کوشش کو نہایت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کامیاب تصور کروں گا

زندگی کیا ہے؟ اوپر بیان کئے گئے مختلف پہلوؤں پر مجھے الگ الگ بحث کرنا ہے۔ سب سے پہلے گوشت خوری کو دھرم و اخلاق کی روشنی میں ناظرین کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں زندگی کیا چیز ہے۔ کہاں سے آتی ہے اور کہاں جاتی ہے۔ کیا دراصل پانچ عناصر سے جس میں اس کا ظہور ہوتا ہے۔ کوئی مختلف چیز ہے۔ یا ان کا آپس میں مرکب ہو جانا ہی ان کی ہیئت کو اس طرح تبدیل کر دیتا ہے۔ کہ وہ جڑ ہوتے ہوئے بھی چیتن ہو جاتا ہے۔ اگر زندگی بذات خود الگ ایک چیز ہے تو کیا انسانوں، حیوانوں، چرندوں، پرندوں نیز دیگر جانداروں کی روحیں ایک سی نہیں ہیں۔ یا ایک سی ہیں۔ یہ کچھ ایسے ضروری سوالات ہیں جو کہ ابتدائے آفرینش سے بڑے بڑے فلاسفروں کے مباحثوں کا مضمون بن چکے ہیں

مسئلہ تناسخ کوئی مذہب نہیں جس کے پیشواؤں نے ان پر وچار نہ کیا ہو۔ کئی مذہب ایسے ہیں جو مسئلہ تناسخ کے قائل ہیں۔ مثلاً قدیم مصری۔ قدیم بابلی۔ قدیم یونانی وغیرہ یہ بات ان کے علم الاصنام (دیومالا) سے ثابت ہو چکی ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ سارے جاندار ایک ہی پرماتما کے ظہور ہیں۔ سب روحیں ایک ہی سی ہیں۔ اور اپنے اپنے کرموں کے مطابق مختلف اجسام ان کو ملتے رہتے ہیں۔ جو اعمال انسان اپنی زندگی میں کرتا ہے اس کے مطابق ہی اس کو دوسری زندگی کی یونی ملتی ہے۔ نیک اور ساتوک کرم کرنے سے وہ دیوتاؤں کے جسم کو پاتا ہے متوسط درجے کے راجسک کرم کرنے سے وہ پھر انسان بنتا ہے۔ اور گرے ہوئے تامسک کرم کرنے سے وہ پشو یونی میں پیدا ہوتا ہے۔ مسئلہ تناسخ اس اختلاف کا جو ہم کو دنیا میں جگہ بجگہ دکھائی پڑتا ہے۔ ایک قابل تسلیم حل پیش کرتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی اس سنسار میں بادشاہ کے گھر پیدا ہوتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ اور کسی کے پیدا ہوتے ہی اس کے والدین کو اس کے پیٹ بھرنے کا فکر دامن گیر ہوتا ہے۔ کوئی طاقت ور ہوتا ہے۔ اور کوئی کمزور۔ ایک تندرست ہے۔ تو دوسرا جنم سے ہی بیمار۔ بہت سے تو پیدائشی کوڑہی، کلنکی، اندھے، لنگڑے، گنجے، غرضیکہ طرح طرح کے روگوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تناسخ ہمیں یہ بتاتا ہے۔ کہ یہ سب حالتیں اپنے اپنے اعمال ہی کے نتائج ہیں جیسے جیسے کرم ہم نے پہلی زندگی میں کئے۔ انہیں کے پھل ہم کو اس زندگی میں بھگتنے پڑتے ہیں۔ اگر تناسخ کو نہ مانا جائے۔ تو سوائے اس بات کے اس اختلاف کی وجہ اور کچھ نہیں بتائی جا سکتی۔ کہ یہ پرماتما کی مرضی ہے۔ مگر پرماتما کو سب مذاہب کے پیرو کار منصف اور نیائے کاری مانتے ہیں۔ لہذا اس کی مرضی اور انصاف میں تفاوت نظر آنے لگتی ہے۔ جس سے انسان کے اعتقاد مذہبی کو ٹھیس لگنے کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔ یہ تناسخ کے مسئلہ پر بحث کرنے کی جگہ نہیں۔ مگر جس بات کو میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ تناسخ کے ماننے والے تو سب جانداروں کی روحوں کو ایک جیسی مانتے ہیں۔ ان کے اعتقاد کے مطابق جیسی ایک انسان کی روح ہے ویسی ہی ایک حیوان کی بھی ہے۔ دوسرے مذاہب کے اعتقاد کے مطابق یہ سب مخلوق پرماتما کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اس مالک کل کو ہر شے میں موجود مانا جاتا ہے۔ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ ہر وجود اسی کی شکتی ہی سے قائم مانا جاتا ہے۔ اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ سب جانداروں میں پرماتما ہی موجود ہے وہی سب کی زندگی کا منبع ہے۔ ایک منبع سے ایک ہی جیسی روحوں کا ظہور ہوگا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قرآن شریف کی ہدایت

بھی یہی ہے۔

سورہ انعام۔ آیت ۳۸

اور جتنے حیوانات زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔ اور جتنے پرندے اپنے دو پروں پر اُڑتے اُڑتے پھرتے ہیں۔ یہ سب بھی تم لوگوں کیطرح مخلوق ہیں۔

سورہ صافات۔ آیت

اور آخرت میں اپنے اپنے اعمال کے مطابق سب کے اچھے اور بُرے عمل ہوں گے۔ وہ اس لئے کہ خدا ان لوگوں کو ان کے اعمال کا پُورا پُورا بدلہ دے۔

پھر ملاحظہ ہو۔ سورہ ذاریات۔ آیت

اور اعمال کی جزا اور سزا ضروری ہوتی ہے۔

اس طرح کے فرمان دوسرے مذاہب سے بھی دیئے جا سکتے ہیں۔ کہ مخلوق سب ہی اپنے اندر ایک ہی مالک کا ظہور رکھتے ہیں۔ اور وہی روح کے نام سے بیان کیا جاتا ہے۔ ہندؤوں کا اصول ہے۔ "اہنسا پرمو دھرما" کسی کو ایذا نہ پہچانا افضل ترین دھرم ہے" لہذا اس مسئلہ دھرم کے معتقد ہو کر اگر وہ گوشت خوری جیسا فعل کریں۔ تو وہ افضل ترین دھرم کی پدوی سے گر جاتے ہیں۔ انسان ہو کر حیوانات کے اعمال و افعال کے مرتکب ہوتے ہیں۔ سرحدی پٹھان مسلمان ہیں۔ وہ یہ مانتے ہیں۔ کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت نکالنے سے ہی بدلہ پوری طرح لیا جا سکتا ہے۔ اگر خداوند کریم کی وحدت کی روشنی میں دیکھا جاوے۔ تو کیا ساری مخلوق کا پیدا کرنے والا وہ وحدہ لاشریک نہیں۔ اور کیا اس کی ساری مخلوق پر ایک ہی اصول عائد نہ ہونا چاہیئے۔ کاش کہ وہ توحید پرست مسلمان پٹھان جن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جاندار حیوانوں کو اپنی زبان کے مزے کا شکار بناتے ہیں۔ اس حالت میں بھی اپنے بدلے کے قانون کو اپنے آپ پر عاید کریں۔ پھر انصاف ہو سکتا ہے۔ مسئلہ آواگون بھی اعمال کی جزا و سزا پر ہی زور دیتا ہے۔ قرآن شریف کی رو سے بھی اعمال کی جزا و سزا سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ اب انصاف کا یہ تقاضا ہے۔ کہ "ہر چہ بر خود نہ پسندی بہ دیگراں مپسند" (سعدی) جو کچھ تم اپنے پر گوارا کرنے کو تیار نہیں۔ وہ دوسروں پر عاید نہ کرو۔

دلچسپ کہانی

میرے خیال میں اس جگہ مندرجہ ذیل کہانی کا ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

ایک بوڑھا اور ایک بڑھیا ایک سلطنت کے دار الخلافہ میں رہتے تھے بڑھیا ہمیشہ اپنے خاوند سے زیور کی شکایت کیا کرتی تھی۔ بچارا بوڑھا جو کہ بادشاہ کی ایک ادنےٰ سی ملازمت پر ممتاز تھا۔ بڑھیا کی شکایت کو کیونکر رفع کر سکتا تھا۔ بچارے بوڑھے کو تیسوں دن بڑھیا کے زیور کی فکر دامن گیر رہتی تھی۔ آخر کار بوڑھا ایک دن خوش و خرم گھر آیا۔ اور اپنی بڑھیا سے مخاطب ہو کر بولا۔ کہ آج ہماری تقدیر جاگ اٹھی۔ ہماری امیدیں بر آئیں۔ بادشاہ نے مجھے خوش ہو کر مال و دولت اور زیور کے گڈے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اب ہم جلدی بہت امیر ہو جائیں گے۔ اور شاہانہ زندگی بسر کرنے لگیں گے۔ مگر بادشاہ نے اس دولت بے بہا کے عوض ایک چیز مانگی ہے۔ بڑھیا بے اختیار بولی۔ کہ جلد بتاؤ۔ وہ کیا چیز ہے۔ بوڑھے نے کہا۔ بس تیری ایک آنکھ جونہی۔ بڑھیا نے یہ فقرہ سنا۔ اس کا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔ اور اس نے جواب دیا۔ کہ میں نہیں دوں گی۔ بوڑھے نے بڑھیا سے کہا۔ کہ تیرا آنکھ دینے میں بگڑتا ہی کیا ہے۔ تو ایک آنکھ سے اپنا تمام کام بخوبی سنبھال سکتی ہے۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ تو مجھے ایسی ہی اچھی لگے گی۔ جیسی کہ اب۔ اس نے کہا۔ کہ تو ایک آنکھ نہ دینے پر بضد نہ ہو۔ کیونکہ ہماری تمام زندگی کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عیش و آرام جاتا ہے۔ غرضیکہ جوں جوں بوڑھا اسے سمجھاتا تھا۔ اس کی رنجش بڑھتی جاتی تھی۔ اور اس کی زبان پر سوائے نہ کے اور کوئی لفظ نہ آتا تھا۔ آخر بوڑھے کے پرزور اصرار پر بڑھیا بولی۔ کہ آپ ہی اپنی ایک آنکھ کیوں نہیں دے دیتے۔ اسی سے کام نہ بن جائے گا۔ آخر بوڑھے نے بڑھیا سے کہا کہ جب تو اپنی ایک آنکھ کے مقابلہ میں اتنی بے بہا دولت اور زیورات کو لات مارتی ہے۔ تو تو مجھے روز زیور کے لئے کیوں تنگ کرتی ہے۔ جب کہ خدا نے تجھے اس قدر اعضا جن میں سے ہر ایک اعضا دولت کے گڈوں سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ عطا فرمائے ہیں۔ بڑھیا چُپ ہو گئی۔ اور بعد ازاں بوڑھے سے کبھی زیور کی خواہش ظاہر نہیں کی عقلمند انسان سوچے۔ کہ جب انسان ایک عضو کے عوض دولت کے اسبار لینے کو تیار نہیں۔ تو دوسروں کی جان تک لینے میں کس طرح حق بجانب ٹھہر سکتا ہے۔

مسلمان بھائیوں کے متعلق میرے مشاہدہ میں چند واقعات آئے ہیں جن کا ذکر کرنا میں ازبس ضروری سمجھتا ہوں۔ جو خالی از دلچسپی نہ ہونگے اور میرے مضمون پر خاص روشنی ڈالیں گے۔

پٹھان سے بات چیت

ایک دفعہ میں عبداللہ پور لکڑی لینے کے لئے جا رہا تھا۔ میں ریل گاڑی میں سفر کر رہا تھا۔ میرے نزدیک ایک کابلی پٹھان بھی بیٹھا تھا۔ میں نے پٹھان سے سوال کیا۔ کہ آپ کہاں سے آتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ کابل سے۔ یہ پوچھنے پر کہ پٹھان اگر تم کو کھانے کے لئے پاؤ بھر ملائی دے دی جاوے۔ یا پاؤ بھر گوشت۔ تم دونوں میں سے کون سی چیز پسند کرو گے اس نے جواب دیا۔ کہ گوشت کو۔ پھر پٹھان نے مجھ سے پوچھا۔ کہ کیا تم بھی گوشت کھاتے ہو۔ میں نے کہا۔ کھاتا تو ہوں۔ مگر زندہ آدمی کا گوشت کھاتا ہوں۔ نہ جانوروں کا گوشت کھاتا ہوں۔ نہ مردار کا۔ آپ مہربانی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کر کے اپنی ران کا آدھ سیر پختہ گوشت کا ٹکڑا دے دیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ ہم نہیں دے گا۔ میں نے پھر خوشامدًا کہا۔ کہ آپ کی ازحد مہربانی ہو گی۔ ہمارا آج کا کام چل جاوے گا۔ اس نے خفگی سے جواب دیا۔ کہ ارے ہم نہیں دے گا۔ غرضیکہ میں جوں جوں اصرار کرتا تھا۔ وہ جواب تلخ ہی تلخ دیتا تھا۔ جن کو ایشور نے سمجھ دی ہے۔ وہ اس بات کا نتیجہ اخذ کریں۔ گوشت وہی لوگ کھاتے ہیں۔ جو خود غرض ہیں۔ اور نہیں سمجھتے۔ کہ ہمارا خدا وہی ہے جو سب مخلوق کا۔ اور سب مخلوق کو جینے کا ویسا ہی حق ہے۔ جیسا کہ ہمارا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ سوامی رام تیرتھ ایک شہر میں لیکچر دے رہے تھے۔ دوران لیکچر میں انہوں نے کہا۔ کہ سب پرانیوں کے اندر ایک ہی آتما ہے۔ سننے والوں نے کہا۔ نہیں مہاراج سب ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ سوامی جی نے اس پر اپنی ٹانگ کی پنڈلی میں سوئی چبھو لی۔ جس سے خون کی دھارا بہنے لگی۔ تمام مجمع میں کہرام سا مچ گیا۔ اور سب حاضرین افسوس کرنے لگے۔ اس پر سوامی جی نے کہا صاحبان، سوئی میں نے خود چبھوئی ہے۔ دکھ مجھے ہوا۔ آپ لوگ دکھ کیوں محسوس کرتے ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا۔ کہ مہاراج آپ کی تکلیف سے ہم کو بھی دکھ ہوا ہے۔ سوامی جی نے اس پر کہا۔ کہ بس یہی آتما کی یکسانیت کا ثبوت ہے۔ کہ دکھ اور سکھ سب کو یکساں ہوتا ہے۔

(نوٹ) خواہ انسان ہوں۔ یا حیوان۔ چرند۔ پرند۔ درند سب یکساں ہیں۔ انسان کو قدرت نے عقل سلیم عطا کی ہے۔ اس میں دوسرے جانداروں پر فوقیت ہے۔ کہ یہ دکھ اور سکھ کو دوسروں پر ظاہر کر سکتا ہے۔ دوسرے جاندار ایسا نہیں کر سکتے۔ مگر افسوس کہ خود غرض انسان طرح طرح کے بہانے تراش کر اور پتھر دل بے رحم بن کر خلق خدا کو تکلیف دینے اور موت کے گھاٹ اتارتے ہیں۔ صرف یہی عقل سلیم ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جوانسان کو انسان کہلانے کا مستحق ٹھہراتی ہے۔ اور حیوانات سے ممتاز بناتی ہے۔ مگر انسان اس کو کام میں نہ لا کر اپنے آپ کو حیوانات کے درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔

مسلمان دوست سے بات چیت

میں ایک مرتبہ ایک مسلمان دوست کے ہاں گیا۔ میں نے اس کے گھر میں ایک موٹو ایک فریم میں جس پر شیشہ لگا ہوا تھا۔ ایک خوبصورت پھولدار چھپے ہوئے کاغذ پر موٹے موٹے حروف میں لکھا ہوا دیکھا اس کی عبارت حسب ذیل تھی

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبریست
وقت پیری گرگ ظالم مے شود پرہیزگار

جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کا کام ہے۔ بڑھاپے میں تو ظالم بھیڑیا بھی پرہیزگار ہو جاتا ہے۔ میں نے اپنے دوست سے سوال کیا۔ کہ آپ نے اپنے گھر میں یہ موٹو لگایا ہے۔ پہلا مصرعہ تو ٹھیک ہے۔ اگر دوسرے مصرعے کی تشریح کیجاوے۔ تو شاید آپ کے عقیدے کے خلاف پڑے۔ کیونکہ پیری کے زمانے میں دانت، پنجے اور طاقت کم ہونے کی وجہ سے بھیڑیا جانوروں کو آسانی سے نہیں مار سکتا۔ اس لئے اس کو پرہیزگاری کا طعنہ دیا گیا ہے جوانی کے عالم میں آپ لوگ یہ سمجھتے ہوتے۔ کہ جانوروں کی جان لینا پرہیزگاری کے خلاف ہے۔ اور قرآن شریف کی ہدایت بھی ہے۔ کہ خدا تک جانوروں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا۔ بلکہ پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ بے زبانوں کو کیوں اذیت پہنچاتے ہیں۔ وہ یہ سن کر چُپ ہو گیا۔ اور کوئی جواب نہ دیا۔ مگر دوسری دفعہ جب میں اس کے مکان پر گیا۔ تو وہ موٹو وہاں پر نہ تھا۔

ایک دفعہ گوشت خوری کے متعلق میری گفتگو میرے ایک مسلمان دوست سے ہوئی۔ اس نے کہا کہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی خوراک حیض کا خون ہوتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ اس لئے گوشت انسان کی قدرتی غذا ہے۔ میرے خیال میں میرے دوست نے اس کے اپنے مذہبی نقطہ نگاہ سے بھی غلط کہا ہے کیونکہ اگر مسلمان مذہبی طور پر یہ اصول تسلیم کر لیں۔ تو انسانی گوشت ان پر جائز ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ماں کے پیٹ میں ہر ایک جاندار اپنی ماں کی تبدیل شدہ خوراک سے پرورش پاتا ہے۔ کیا گائے بھینس، بھیڑ، بکری، ہرن وغیرہ گھاس یا ہر یاول کھانے والے بچے ماؤں کے پیٹوں میں گھاس یا ہریاول کھا کر پرورش پاتے ہیں۔ یا درندوں کے بچوں کو ان کی ماؤں کے پیٹوں میں گوشت ملتا ہے۔ المختصر یہ دلیل بالکل لچر ہے۔ اسے تسلیم کر لینے کی صورت میں کیا مسلمان انسانی گوشت سے پرہیز ترک کر دیں گے۔ ماں کے پیٹ میں انسانی بچہ ناف کے ذریعہ خوراک چوستا ہے۔ نہ کہ منہ کے ذریعہ خون پیتا ہے۔ گوشت خور انسان گوشت خوری کو جائز ٹھہرانے کے لئے طرح طرح کے بہانے تراشتے ہیں۔ اور مردار کھا کر اپنے جسموں کو ناپاک۔ روح کو پراگندہ۔ دلوں کو بے رحم۔ دلوں کو بجائے خلق خدا کی خدمت کے ایذا پہنچانے والا بناتے ہیں۔ جو صحیح معنوں میں جہنم کا راستہ ہے۔

ایک رنجدہ حادثہ

ایک مسلمان طالب علم مسمیٰ ضیاء الدین جولائی ۱۹۳۶ء میں دریائے راوی میں ڈوب گیا اس کے ساتھی مشتاق احمد نے اس کے بال پکڑ کر اس کے بچانے کی کوشش کی۔ مگر ضیاء الدین کو نیچے سے کسی جانور نے پکڑ لیا تھا۔ جس کی وجہ سے مشتاق کے ہاتھ سے ضیاء الدین چھوٹ گیا۔ اور ڈوب گیا۔ تین گھنٹہ کی متواتر کوشش کے بعد ملاحوں نے تیس ۳۰ فٹ کی گہرائی سے متوفی کی لاش کو نکالا۔ مرحوم کے تمام جسم کا گوشت جانوروں نے کھا لیا تھا۔ لاش کو دیکھ کر ڈرل ماسٹر اور طلباء بے ہوش ہو گئے۔ کیونکہ متوفی کی لاش نے نہایت خوفناک صورت اختیار کر لی تھی۔ اسی اثنا میں گھر والے بھی پہنچ گئے۔ متوفی کے والدین نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لاش کو دیکھا۔ تو وہ بھی غش کھا کر گر پڑے۔ یہ دردناک واقعہ تھا۔ کہ محسوس کرنے والے کا دل دیکھ کر یا سُن کر تڑپ گیا۔ مگر جائے غور ہے۔ کہ اگر انسان پر ظلم ہو۔ تو اسے دیکھ کر رشتے دار نیز جن کا کوئی تعلق بھی نہیں۔ وہ بھی بیہوش ہو جاتے ہیں۔ مگر وہی غش کھانے والے جانوروں کے جسم کو چٹخارے لے لے کر کھاتے ہیں۔ کیا ان کے اس فعل سے خود غرضی، خود پرستی نیز بے انصافی نہیں ٹپکتی۔ کاش یہ لوگ یہ بھی سمجھتے۔ کہ جیسا وہ لڑکا خدا کی مخلوق تھا۔ ویسے ہی دیگر جاندار بھی اس قادر مطلق کی مخلوق ہیں۔

سانپ موذی ہے

مسلمانوں کا مسئلہ ہے۔ کہ "قتل موذی قبل از ایذا" اس مسئلہ پر اتنی سختی سے عمل کرنے کا حکم ہے۔ کہ نماز کی نیت کو کسی حالت میں بھی قضا نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر اگر نماز ادا کرتے وقت کوئی سانپ نظر پڑ جاوے۔ تو سانپ کو مار دینا چاہیئے ذرا اس مسئلہ پر غور کریں۔ کہ سانپ کو ایسا موذی کس نے بنایا۔ اور یہ خصلت اس میں کس نے پیدا کی۔ جانوروں میں مختلف عادات دیکھنے میں آتی ہیں۔ مثل مشہور ہے۔ بھیڑ چال۔ بھیڑوں کا حال یہاں تک بیان کیا جاتا ہے۔ کہ امریکہ میں ایک دفعہ گڈریئے ایک ہزار بھیڑوں کا ریوڑ لے کر ایک دریا کے کنارے پانی پلانے کے لئے پہنچے۔ وہاں پر دریا کی گہرائی بہت زیادہ تھی۔ اتفاق سے ڈر کر ایک بھیڑ نے دریا میں چھلانگ لگا دی پھر کیا تھا۔ یکے بعد دیگرے سب بھیڑیں دریا میں کود گئیں۔ اور سب ڈوب ڈوب کر مر گئیں۔ کیا انسانوں میں یہ طاقت ہے۔ کہ کسی نسل کے دنیا بھر کے جانداروں کی خصلت کو بدل سکے۔ اس لئے اگر ہم سانپ کو اس لئے موذی سمجھتے ہیں۔ کہ اس میں زہر ہے۔ اور کاٹنے کی عادت ہے۔ تو یہ اس کو قدرت نے ودیعت کی ہے۔ مگر افسوس ان انسانوں پر ہے۔ کہ سانپ کو تو موذی سمجھ کر کسی حالت میں بھی درگزر کرنا نہیں چاہتے۔ مگر وہ خود کو دیکھیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ کوئی قوم کسی جانور کو کھاتی ہے۔ کوئی قوم کسی کو۔ غرضیکہ جس قدر جاندار دنیا میں نظر آتے ہیں۔ ان سب پر ہاتھ صاف کیا جاتا ہے تب بھی خود کو موذیوں میں شمار نہیں کرتے۔ واہ رے انصاف۔ چونکہ انصاف کرنے والا بھی انسان خود ہی ہے۔ انصاف کے جو معنے چاہے گھڑ لے

ہنسنا اور رونا

ایک شکاری گھر دم اٹھا۔ اور بندوق کندھے پر رکھ کر گھر سے باہر نکل گیا۔ اس کا جھونپڑا جنگل میں ہی واقع تھا۔ اس لئے جب چاہتا اٹھ کر شکار کے لئے نکل جاتا گھر سے کوئی دو تین صد گز کے فاصلہ پر گیا ہوگا۔ کہ اسے ایک درخت پر ایک فاختہ اور اس کا بچہ بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ اس نے تاک کر نشانہ مارا۔ فاختہ تو چونکنی ہو گئی۔ مگر اس کا بچہ پھڑ پھڑا کر زمین پر آرہا۔ شکاری نے اسے اٹھا لیا۔ اور گھر کی طرف روانہ ہوا۔ فاختہ شکاری کی طرف جھپٹی۔ مگر اس نے بندوق کی نالی اس کی طرف کر کے اس کو ڈرا دیا۔ اور ہنس کر آگے چل دیا۔ وہ شاداں و فرحاں گھر میں داخل ہوا۔ مگر اس کا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔ اس کی بیوی اپنے معصوم بچے کو گود میں لئے رو رہی تھی۔ بچے کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔ اور وہ جاں بلب تھا۔ شکاری نے لپک کر اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ مگر اس نے اس کے ہاتھوں میں آتے ہی جان دے دی۔ شاید موت کا فرشتہ شکاری کی آمد کا ہی منتظر تھا۔ شکاری نے لاش کو ایک کپڑے میں رکھ دیا۔ ضبط نہ کر سکا۔ ایک دم آنسو نکل پڑے۔ ایک طرف فاختہ کا بچہ مرا پڑا تھا۔ اور دوسری طرف اس کے بچے کی لاش پڑی تھی۔ فاختہ کے بچے کی موت پر شکاری ہنس پڑا تھا۔ مگر اپنے بچے کی لاش پر آنسو بہا رہا تھا۔

آغاز گوشت خوری

گوشت خور اکثر سوال پیش کرتے ہیں۔ کہ گوشت خوری کا رواج زمانہ قدیم سے چلا آیا ہے۔ مگر تحقیقات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ہندوستان میں گوشت خوری کا رواج مہا بھارت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے چار پانچ صد سال بعد ظہور پذیر ہوا۔ مہا بھارت کی لڑائی نے وہ انقلاب
عظیم برپا کیا۔ کہ زمین سے دھرم کا تختہ ہل گیا۔ دھرم کی جگہ ادھرم نے لے لی۔
وام مارگ۔ جیسے ادھرمی پیدا ہوئے۔ شراب، کباب، زناکاری جن کے تین
اعلےٰ اصول تھے۔ اس۔ لہ ۳۳ کے درمیانی زمانہ میں۔ جو دراصل جہالت کا
زمانہ تھا۔ چاروں طرف اودیا کا پھیلاؤ شروع ہوا۔ وام مارگ بہت جلد پرچلت ہوا
سچ ہے۔ پاپ ہمیشہ بہت جلد پھیلتا، پھولتا اور پھلتا ہے۔ وام مارگ سے بدھ مذہب
نے مقابلہ کیا۔ شراب، کباب اور زناکاری کو کم کر کے اخلاق اور رحم کا پرچار
کیا۔ اب جس طرح یہاں رحم کا پرچار دوبارہ ہوا۔ اسی طرح مسیح کے اپدیش
سے یروشلم میں کامیابی ہوئی۔ قربانیاں بند ہو گئیں۔ کبوتر بیچنے کی ممانعت
کی گئی۔ پہلا از مسیح کی تعلیم کا یہ ہوا۔ کہ متی شاگرد رشید نے گوشت کا کھانا
چھوڑ دیا۔ اس طرح یوحنا نے بھی۔ مگر یہ کیوں ہوا۔ اس کا سبب لائق محقق
اور دانا کھوج کرنے والوں نے پرانی تواریخوں کے ورق الٹا الٹا کر یہ نکالا
ہے۔ کہ مسیح بدھ کے مشنریوں کا جو مصر اور اسکندریہ میں پرچار کرنے کے
لئے گئے تھے۔ شاگرد تھا۔ بعد ازاں مسیح کے پولوس نے سب جانور حلال
کر دیئے۔ ہاں اپنے واسطے۔ مگر خدا کا نام بدنام نہ کیا۔ مسیح کے مرنے کے
بعد مخالفوں نے پھر دل کے بخار نکالے۔ اور گوشت خوروں نے اس بیت المقدس
کو جہاں کبوتر فروشی سے مسیح نے منع کیا تھا۔ سور کی قربانی کی گئی پھر اس
کے چھ صد برس بعد حضرت محمد صاحب نے اصلاح کی۔ مگر کیا کیا۔ اور کس
طرح کیا۔ کسی سے مخفی نہیں۔ یعنی وام مارگ کی قربانی کو درجہ حد تک پہنچا دیا
اپنے پیروؤں میں ہر ایک پر فرض کر دیا۔ کہ وہ قربانی کرے۔ گوشت کو
سید الطعام تبلایا۔ حتےٰ کہ گوشت خوری کا رواج بام عروج تک پہنچا دیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نظم

گوشت خوری اخلاق کی نظر میں

۱

ہر اک مخلوق کی جو روح ہے وہ پاک ہستی ہے
اسی باعث تو ذاتِ پاک خالق اسمیں بستی ہے
تمیز ان میں نہیں ہے کوئی کمتر اور برتر کی
کسی سے کوئی بھی گھٹیا نہیں ہے اور نہ سستی ہے

۲

یہی ہے وید میں لکھا یہی قرآن میں ہے آیا
ہر اک انسان پہ ہے فرض فرمان ربِ اکبر کا
پرندہ یا چرندہ ہو ستم اس پر نہیں کرنا
انہیں نظر محبت سے ہمیشہ دیکھتے رہنا

۳

شکم بھرنے کو جو انسان کسی کو ذبح کرتا ہے
ستم اک طرح اپنی جان پہ وہ آپ کرتا ہے
کہ اپنے حق کی حد سے قدم آگے جو دھرتا ہے
دھرم اخلاق انسانیت کے رتبہ سے وہ گرتا ہے

۴

نہیں یہ فعل ہے اسکا کسی موذی ہیں رحمانی
کسی کو ذبح کر ڈالے کسی کی کر دے قربانی
سزا اس کیلئے لازم جو کرتا ہے یہ نادانی
کبھی اس پر نہیں ہونے کا نازل فضلِ یزدانی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انسان کے چال چلن پر گردو پیش کا اثر

نمبر ۱

چال چلن کی قیمت

انسان کا چال چلن ایک نہایت ہی قیمتی چیز ہے۔ دنیا میں اگر کسی چیز کی صحیح وقعت ہے اور ہونی چاہیئے۔ تو وہ چال چلن ہی ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ انسان کی ذات میں جو جو چیزیں ودیعت ہوتی ہیں۔ ان میں مستقل کونسی چیز ہے۔ کیا دراصل دولت کوئی ایسی شے ہے۔ جس کے متعلق انسان فخر سے یہ کہہ سکتا کہ یہ میری دولت میری زندگی کا ایک مستقل جزو ہے۔ کیا ایسی مثالوں کی دنیا میں کمی ہے۔ کہ جو کل کروڑپتی تھے۔ آج دردر کے بھکاری ہو گئے۔ اسی طرح جسمانی طاقت کو لیجیئے۔ بڑے بڑے شہ زور انسان ایسی بیماریوں میں مبتلا دیکھے جاتے ہیں۔ کہ وہ اپنی رفع حاجت کے لئے بھی دوسروں کی مدد کے محتاج ہوتے ہیں۔ جاہ و حشم کو لیجیئے۔ تو یہ بھی غیر مستقل چیزیں ہیں۔ کل ایک آدمی ایک جتھے کا سردار تھا۔ آج وہ جیل میں محبوس ہے۔ مگر چال چلن ایک ایسی چیز ہے۔ جو ہمیشہ انسان کے ساتھ رہتی ہے۔ جب بھی مصائب زمانہ کی بھٹی پر چڑھنے کا وقت آیا ہے۔ نیک چلن شخص کندن کی طرح دمکتا ہوا دنیا کے سامنے آتا ہے۔ جن لوگوں کا چال چلن خراب ہے۔ ان میں مستقل مزاجی بھی کم ہوتی ہے۔ اور وہ لوگ دنیادی مصیبتوں کے آگے اکثر عاجز آجاتے ہیں۔ اور دب جاتے ہیں۔ ایک معمولی سے معمولی حیثیت کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر پختہ کیریکٹر والا آدمی ایک بڑے دولت مند صاحب دنیوی جاہ و جلال کے سامنے تن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ نہ اس دولت مند کی دولت نہ اس کے حواریوں کے زور و طاقت میں یہ کرشمہ ہے۔ کہ اس صاحب چال چلن کے سر کو نیچا کر سکیں۔ کیونکہ اس کے اندر نڈرتا ہے۔ اس کو صرف اپنے پربھو کا ڈر ہے۔ اور دیگر کوئی چیز اس کو سچائی کی چٹان سے نہیں گرا سکتی

غلط مشابہت

گوشت خور انسان بہت زور سے کہا کرتے ہیں کہ قدرت نے جیسا گوشت خور درندوں کو بنایا ہے۔ ویسے ہی انسان بھی گوشت کھاتے۔ تو یہ قانون قدرت کے خلاف نہیں۔ جائے غور ہے۔ کہ انسان اور حیوانات کا آپس میں کیا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ کہیں گوشت کے کھانے سے ہی تو ایسے لوگوں کی دماغی حالت اس نچلے درجہ کی تو نہیں ہو جاتی ہے۔ کہ وہ یہ بھی بھول جاتے ہیں۔ کہ انسان تو اشرف المخلوقات ہے۔ اور اپنے افعال کا ذمہ وار ہے۔ مگر حیوان کی تو یہ بھوگ یونی ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے۔ اس کئے پر سزا اور جزا کا مستحق نہیں۔ حیوان حیوان کا شکار کرتا ہے۔ تو یہ معلوم نہیں پڑتا۔ کہ وہ قدرت کے کسی قانون کی زد میں آتا ہے۔ نہ انسان نے کوئی ایسا قانون بنایا ہے۔ کہ حیوانوں کو حیوانوں کے قتل کے لئے کوئی سزا دے۔ مگر انسان انسان کو قتل کرنے سے پھانسی کی سزا کا مستوجب ہوتا ہے۔ آخر اس کی وجہ تو یہی ہے۔ کہ انسان کو پرماتما نے سوچنے کی قوت دی ہے۔ اگر وہ اپنے بھائی کا گلا کاٹے گا۔ تو اس سے سماج کی زندگی میں بڑا بھاری خلل ہوگا۔ اس لئے اخلاق اور اس کی ذمہ داری انسان پر ہی عائد ہوتی ہے۔ اور اس کا حیوانوں سے کوئی مقابلہ کرنا۔ اپنی کم عقلی کا مظاہرہ کرنا ہے۔ جانوروں میں شیرنی کا بچہ اس کا جوڑا ہو جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دوسرے جانوروں کا بھی یہی حال ہے۔ مگر انسان اگر ان افعال کا مرتکب ہو۔ تو اس کے لئے کم از کم سوسائٹی میں کوئی جگہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں۔ لہذا انسان کا ہر فعل اخلاق کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ اور اخلاق اس کے منافی ہے۔ کہ انسان گوشت کھائے۔ جس سے کہ اس کی آمدنی بیہودہ طور پر خرچ ہو۔ اور اس کو قرض لینے کی ضرورت درپیش ہو۔ اور شاید ایسی حالت بھی آجائے۔ کہ وہ قرض کو ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے رشوت خوری پر مجبور ہو جائے۔ اور اپنے اخلاق کا دیوالہ نکال دے لوگوں کی بہو بیٹیوں پر بُری نظر رکھ کر سوسائیٹی کے لئے باعث شرم بن جائے۔

ملک کی خدمت

آج دنیا کو بالعموم اور بھارت ورش کو بالخصوص دیش بھگتوں اور جاتی سیوکوں کی ضرورت ہے۔ مگر یہ سیوا وہی لوگ کر سکتے ہیں۔ جن کی زندگی سادہ ہو۔ اور جن کے اخراجات کم ہو۔ کم سے کم خرچ پر اچھی سے اچھی طاقت دینے والی خوراک کھائیں۔ جس آدمی کا پیٹ کئی اور آدمیوں کی محنت کی کمائی کھا کر بھی نہیں بھرتا۔ وہ پبلک کی سیوا کیا خاک کر سکتا ہے۔

آج مہاتما گاندھی نے اپنی سادہ زندگی اور سادہ خوراک سے دنیا کے سامنے ایک عدیم النظیر مثال پیش کر دی ہے۔ کہ ایک کمزور انسان کم سے کم ذاتی خرچ کے ساتھ ایک نہایت ہی اعلیٰ پیمانہ کی دیش سیوا کی ہے۔ اور دیش کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے لوگوں کو بیش بہا قربانیاں کرنے پر آمادہ کر دیا ہے۔ غلاموں کے سر میں آزادی کے جوصلے بھر دیئے ہیں۔ اور دنیا کی سب سے بڑی طاقت کے سامنے اپنی سچائی اور اخلاق کے ساتھ مہاتما جی سر اونچا کئے کھڑے ہیں۔ اور وہ طاقت اس کی "نہ" کو "ہاں" میں تبدیل کراتے پر اسمرتھ ہے۔

سائنس کا فتوے

جائے حیرت ہے۔ کہ جب کہ سائنس نے بھی آج فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ گوشت کھانے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے انسان کو بعض بڑی سے بڑی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ حالانکہ دودھ اس کے مقابلہ میں زیادہ مکمل خوراک ہے۔ اور انسان کی ذہنی اور اخلاقی قوتوں کے قائم رکھنے میں بہت مددگار ہے۔ پھر بھی لوگ دودھ جیسی امرت چیز کو چھوڑ کر گوشت کھاتے ہیں۔

ہندو کا دماغ

اگر یہ صحیح ہے۔ کہ ہندوؤں کا دماغ ہزاروں سال کی غلامی کی زندگی کے باوجود بھی اپنے اندر ایک خاص جوہر رکھتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ کہ باوجود اس امر کے کہ ہندوؤں کی دنیاوی حالت دیگر مغربی اقوام کے لوگوں کے مقابلہ میں پست ہے۔ مگر ان کا دماغ ان قوموں کے افراد کے دماغ کا خاطر خواہ مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور اس مقابلہ میں ان کو کسی قسم کی شکست کا ڈر نہیں تو یہ ماننا پڑے گا۔ کہ اس میں ہندوؤں کی وجیٹرین زندگی بہت حد تک ذمہ وار ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ یورپین اور سب مغربی طاقتیں گوشت کھاتے ہیں۔ شراب پیتے ہیں۔ مگر ان کا دماغ کسی سے کم نہیں۔ اور انہوں نے سائنس میں وہ ترقی کی ہے۔ کہ انسان کی عقل کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ مگر وہ لوگ یہ سوچنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ کہ یہ مغربی طاقتیں اس وقت حکمران ہیں۔ محکومیت کے دنوں میں ان کی تہذیب جنگلیوں جیسی تھی۔ ان کے دماغ کی مستقل قیمت کا اندازہ تب لگ سکتا ہے۔ جبکہ وہ اپنی موجودہ دماغی حالت کو محکومیت کی ذلالتوں کے باوجود قائم رکھ سکیں۔ دوسرے مغربی دماغ نے جتنا کرشمہ دکھایا ہے۔ وہ محض مادی ترقی میں ہی دکھایا ہے۔ اخلاقی اور روحانی مدراج میں وہ ہندوستان سے کوسوں پیچھے ہیں۔ اگر آج صدیوں کی محکومیت کے بعد بھی ہندوستانی آزاد ہو سکتے۔ اور ہندوستانی دماغ کو مادی سائنس کے میدان میں کام کرنے کے وہی موقعے ملتے۔ جو مغربی دماغ کو حاصل ہیں۔ تو دنیا کی دونوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دماغوں کا مقابلہ کرنے کا موقع ملتا۔ مگر یہ بدقسمتی ہے کہ ہندو کا دماغ ایک غلام قوم کا دماغ ہے۔ اور حکمرانوں کے ساتھ اس کا کچھ مقابلہ نہیں ہو سکتا۔

لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ صاحب اخلاق ہوں۔ آپ کی خوراک اور زندگی اتنی سادہ ہو۔ کہ آپ ملک اور قوم کے لئے بوجھ نہ ہوں۔ اپنی ضرورتوں کے لئے آپ کو دوسرے کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔ دوسروں کی بہو بیٹیوں کی عزت آپ کے ہاتھوں خطرے میں نہ ہو۔ آپ میں اخلاقی جرأت ہو۔ رشوت خوری سے بچے رہیں۔ اور آپ کا دماغ خاص جوہر کا مالک ہو آپ میں اخلاقی جرأت ہو۔ اور دیش سیوا جس کی آپ کے ملک کو اس وقت اشد ضرورت ہے کرنے میں آپ کی عادات حائل نہ ہوں۔ تو اپنی خوراک میں گوشت اور اس کے لوازمہ یعنی شراب جیسی مذموم اشیاء کو ہرگز جگہ نہ دیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نظم

انسان کے چال چلن پر گوشت خوری کا اثر

غلوں میں عقل و فہم کا پنہاں کمال ہے
لیکن غذائے گوشت میں ان کا زوال ہے

کھاتا ہے جو اناج وہ نیکو خصال ہے
جس کی خوراک گوشت بُری اس کی چال ہے

اس میں نہ کوئی شک ہے نہ کچھ قیل و قال ہے
دونوں کا حال جو ہے وہ زندہ مثال ہے

جتنے ہیں غلہ خور ہیں وہ طالبِ امن
اور خوئے گوشت خور جدال و قتال ہے

غلوں کا کھانے والا رہا خادمِ وطن
انساں کی خیر خواہی میں اس کو کمال ہے

غالب ہمیشہ رہتا ہے وہ مشکلات پر
لیکن مصیبتوں سے یہ ہوتا نڈھال ہے

آزاد اگر ہے وہ تو یہ ہے غیر کا غلام
ظرفِ طلا وہ ہے تو یہ مثل سفال ہے

رہتا ہے دور دور جرائم سے وہ سدا
اور آرزوئے جرم سے یہ پائمال ہے

وہ مستقل مزاج تو ڈھل مل یقین یہ
ہمت میں وہ بلند تو یہ پست حال ہے

جن کی غذا ہے پاک ہیں پختہ چلن وہی
ہر جگہ اس کی قدر ہے وہ ایسا مال ہے

یہ وصف ان کی ذات میں جو غلہ خور ہیں
جوہر یہ ان کا قیمتی ہے بے مثال ہے

کمزور اگر چلن ہے تو خطرے میں زندگی
پختہ چلن ہی دہر میں انساں کی ڈھال ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انسان کے چال چلن پر گوشت خوری کا اثر

مسلمانوں کے متعلق

نمبر ۲

یوں تو گوشت خور انسان دنیا کے ہر ایک حصہ میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ دنیا میں کسی حصے میں ان کی کمی نہیں۔ لیکن ہندوستان میں قریب آٹھ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ جو ہمارے ہمسائے ہیں۔ اور شانہ بشانہ رہتے ہیں ہم کو اُن سے دن رات واسطہ پڑتا ہے۔ جو خود گوشت کھاتے ہیں اور گوشت کو نعمتِ غیر مترقبہ خیال کرتے ہیں۔ نیز ہندوستان کے باقی گوشت کھانے والے انسانوں کو گوشت ۹۷ فیصدی مسلمان مہیا کرتے ہیں۔ محض ہندوستان میں ہی نہیں۔ بلکہ چین میں جہاں کی کل آبادی بیالیس کروڑ نفوس کے لگ بھگ ہے۔ ان میں قریب دو کروڑ مسلمان بھی ہیں۔ مجھے ایک دفعہ اخبار میں یہ پڑھ کر بڑا تعجب ہوا کہ ملک چین جیسے وسیع ملک میں بھی گوشت خور انسانوں کو بھی لوگ گوشت مہیا کرتے ہیں۔ ہندوستان اور چین دونوں ملکوں کی مجموعی آبادی دنیا کی نصف آبادی سے کچھ زیادہ ہے۔ باقی مسلمان ممالک مثلاً وزیرستان۔ افغانستان۔ ایران۔ مصر۔ ٹرکی۔ عرب۔ سوڈان افریقہ۔ روس وغیرہ میں تقریباً بارہ تیرہ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ تو گویا دنیا کی ۳/۴ حصہ آبادی کو یہ گوشت مہیا کرتے ہیں۔

نوٹ ضروری } ذیل میں چند واقعات بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیئے جاتے ہیں جن کی غرض نہ مسلمانوں اور نہ دوسری قوموں کی توہین نہ بدنامی اور نہ مذمت ہے۔ بلکہ اظہار حقیقت اور دعوے کی تائید ہے۔ میں ان باتوں سے تہ دل سے گریز کرتا ہوں کہ کسی قوم کی توہین بدنامی اور مذمت کی جائے۔ میں نے جو واقعات پیش کیے ہیں وہ اخبارات میں نکل چکے ہیں۔

لاہور میں ایک نابالغ سے بدفعلی کا واقعہ

از اخبار پرتاپ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۸ء

گوالمنڈی لاہور میں ایک مسلمان انجینئر کے لڑکے کو دن دہاڑے قتل کیا گیا تھا۔ لڑکا سکول میں پڑھتا تھا۔ خوبصورت تھا۔ بدمعاش اس سے بدفعلی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن وہ ان کے اڈے نہ چڑھا۔ آخر انہوں نے انجینئر صاحب کے ملازم نور کو پھانسا اور روپیہ وغیرہ دے کر اس کو سازش میں شریک کر لیا۔

سلطانی گواہ کا سنسنی خیز بیان

آج جب عدالت میں سماعت شروع ہوئی تو سلطانی گواہ نے بیان دیا کہ جب بہت اصرار کے باوجود لڑکا نہ مانا تو ہم نے فیصلہ کیا کہ اس کے ساتھ زبردستی بدفعلی کر کے اسے قتل کر دیا جائے۔ انجینئر کے نوکر کو ہم نے اپنا شریک بنا لیا۔ ایک دن نوکر نے لڑکے کو کسی بہانے سے سامنے والے خالی مکان میں پہنچا دیا۔ ہمارا ایک آدمی چھپا بیٹھا تھا جونہی لڑکا سیڑھیوں پر گیا۔ باقی دو نے جو تاڑ میں کھڑے تھے اسے پکڑ لیا اور اوپر لے گئے۔

ذبح کرنیکا نظارہ

لڑکے سے بدفعلی کا ارادہ کیا گیا۔ تو اس نے انکار کیا۔ اس پر ہم نے اس کا پاجامہ پھاڑ ڈالا اور باری باری بدفعلی کی۔ اس کے بعد ایک ملزم نے استرا لے کر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس کو ذبح کرنا چاہا۔ لیکن اس کا ہاتھ رک گیا۔ دوسرے نے کہا۔ کہ ایسا کام کرتے ہو۔ اور قتل کرنے سے ڈرتے ہو۔ بس تینوں مجرم لڑکے کی چھاتی پر چڑھ گئے۔ اور استرے سے اس کا گلا کاٹ دیا۔ ملازم نے پانی ڈال کر لاش کو ٹھنڈا کر دیا۔

انگلیاں کاٹ ڈالیں

ایک مسلمان عورت نے عداوت کی وجہ سے کمال سنگدلی سے اپنے کمسن بھتیجے کی انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کوٹ خواجہ سعید (مغلپورہ) میں ایک نابالغ مسلمان لڑکے کو اس کی چچی نے جو نمبردار کی بیوی بیان کی جاتی ہے۔ گھر بلا کر چھری سے زخمی کیا۔ پہلے تو عورت نے اس کے ایک ہاتھ کا انگوٹھا کاٹ ڈالا۔ پھر دوسرے ہاتھ کی انگلیاں جڑ سے کاٹ ڈالیں۔ گھر والوں کو اس بات کا پتہ چل گیا۔ انہوں نے زخمی لڑکے کو سخت مجروح حالت میں ہسپتال پہنچایا۔ از اخبار پرتاپ ۹ جولائی ۱۹۳۶ء

بکری کا قتل

(از اخبار پرتاپ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

امرتسر کی پولیس نے ایک مسلمان رحمت کو گرفتار کیا ہے۔ جس نے شہر کے باہر موضع تونگ کے نزدیک رات کے وقت ایک زندہ بکری جو کہ کھیت میں چر رہی تھی کی ٹانگ ٹکوے سے کاٹ لی۔ بعد ازاں جب بھون کر کھا رہا تھا۔ تو لوگوں نے اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔ ملزم ضلع گجرات کا رہنے والا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ وہ بھوکا تھا اس لئے اس نے ایسا کیا ہے۔

بکروں کی جگہ کتے کھلاتا رہا

(مردان) افواہ گرم ہے۔ کہ ہوتی (مردان) بازار میں ایک قصاب کے ہاں سے چار کتوں کے سر برآمد ہوئے ہیں۔ اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ پولیس نے قصاب مذکور کو گرفتار کر کے حوالات بھیج دیا ہے۔ پرتاپ ۳۱ جولائی ۱۹۳۷ء

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پرندوں کو اذیت پہنچانے پر سزا

از اخبار پرتاپ ۔ ویروار ۱۲ مئی ۱۹۳۶ئ

سنہ ۱۹۳۶ئ ۔ آج سردار عبدالصمد خاں سٹی مجسٹریٹ لٹنے موضع گروال، تھانہ ساناواں کے ایک جاٹ سردار محمد کو چند تلئیروں کو اذیتیں دینے کے جرم میں چالیس روپیہ جرمانہ یا ایک ماہ قید سخت کی سزا دی۔ اسنے تین تلئیروں کو پکڑ کر ان کی آنکھوں کو سوئی دھاگا سے سی دیا۔ اور ان کو باہر بٹھلا دیا۔ جب ان کے پاس اور تلئیر جمع ہوتے۔ تو ملزم ان کو جھٹ پکڑ لیتا۔

گپ شپ

آغا خاں کی ضیافتوں میں شراب کا دور

از اخبار پرتاپ مورخہ ۲۱ فروری

سنہ ۱۹۳۴ئ ۔ یہ عنوان ہم نے معاصر الجمعیتہ دہلی کے لیڈنگ آرٹیکل پر دیکھا تو ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ سوچنے لگے ۔ خدایا ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کے لیڈر کی ضیافتوں میں شراب کا کیا کام؟ لیکن الجمعیتہ کی ان سطور نے سارے معاملہ کو صاف کر دیا۔ سر آغا خاں دہلی آئے ۔ اور تقریباً دو ہفتہ رہ کر واپس چلے گئے۔ اس دوران میں نئی دہلی کے ایوانات نے جو کچھ دیکھا اور جیمخانہ کلب اور روشن آرا باغ کے در و دیوار نے جو کچھ سنا۔ وہ ہندوستان کی ایک سب سے زیادہ مفلس، وفاشعار۔ اور مذہب پرست قوم کے لئے ہزاروں عبرتیں اپنے اندر پوشیدہ رکھتا ہے۔ صرف چند یوم کے اندر پچیس ہزار روپیہ آغا خاں کے مختلف ڈنروں، لنچوں اور ایٹ ہوموں پر خرچ ہوا۔ اور عین اس وقت جب کہ صوبہ بہار میں مصیبت زدہ بیوائیں۔ اور یتیم بچے قوت لایموت کے لئے تڑپ رہے تھے۔ مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ کے اراکین نے جگمگاتے ہوئے ہوٹلوں کی پر تکلف میزوں کو ہر قسم کے ماکولات و مشروبات سے آراستہ کیا۔ اور تھوڑی دیر کے لئے اپنی قوم کے انتہائی افلاس و ناداری و مصیبت زدگان بہار کی زہرہ گداز تباہی و بربادی کو حرف غلط

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی طرح لوح دل سے محو کر دیا۔ این دفتر بے معنے غرق مئے ناب

اس سلسلہ میں یہ سطور بھی پڑھ لیجیئے

لیکن معاملہ صرف اس جگہ ہی ختم نہیں ہو جاتا، اسراف فضول خرچی اور غفلت و بے حسی تو اس تصویر کا صرف ایک ہی رُخ تھا۔ دوسرا رُخ اس سے زیادہ حیرت ناک اور اس سے زیادہ عبرت آموز ہے مسلمانوں کے ان نام نہاد لیڈروں نے جو تمام ہندوستان کے آٹھ کروڑ فرزندان توحید کی قسمتوں کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ آغا خاں کی دعوتوں میں علی الاعلان اسلامی احکام کی توہین کی۔ اور شراب جیسی نجس چیز کو جسے سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ام الخبائث کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ عام طور پر مسلمانوں کے سامنے پیش کیا۔ اور پینے والوں نے یہ کہہ کر پیا۔ کہ کون کہتا ہے۔ کہ اس کا پینا حرام ہے۔ اس کا نہ پینا حرام ہے۔

دو مسلم پارٹیوں میں فساد

نولکھا (لاہور) کی پولیس نے اپنے علاقہ مصری شاہ میں امام باڑہ حسین آباد عرف رب گھر کی دو پارٹیوں کو فساد کے سلسلہ میں گرفتار کر لیا۔ جس کے متعلق اخبار پرتاپ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء میں "مسلم نیوز سروس" کی حسب ذیل رپوٹ شایع کی تھی۔

مسلم نیوز سروس

پرتاپ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء۔ امام باڑہ میں سور کا گوشت پکانے پر نقض امن کا خدشہ۔ فریقین نے باہمی راضی نامہ کر لیا۔ عدالت سے بری۔

لاہور ۱۵ اپریل ۱۹۳۶ء۔ آج خاں صاحب میاں حکیم الدین مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں ۱۳ اپریل کو مصری شاہ کے ایک امام باڑہ موسومہ حسین آباد عرف "رب گھر" میں میر اعجاز حسین ایکسٹرا اسٹنٹ کمشنر امرت سر، کرامت علی شاہ وغیرہ نو اشخاص اور ضامن علی وغیرہ چھ اشخاص

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے درمیان تصادم ہونے پر علاقہ بٹی کی پولیس نے ان پندرہ مسلمانوں کا چالان زیر دفعہ ۱۰۷ - ۱۵۱ - ضابطہ فوجداری - اندیشہ نقص امن کے الزام میں کیا ہے - سب اشخاص نے عدالت میں بیان دیا - کہ انہیں ایک دوسرے سے کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہے - اور آپس میں راضی نامہ کر لیا ہے - واقعات مقدمہ یوں بیان کئے جاتے ہیں - کہ امام باڑہ میں ایک بزرگ فقیر تھے - جس کو لوگ "سرکار والا شان" کہتے ہیں - اور وہ خود اپنے آپ کو "رب" کہتے تھے - میر اعجاز حسین و کرامت علی شاہ وغیرہ کی ایک پارٹی نے اس زمین پر قابض ہونا چاہا - اور اس ہی غرض سے انہوں نے ۱۳ اپریل کی شام کو امام باڑہ میں سور کا گوشت پکایا - اور وہیں کھانا شروع کر دیا - پولیس نے موقع پر پہنچ کر قابو پا لیا - اور گوشت اور دیگچی جس میں گوشت پکایا گیا تھا قبضہ میں لے کر دونوں فریقین کا چالان نقص امن کے الزام میں کر دیا - چنانچہ آج عدالت نے ان کے تحریری راضی نامہ پیش کرنے پر سب کو بری کر دیا ہے -

جو چند سالہ وقوعات یہاں تک بیان کئے گئے ہیں - یہ بہت سنگدلانہ اور انسانیت سے گرے ہوئے ہیں - بہت سے مسلمانوں نے اپنی بیویوں کو دوسرے سے دوستی کرنے پر - یا دوستی کے سلسلہ میں ہمبستری سے انکار کرنے پر یا روٹی پکانے سے انکار پر قتل کر دیا - ایسے قتل ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں - اور ایسی وارداتیں اکثر ہوتی رہتی ہیں - کہ عورت نے دوسرے شخص سے دوستی گانٹھ کر خاوند کو زہر دے دیا - نیز فرانٹیر میں ایسی وارداتیں بھی واقع ہو رہی ہیں - کہ خاوند نے عورت کے اور باپ نے اپنی لڑکی کے بدچلنی کے سبب سے پستان کاٹ دیئے -

دیگر اقوام کے متعلق

نمبر ۱ شاہ برطانیہ و قیصر ہند جن کے زیر سایہ ہم باشندگان ہندوستان رہتے ہیں - انہوں نے ہندوستان کی حفاظت کے لئے قریب ساٹھ پینسٹھ ۶۵ ہزار گورا فوج

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تعینات کر رکھی ہے۔ اور ڈیڑھ لاکھ کے قریب انگریزی نسل زن و مرد بچے بوڑھے فوج کے علاوہ اس ملک میں بود و باش رکھتے ہیں۔ جو پنشنر ہیں۔ تجارت پیشہ ہیں۔ یا ملکی انتظام کے لئے سول سروس میں ملازم ہیں۔ گورا فوج کو خوراک سرکار دیتی ہے۔ جو گوشت۔ ڈبل روٹی۔ چاول۔ آلو۔ سبزی۔ چینی اور چائے پر مشتمل ہے۔ نیز ان کے لئے دودھ مکھن کا انتظام بھی ہے۔ دودھ مکھن کے لئے سرکار نے ڈیریوں کا انتظام کر رکھا ہے۔ جو عمدہ خالص دودھ مکھن۔ بالائی ان لوگوں کو مہیا کرتی ہیں۔ گورا فوج کی خوراک کا ایک جزو گوشت بھی ہے۔ گوشت فی گورا ایک پاؤنڈ ملتا ہے۔ پہلے ان کو ہفتہ میں چھ دن گئو مانس اور ایک دن بھیڑ کا مانس ملتا تھا۔ مگر اب بھیڑ کا مانس مہنگا ہونے کی وجہ سے صرف گئو مانس ہی دیا جاتا ہے۔ جو گائیں گورہ فوج کے لئے قتل کی جاتی ہیں۔ ان کی تعداد حسب ذیل سمجھنی چاہیئے۔

ایک گئو کو مارنے سے ڈیڑھ صد پونڈ مانس اوسطاً چھوٹا بڑا جانور شامل کر کے برآمد ہوتا ہے۔ گویا تمام جسم کا تیسرا حصہ۔ باقی دو حصہ خون۔ چمڑا اور پیٹ کی دیگر آلائش ہوتی ہے۔ اسی طرح بھیڑ سے ۲۸ پونڈ مانس یعنے جسم کا تیسرا حصہ حاصل ہوتا ہے۔ اس تیسرے حصہ میں سے بھی چوتھا حصہ ہڈی نکل جاتی ہے۔ اس حساب سے فوج کے ایک ہزار گوروں کے لئے سات گئوئیں یومیہ کافی ہوں گی۔ یا پینسٹھ ہزار کے لئے چار صد پچپیس اور سال کے ۳۶۵ دنوں کے لئے ۱۶۶۲۷۵۔ یعنی ایک لاکھ چھیاسٹھ ہزار دو سو پچھتر گائیں۔ دوسرے سویلین اور تجارت پیشہ ڈیڑھ لاکھ نفوس کے لئے کم از کم ڈیڑھ لاکھ گائیں شمار کرنی چاہئیں۔ اس طرح سے کل انگریزی آبادی کے استعمال میں آنے والی گائیں کی تعداد ۳۱۶۲۷۵ تین لاکھ سولہ ہزار دو سو پچھتر کے لگ بھگ ہو جاتی ہیں۔ اور اگر وہ محض بھیڑ کا گوشت ہی استعمال کریں۔ تو ایک ہزار گوروں کے لئے ۳۶ یومیہ اور پینسٹھ ہزار کیلئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۲۳۲۴۰ اور رسال بھر کے لئے ۱۸۵۱۴۰۰ اس میں ڈیڑھ لاکھ سویلین آبادی ملا کر اگر ان کے لئے فوج کی نصف تعداد بھی ملی جاتے۔ تو ۴۲۷۰۵۰ گویا کل بھیڑوں کی تعداد ۱۲۸۱۱۵۰۔ بارہ لاکھ اکیاسی ہزار ایک صد پچاس ہو جاتی ہے۔ اس حساب سے ایک گورا سپاہی سال بھر میں ۲½ گائیاں یا تیرہ بھیڑیں کھاتا ہے۔ اس کے علاوہ مرغی، بطخ وغیرہ اور انڈوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچتی ہے۔

انگریزوں کی حکومت ہندوستان پر

ڈاکٹر سدرلینڈ کا ایک طویل مضمون ہندوستان پر حکومت کرنے سے انگلستان کو کیا نقصان ہو رہا ہے۔

"مسٹر جان ایم رابرٹسن کے ظاہر کردہ حالات"

اس سلسلہ میں جان ایم رابرٹسن نے ہمت کر کے جن واقعات کو ظاہر کیا ہے۔ ان کا لب لباب اخبار پرتاپ لاہور ۳ مئی ۱۹۲۶ء سے ذیل میں درج ہے۔

ہندوستان میں جانے والے گورے سپاہی ہمارے بہترین نوجوان ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو ہندوستان میں جو زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ اس کے حالات پڑھ کر کوئی انگریز رنجیدہ دل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ قدرتی طور پر یہ اچھے۔ نیک دل اور خوش طبع لوگ ہوتے ہیں۔ جو اگر انگلینڈ میں رہتے تو اچھے خاوند اور والدین بنتے اور ان اوصاف کو ترقی دیتے جو خدا نے ان کو عطا کئے ہیں۔

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پارلیمنٹ کی ان رپوٹوں سے ظاہر ہے۔ جن میں درج ہے۔ کہ ۱۸۹۵ء میں ہندوستان کے ہسپتالوں میں داخل ہونے والے ہر ہزار آدمیوں میں سے ۴۴۴ امراض مخصوصہ میں مبتلا تھے۔ اس طرح ۱۸۹۶ء میں ہر ہزار مریض میں سے ۵۲۲ امراض مخصوصہ میں مبتلا تھے ۱۸۹۷ء کی رپورٹ میں درج ہے۔ کہ ۱۵ر جولائی ۱۸۹۷ء کو ہندوستان میں ۶۲۴۷۰ گورے سپاہی مامور تھے۔ جن میں سے ۲۸ فی صدی ہندوستان میں آمد کے بعد آتشک کے مریضوں کے طور پر ہسپتال میں داخل ہو چکے تھے۔ مزید براں ہر سال ۱۳ ہزار کے قریب گورے سپاہی انگلینڈ کو واپس آتے ہیں۔ ان میں سے ساٹھ فی صدی ایسے ہوتے ہیں۔ جو کسی نہ کسی مرض مخصوصہ کا شکار ہوتے ہیں۔

بیٹی اور بیوی دونوں ہی

نمبر ۳۔ لندن کے ایک اخبار میں وہاں کے ایک مقدمہ کے اخلاق سوز حالات شایع ہوئے ہیں۔ مقدمہ باپ کی جائداد کے جھگڑے کے متعلق ہے۔ اور چل رہا ہے۔ سگے بہن اور بھائی کے درمیان۔ بہن نے جو اپنے باپ کی منکوحہ بیوی ہونے کی مدعی ہے۔ عدالت میں جو بیان دیا۔ اس نے سنسنی پیدا کر دی۔ باپ کا نام میکسویل ہے۔ اس کی لڑکی مس سیموئل (یا اس کے اپنے دعوے کی رو سے مسز میکسویل) نے عدالت میں بیان دیا۔

میں میکسویل کی بیک وقت بیٹی بھی ہوں۔ اور منکوحہ بیوی بھی تھی۔ اس لئے جائداد مجھے ملنی چاہیئے۔ فریق ثانی اپنے آپ کو متوفی میکسویل کا حقیقی فرزند بتا کر جائداد کے اوپر استحقاق جماتا ہے۔ میکسویل کی بیوی نے جو میکسویل کی بیٹی بھی ہے۔ کہا۔ کہ میری شادی ایک اخباری نامہ نگار سے ہوئی تھی لیکن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک سال کے بعد وہ غائب ہو گیا۔ میں نے اپنی ماں کو خط لکھا۔ تو اس نے روپیہ بھیج کر مجھے اپنے پاس بلا لیا۔ جب میں اپنے باپ کے گھر آئی۔ تو وہ میرے اوپر دل و جان سے فریفتہ ہو گیا۔ اور ہمارے ناجائز تعلقات قائم ہو گئے۔ ماں کو ان باتوں کی خبر نہیں تھی۔ محبت دونوں جانب ترقی کرتی رہی۔ یہاں تک کہ میکسویل صاحب نے ایک اور شہر میں جا کر مجھ سے باقاعدہ نکاح کرا لیا۔

نکاح کے بعد جو ہوتا ہے وہ ہوا۔ اور مقررہ وقت کے بعد مسز میکسویل کی لڑکی کے بطن سے مسز میکسویل ہی کی لڑکی یا نواسی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ اس لڑکی کی پیدائش سے ماں کو ہمارے ناجائز تعلقات کا حال تو معلوم ہو گیا۔ لیکن شادی کی اطلاع نہ ہوئی۔ میرے بطن سے بھی بچے پیدا ہوئے اور میری ماں بھی نسلی افزائش کا کام سرانجام دیتی رہی۔ کئی سال اسی طرح گذر گئے۔ اس کے بعد اماں جان کا انتقال ہو گیا۔ اور میں بلا خوف و خطر ابا جان کے ساتھ مصروف عشق رہی۔ چند سال بعد میکسویل بھی سدھار گئے۔ میرا مطالبہ یہ ہے۔ کہ میں اپنے باپ کی جائز منکوحہ ہوں۔ اس لئے جائداد مجھے ملنی چاہیئے دوسری طرف اس عورت کا بھائی جو سوتیلا لڑکا ہے۔ وہ مطالبہ کر رہا ہے۔ کہ باپ کی جائداد کا جائز وارث میں ہوں۔ وہ مجھے ملنی چاہیئے۔ مقدمہ ابھی چل رہا ہے۔ نہ معلوم فیصلہ کیا ہو۔

گھوڑوں اور گدھوں کا گوشت

نمبر ۱۸۔ مندرجہ اخبار پرتاپ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۸ء

گھوڑوں اور گدھوں پر گوشت خوروں کے دانت۔ ان کے گوشت کا فوجوں کے لئے راشن بن سکتا ہے۔ فرانس کے وزیر زراعت و وزیر جنگ کی تقریریں (پیرس ۱۰ جولائی) ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ گھوڑوں کو ذبح کرنے والے بوچڑوں کی طرف سے ایک ڈنر دیا گیا تھا۔ کھانوں کی فہرست میں گھوڑے اور گدھے کا خاص طور سے ذکر تھا۔ وزیر زراعت نے تقریر کرتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوئے کہا۔ کہ ہر دو جانوروں کا گوشت ـــــــ صحت بخش اور بھیڑ بکری کے گوشت کی طرح لذیذ ہوتا ہے۔ پھر اس جانور کو سنبھال کر رکھنے سے کیا فائدہ۔ وزیر زراعت نے کہا۔ کہ جب لوگ گھوڑوں اور گدھوں کو کھانا شروع کریں گے۔ تو پھر یورپ میں گوشت کا قحط نہیں رہے گا۔ وزیر جنگ نے کہا۔ کہ جنگ کے ایام میں گھوڑوں کے گوشت کا سپاہیوں کے لئے بہت اچھا راشن بنتا ہے۔ نیز اس کے استعمال سے سپاہی خوب ہوشیار اور طاقت ور رہتے ہیں۔

آسٹریلیا کے پیٹو باشندے ۲۵ سیر گوشت کھا جاتے ہیں

نمبر ۵۔ از اخبار پرتاپ ۲۶ را پریل ۱۹۳۶ء۔

آسٹریلیا کے اصلی باشندے اگرچہ اعتدال پسند خیال کئے جاتے ہیں مگر جب ان پر حملہ کیا جائے۔ تو نہایت اشتعال انگیز ثابت ہوتے ہیں۔ وہ بڑے پیٹو واقع ہوئے ہیں۔ اکثر اوقات ۵۰ پچاس سیر کا کنگرو دو آدمی مل کر کھا جاتے ہیں۔ ایک تندرست، مضبوط نوجوان اکیلا ۵۰ پونڈ کا کنگرو کھا جاتا ہے۔ ان لوگوں کے چھوٹے چھوٹے بچے ایک عام گورے آدمی سے دگنا کھا جاتے ہیں۔ ایک ہی وقت ایک گیلن پانی پی جانا۔ ان کے لئے معمولی بات ہے۔

طلبہ پر بُرا اثر

نمبر ۶ (از اخبار پرتاپ لاہور ۱۰ر نومبر ۱۹۳۵ء)

لنڈن ۷ر نومبر برطانوی سکولوں میں اس وقت پانچ لاکھ طالب علم عینک لگاتے ہیں۔ گذشتہ سال ڈاکٹروں نے ایک لاکھ ۸۰ ہزار طلبہ کو عینک لگانے کا مشورہ دیا۔ جو طلبہ تعلیم سے فارغ ہو کر سکول چھوڑتے ہیں۔ ان میں سے ایک چوتھائی کی آنکھیں کمزور ہوتی ہیں۔ لڑکوں کی نسبت۔ لڑکیاں عینکیں زیادہ لگاتی ہیں۔ ڈاکٹروں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نے آنکھوں کی یہ خرابی بکثرت گوشت کھانے کا نتیجہ قرار دیا۔

نوٹ

جن واقعات کا ذکر اس باب میں کیا گیا ہے۔ ان سب کا تعلق گوشت خور اقوام کے افراد سے ہے۔ اس لئے منطقی اور قدرتی طور پر یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ ان واقعات میں اس جوش اور بے باکی کو بڑا دخل حاصل ہے۔ جو گوشت خوری سے پیدا ہوتے ہیں۔ جو واقعات سے ظاہر ہے۔ جن لوگوں میں گوشت خوری کا زیادہ رواج ہے۔ ان میں ایسے واقعات زیادہ، اور جہاں گوشت خوری کم ہے وہاں کم اور جہاں گوشت خوری بالکل ہی نہیں۔ وہاں شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر قسم کی گوشت خوری قابلِ مذمت ہے۔ اس سے پرہیز کرنا عقلمندوں کا کام ہے۔ میرا یہی یقین ہے۔ مگر اس سے مراد کسی کی دل آزاری نہیں ہو سکتی (مصنف)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اسکیمو لوگوں کے حالات

(از اخبار ویس مورخہ ۵ر دسمبر ۱۹۱۷ء)

قطب شمالی کے دور دراز برف سے جمے ہوئے ساحلوں پر ایسے لوگوں کی آبادی ہے۔ جن کو اسکیمو کہتے ہیں۔ ان کے قد پستہ، بال نرم اور سیاہ ہوتے ہیں۔ ان کا چہرہ بھی سیاہ ہوتا ہے۔ مگر شائد اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ کبھی نہیں نہاتے۔ وہ اسبارے میں معذور ہیں۔ کیونکہ ان کے ملک میں برف شائد ہی پگھلتی ہے۔ اس لئے پانی میسر نہیں آسکتا اسکیمو باقی ماندہ دنیا سے اس قدر دور رہتے ہیں۔ کہ ان کو غیر اقوام کے لوگوں کو دیکھنے کا اس قدر کم اتفاق ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو انونٹ کہتے ہیں جس کے معنے ہیں انسان گویا سطح زمین پر وہی انسانوں کی نسل ہے ان کا ملک ہمارے ملک سے بہت ہی مختلف ہے۔ پھول درخت کا نام تک نہیں۔ اور جس طرف نظر دوڑاؤ برف اور سمندر کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ وہاں تمام موسم سرما میں رات رہتی ہے کیونکہ آفتاب کبھی طلوع نہیں ہوتا۔ مگر آسمان عجیب وغریب چمکدار رنگوں والی مثل سرخ نیلی۔ سبز سنہری۔ اور ارغوانی۔ روشنی سے منور ہوتا ہے باقی ماندہ سال بھر دن رہتا ہے۔ کیونکہ آفتاب کبھی بھی افق سے نیچے نہیں ہوتا اسطرح اسکیمو کے ملک میں آدھی رات کو سورج دیکھنا ممکن ہے۔ جہاں اس قدر برف ہو۔ وہاں اناج پھل یا اور کسی قسم کی نباتات کیسے اگ سکتی ہے۔ اس لئے اسکیمو گوشت اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مچھلی پر ہی گذارہ کرتے ہیں۔ فی الحقیقت لفظ اسکیمو کے معنے ہی گوشت خور کے ہیں ان کی عام خوراک سیل اور ویل مچھلی کا گوشت ہے۔ بعض اوقات وہ والرس (دریائی گھوڑا) کی ہڈیوں میں سے چربی نکال کر کھاتے ہیں۔ یا سیل مچھلی کا گرم خون پیتے ہیں۔ خاص ضیافتوں کے وقت وہ بلبر تیار کرتے ہیں۔ جو سیل ویل کی جھلی دار چربی ہوتی ہے موسم گرما میں اسکیمو خیموں میں رہتے ہیں۔ جن کو ایک چراگاہ سے دوسری چراگاہ میں لئے پھرتے ہیں۔ اپنی گاڑیوں کو چلانے کے لئے بعض پر وہ اپنا مال و اسباب منتقل کرتے ہیں۔ گھوڑے استعمال نہیں کرتے کیونکہ گھوڑے کو گھاس کی ضرورت ہوتی ہے اور گھاس وہاں پیدا نہیں ہوتی اس لئے ان کی بجائے رینڈیر یا کتے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جو اسکیمو کی طرح گوشت پر گذارہ کرتے ہیں۔ اور نباتاتی خوراک کی ضرورت محسوس نہیں کرتے

چھ چھ ماہ کے دن اور رات

جب سردی اپنی چھ ماہ کی رات کے ساتھ آتی ہے تو وہ ایک جھونپڑی موسومہ بہ "اگلو" تیار کرتے ہیں۔ جس پر ویل مچھلی کی پسلیوں سے شہتیروں کا کام اور گھاس پھوس کی جگہ برف سے کام لیتے ہیں۔ اس جھونپڑی میں موسم گرما کے آنے تک جبکہ پھر خانہ بدوشی کی زندگی شروع ہوتی ہے۔ سارے کا سارا کنبہ رہتا ہے آؤ ہم تصور کریں کہ ہم ان برف کی جھونپڑیوں میں سے کسی ایک میں داخل ہوتے ہیں ان کی بیرونی جانب شہد کی مکھیوں کے بڑے بڑے چھتے کی مانند ہے۔ دروازہ تلاش کرتے ہیں مگر ملتا نہیں۔ مزید تلاش کے بعد ہم ایک چھوٹا سا سوراخ سطح زمین کے پاس پاتے ہیں اس میں ہم ہاتھوں کے بل داخل ہوتے ہیں۔ وہاں ہمیں ایک عجیب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

منظر نظر آتا ہے۔ گرمی اس قدر ہے کہ دم گھٹا جاتا ہے۔ اور بدبو اس قدر ہے کہ باہر بھاگنا چاہتے ہیں۔ مگر چارونا چار وہاں ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں "اگلو" کی زندگی کا مشاہدہ کرنا ہے۔ اوّل تو کوئی بھی اندر نظر نہیں آتا کیونکہ پتھر کے دئیے کی روشنی جسمیں گھاس کی بتی اور سیل مچھلی کا تیل ہے بہت ہی مدھم ہوتی ہے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد بغور دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس چھوٹے سے جھونپڑے میں بہت سے آدمی ہیں کیونکہ ان کے بہت سے کنبے ایک ہی گھر میں بڑے آرام سے رہ سکتے ہیں۔ آدمیوں کو عورتوں سے تمیز کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ آدمیوں کی ڈاڑھی نہیں ہوتی۔ مرد و عورت ہر دو تنگ قمیضیں پاجامے اور بوٹ سب سیل مچھلی کے چمڑے کے بنے ہوئے پہنتے ہیں۔

تصویر کشی جھونپڑی کے ایک گوشے میں ایک آدمی قیمتی لکڑی کا ایک برچھا بنا رہا ہے۔ جس کے سرے پر سیل مچھلی کی ہڈی ہے وہ دستے پر ایک عمدہ تصویر تراش رہا ہے۔ اور آہستہ آہستہ کام کر رہا ہے۔ کیونکہ سرما کے جملہ مہینوں میں کام زیادہ نہیں ہوتا۔ اور اس لئے اس کے پاس کافی وقت ہے۔ ایک اور آدمی فرش پر بیٹھا تصویر بنا رہا ہے کاغذ کی بجائے سیل مچھلی کے چمڑے کا ٹکڑہ ہے۔ اور روغن کی بجائے سیل مچھلی کے تیل اور دیئے کی سیاہی کا ایک قسم کا مرکب استعمال کرتا ہے۔ ان چیزوں کا جو احاطہ قدرت میں ہیں۔ خیال کرتے ہوئے اس کی تصویر بالکل مشابہ با اصل ہے۔ یہ تصویر قطبی ریچھ کو قتل کرنے کے واقعہ کو ظاہر کرتی ہے جو چند دن ہوئے جھونپڑے میں گھس آیا تھا جب کہ سب لوگ گھر میں سو رہے تھے۔ خوش قسمتی سے ان میں سے ایک کی آنکھ کھل گئی۔ اور برچھے کے ایک حملہ نے اس موذی کا کام تمام کر دیا۔ چنانچہ ہمیں جھونپڑی کے ایک کونہ میں اس موذی کی کھال بچھی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جو بہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں دو عورتیں ہیں جو کہ سیل مچھلی کے چمڑے کو دانتوں سے دبا رہی ہیں۔ تاکہ وہ بوٹ بنانے کے لئے نرم ہو جائے۔ اسکیمو کے ملک میں کوئی درخت نہیں اور اس لئے کوئی چھال چمڑے کو ہمارے طریق پر رنگنے کے لئے نہیں ہوتی۔ اس لئے چمڑے کو دانتوں سے چبایا جاتا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ جب اسکیمو بیوی کی تلاش میں ہوتا ہے۔ تو اس کی یہی اولیں خواہش ہوتی ہے۔ کہ اسے ایسی بیوی ملے جس کے مضبوط دانت ہوں۔ ایک تیسری عورت جو دوسری دونوں سے عمر میں بہت بڑی ہے۔ سیل مچھلی کے چمڑے کا ایک تھیلا ابھی بنا کر فارغ ہوئی۔ اور اب اس کو پروں سے بھرنے میں مصروف ہے۔ اپنے کام کے ساتھ وہ ایک گیت صرف تین سروں والا معہ ایک لمبی تان، آئی۔ بی۔ بی آئی۔ بی کے ساتھ گا رہی ہے۔ ہمیں تو نہایت غمگین معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسکیمو اس کو نہایت سریلا اور میٹھا خیال کرتے ہیں۔ اور یہ عورت عام طور پہ شادی کے موقعوں پہ گانے کے لئے مدعو کی جاتی ہے۔ جھونپڑے میں ایک اسکیمو لڑکا بھی ہے۔ اور ہمیں نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ وہ صرف گیارہ سالہ ہے۔ مگر سیل اور وہیل مچھلی کے شکار میں ماہر ہے۔ وہ اپنے ہمجولیوں کے ساتھ فٹ بال کھیلنے کا بڑا شوقین ہے۔

کشتیوں کے ذریعہ شکار

اسکیمو، ان برف کی جھونپڑیوں میں سارے اندھیرے موسم سرما میں رہتے ہیں۔ لیکن اگر ہم ان کو شروع موسم گرما میں دیکھیں۔ تو ہم ان کو سیل اور وہیل مچھلی کا شکار کھیلتے ہوئے پائیں گے۔ وہ ماہر ملاح ہوتے ہیں۔ وہ اپنی کشتیوں کو والرس کے دانتوں سے بنا کر چمڑے سے مڑھتے ہیں۔ یہ کشتیاں سوائے ایک تنگ سوراخ کے بالکل ڈھکی ہوتی ہیں۔ اس سوراخ میں ملاح اپنی ٹانگوں کو داخل کرتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جونہی وہ شکار کے نزدیک آتا ہے۔ وہ اپنی ہڈی سے مسلح برچھے کو جس کے ساتھ سیل کے پٹھے کی سی رسی ہوتی ہے۔ پھینکتا ہے۔ اور شاذ ہی اپنی شست میں ناکام ہوتا ہے۔ اس کے بعد نہایت اضطراب کا موقع ہوتا ہے۔ مجروح جانور اچھلتا اور کودتا ہے۔ اور ملاح کو اپنے ساتھ دھکیلتا ہے۔ اگر ہمارا اسکیمو ماہر ملاح نہ ہو۔ تو اس کی کشتی الٹ جائے۔ مگر جانور کو جلدی کمزوری لاحق ہو جاتی ہے۔ انجام کار وہ آخری بار تڑپتا ہے۔ اور اس کی جدوجہد کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ہمارا اسکیمو بہت سی ہوا سے بھری ہوئی مشکوں سے اس مردہ شکار کے جسم کو باندھتا ہے۔ تاکہ وہ پانی میں ڈوب نہ جائے پھر وہ اسے فاتحانہ خوشی سے گھر لے آتا ہے۔ اس کے بعد عیش و عشرت کا موقعہ ہے۔ اور جلسہ دعوت منعقد کیا جاتا ہے۔ اور تمام مل کر کھاتے ہیں۔ حتیٰ کہ گوشت ختم ہو جاتا ہے۔ اسکیمو کے کھانے کے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہوتے۔ جب ان کو گوشت ملتا ہے۔ وہ پیٹو کی طرح خوب اپنے پیٹ کو بھرتے ہیں۔ مگر جب خوراک نہیں ہوتی۔ تو وہ بغیر تکلیف محسوس کرنے کے کئی کئی دن صاف نکال دیتے ہیں۔

بوڑھوں کو ٹھکانے لگانے کا طریقہ

ان کا اپنے بوڑھوں کو ٹھکانے لگانے کا طریقہ بھی دنیا کے دیگر انسانوں سے مختلف اور عجیب و غریب ہے۔ وہ ان کو گڑھوں میں ڈال کر اور اوپر برف وغیرہ ڈال کر زندہ درگور کر دیتے ہیں اور بوڑھے بھی اس طرح سے جان دیتے ہیں اور دنیا سے رحلت کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ ہمارے ملک کے گوشت خور اسکیمو کی مثال پیش کر کے گوشت خوری کو جائز ٹھہرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا وہ ان کی مکمل پیروی کرنے کو تیار ہیں۔

افریقہ کے جنگلی حبشی:۔ افریقہ کے جنگلوں میں جنگلی حبشی رہتے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو موسم سرما میں بھی جب وہاں سخت سردی پڑتی ہے۔ ننگے رہتے ہیں اور ہر قسم کی مصیبتوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اور دوڑنے میں تیز گھوڑے سے زیادہ بھاگتے ہیں۔ جانوروں کا کچا گوشت کھاتے ہیں۔ اور اگر کوئی انسان ان کے پھندے میں پھنس جائے۔ تو اس کو مار کر کھانے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔

کیا دیگر ہندوستانی گوشتخور انسان کا کچا ماس کھانے کو تیار ہیں اگر نہیں تو وہ کیوں جنگلی حبشیوں اور اسکیمو وغیرہ کے گوشت کھانے کی مثالیں پیش کرتے ہیں۔

پریم اور محبّت

قدرت کا نظام محبت پر قائم ہے۔ محبت کے بغیر دنیا کی ہستی قائم نہیں رہ سکتی۔ پریم اور محبت ہر ایک ذی روح کے حصے میں آئی ہے۔ گائے بھینس کا اگر بچہ مر جائے۔ تو وہ بچہ کے سوگ میں گھاس کھانا چھوڑ دیتی ہے بندریا مرے ہوئے بچے کو بھی چھاتی سے لگائے رکھتی ہے۔ پرندوں کو دیکھو۔ کہ زمین سے دانہ تنکا چگ چگ کر اپنے بچوں کی چونچ میں دیتے ہیں۔ بغرضیکہ جتنی باریک بینی سے دیکھو۔ چاروں طرف محبت ہی محبت نظر آتی ہے۔ اگر محبت کا جذبہ ذی روحوں سے عنقا ہو جائے۔ تو بس دنیا اسی وقت ختم ہو جائے۔ اگر دنیا قائم ہے۔ تو محبت پر۔ قدرت نے محبت اس طرح کوٹ کوٹ کر ذی روحوں میں بھر دی ہے۔ کہ انسان تو انسان حیوانوں کی مثالیں بھی ایسی ملتی ہیں۔ کہ اپنے بچوں کے لئے اپنی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جان جوکھوں میں ڈال دیتے ہیں۔ مرغی اپنے ننھے ننھے بچوں کو اپنے پروں کو پھیلا کر ان کے نیچے چھپائے رکھتی ہے۔ اگر چیل یا کوئی دیگر شکاری پرندہ ان بچوں پر حملہ کرے۔ تو یہ اچھل کر ان کا مقابلہ کرتی ہے۔ بچوں کو کڑ کڑ کر کے چلنا سکھاتی ہے۔ میں نے ایک مرتبہ بچشم خود دیکھا۔ کہ ایک بندر ایک چیڑ کے درخت پر چڑھا ہوا کوے کے گھونسلے پر پہنچا۔ اور گھونسلے میں سے انڈے توڑ کر نیچے پھینک دیئے۔ کوے بے چارے بندر کا مقابلہ تو نہیں کر سکتے تھے۔ مگر کائیں کائیں کر کے کووں کا جھنڈ درخت کے ارد گرد منڈلانے لگا۔ اور بہت دیر تک کائیں کائیں کر کے شور و غل مچاتا رہا۔ بندر کو بھی پتھر مار کر ہٹا دیا گیا۔ مگر وہ اپنا کام کر چکا تھا۔ اسی طرح سے کوئی ظالم خواہ انسان ہو یا حیوان۔ جہاں تک انسانیت کا تعلق ہے انسان کو ہمیشہ ظالم کی گوشمالی اور مظلوم کی امداد کرنی چاہیئے۔

سبکتگین اور حضرت محمد صاحب مظلوم کی امداد کرنے والوں کے نام۔ تاریخوں میں روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ جیسے سبکتگین نے ہرنی پر رحم کھا کر اس کے بچہ کو چھوڑ دیا۔ اور اس کے اجر میں اس کو بادشاہت ملی۔ حضرت محمد صاحب نے بچے والی ہرنی پر رحم کھا کر اس کو بچوں کو دودھ پلانے کے لئے اپنی ضمانت پر چھڑوا دیا۔ مگر برعکس اس کے کوئی تواریخی بات ایسی نہیں نکلتی۔ کہ کسی جانور کے مارنے پر خدا نے مارنے والے کو بادشاہت عطا کی ہو۔ انسان اپنے گھروں میں اپنے تعلقات پر نظر دوڑائیں۔ جس گھر میں محبت ہے۔ اور کنبہ کے سب افراد محبت اور پیار سے رہتے ہیں۔ اس میں گویا سورگ کا باس ہے۔ اور جس گھر میں ان بن رہتی ہے۔ اور کنبہ کے سب آدمی ایک دوسرے سے پرخاش رکھتے ہیں۔ سمجھو کہ اس گھر کے آدمی دوزخ کے زیر اثر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بہر حالت تو صرف ایک گھر کے چند افراد کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ مگر جس ملک کے آدمی جہاں کی آبادی کروڑوں نفوس پر مشتمل ہو۔ اور ہزاروں مذاہب اور لاانتہا اعتقادات رکھتے ہوں۔ اگر ان میں پرخاش ہو۔ تو وہاں دوزخ کی جگہ جہنم سمجھنی چاہیئے۔ رامائن میں ایک چوپائی آئی ہے۔

جہاں سمتی تہاں سمپتی ناں ناں
جہاں کمتی تہاں بپتی ندھانا

یعنی جہاں عقلمندی اور محبت ہو۔ وہاں سب قسم کا سکھ اور ہر چیز میسر آئے گی۔ اور جہاں کم عقلی اور خیالات متضاد ہوں۔ وہاں ہر قسم کی مصیبت ہی مصیبت نازل رہے گی۔

محبت اور تشدد

اس لئے جو لوگ مالش آہاری ہیں۔ ان کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ مالش محبت سے نہیں۔ بلکہ تشدد سے حاصل ہوتا ہے۔ تشدد اور محبت دو متضاد باتیں ہیں۔ جہاں تشدد وہاں محبت نہیں۔ اور جہاں محبت وہاں تشدد کا کیا کام۔ تشدد اسروں یعنی جاہل مطلق انسانوں کا شیوہ ہے۔ جہاں محبت اور پریم کو جگہ نہیں۔ وہاں نصیحت بھی کارگر نہیں ہوتی۔ ایسی جگہوں میں تشدد خواہ مخواہ گھر کر لیتا ہے اور اس مصرعہ پر عمل درآمد ہوتا ہے۔

گنی رسے گنی رامنی رسے منی راد ہنگتا تا دہنگتا۔ اور لنگر آپ لنگر بنڈتا تا بنڈتا

یعنی جیسا انسان ہو۔ اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہیئے گنیوں کے ساتھ گنیوں سے۔ عابدوں کے ساتھ محبت سے۔ دہنگا مشتی کرنے والوں کے ساتھ دہینگا مشتی سے۔ لڑائی کرنے والوں کے ساتھ لڑائی سے۔ اور پنڈتوں کے ساتھ پنڈتائی سے پیش آنا چاہیئے۔ ناجائز اور جائز کی سمجھ محض انسان کو ہی عطا کی ہے۔ اور سمجھ ناجائز تشدد کی مانع ہے ایک طرف ڈارون کی تھیوری ہے۔ کہ دنیا میں طاقتور کمزور کو کھا جاتا ہے۔ اس لئے گوشت خور گوشت کھانا جائز سمجھتے ہیں۔ دوسری طرف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

محبت اور پریم کا سمندر تمام برہمانڈ میں ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ جس کیلئے ہر نظر نہ آنے والے ذی روح سے لے کر ہاتھی تک شہادت دے رہے ہیں۔ کہ پریم اور محبت کے بغیر دنیا قائم نہیں رہ سکتی۔

انصاف

عقل اور چودھرات

لفظ انصاف کے معنے صرف انسان ہی سمجھ سکتا ہے۔ دنیا کے کسی اور ذی روح کو اس سے سروکار نہیں۔ انسانوں میں سب سے اونچا درجہ بادشاہوں، راجوں مہاراجوں کا ہے۔ پھر ان چودھریوں کا جن کی سمجھ کو بہت سے انسان اپنی سمجھ سے بہتر سمجھتے ہیں۔ چودھریوں کو یہ پدوی سرکار کی طرف سے نہیں ملتی۔ بلکہ اچھی سمجھ کے سبب شہروں اور قصبوں کے دوسرے انسان خود ہی ان کو چودھری سمجھنے لگتے ہیں۔ اور بلا راجہ کی منظوری کے اعلےٰ سمجھ کا انسان چودھری بن جاتا ہے۔ اور بادشاہ اور راجہ کو بھی اس کی چودھرات ماننی پڑتی ہے۔ اسی طرح فرنٹیئر میں خاں اپنی اچھی سمجھ کے سبب اپنے علاقہ میں اونچے طبقے میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے اپنے قبیلوں میں با اختیار چودھری یا خاں کہلاتے ہیں۔

چونکہ اس علاقہ میں پیدا وار کم ہونے کی وجہ سے کوئی راجہ یا بادشاہ نہیں اس لئے وہی چودھری یا خاں اپنے اپنے محدود علاقوں میں چودھرات کا انصاف اور امن قائم رکھنے کا کام انجام دیتے ہیں۔ میں نے اس کتاب میں اول تا آخر سمجھدار انسانوں سے اپیل کی ہے۔ گوشت کھانے والے نہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کھانے کا سمجھ سے تعلق ہے۔

دو متضاد باتیں

بے سمجھ انسان تو ذرا ذرا سی بات پر جانوروں کا کہ جن بچاروں کی کوئی داد فریاد نہیں بلکہ انسانوں تک کا خون بہانے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔ میرا مدعا یہ ہے کہ بادشاہ، راجہ یا مجسٹریٹ یا خاں جن کو انسانوں کی زندگی لینے تک کے اختیارات ہیں۔ وہ قاتلوں کو پھانسی پر چڑھاتے ہیں۔ تاکہ دوسرے انسان آرام سے زندگی بسر کر سکیں۔ قاتلوں کو پھانسی دینا انصاف کا مدعا پورا کرنا ہے۔ مگر ایک طرف قاتلوں کو پھانسی دینا۔ دوسری طرف مقتولوں کا ماس کھانا کیا دو متضاد باتیں نہیں۔ جو انسان قتل کے مجرموں کو سولی پر چڑھاتے ہیں۔ دوسری طرف جانوروں کو قتل کر کے ان کا گوشت کھاتے ہیں۔ کیا وہ بادشاہ مجسٹریٹ یا خاں کہلا سکتے ہیں۔ ذرا سوچیں اور وچاریں کہ وہ لوگ جو انصاف کے ذمہ دار ہیں۔ اپنے جسموں کی پرورش مظلوم جانوروں کے جسموں سے کرتے ہیں۔ جب ان منصفوں کے جسم کا ذرہ ذرہ مظلوموں کے گوشت سے بنا ہوا ہے۔ تو وہ انصاف کیا کریں گے۔ اس وقت دنیا میں اودھم مچا ہوا ہے۔ لوگوں میں آپا دھاپی پڑی ہوئی ہے۔ کاش کہ سمجھ دار لوگ ان باتوں پر غور کریں۔ اور ایسے افعال شنیعہ کو ترک کر دیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انسان کے مظالم جس میں ہندوؤں کے مندر بھی شامل ہیں

"اشرف المخلوقات" انسان کے مظالم کی دردانگیز داستان

پریم ناتھ کی زبان قلم سے

اخبار پرتاپ ۱۴/جولائی ۱۹۳۴ء

مہاتما گاندھی جی سے مخاطب ہوکر

پیارے مہاتما! تو نے ہندوستانیوں میں محبت کی روح پھونک دی ہے۔ کروڑوں آدمی پریم کے گیت سننے کے لئے تیرے گرد جمع ہو گئے ہیں۔ تو نے بکھرے ہوئے منکوں کو پریم کی مالا میں پرو دیا ہے۔ اور تو نے عدم تشدد کا پیغام دے کر کمال کر دیا ہے۔ لیکن تجھے یہ سنکر تعجب ہوگا۔ کہ تیرے نقش قدم پر چلنے کا دعوے کرنے والوں اور تیرے ہموطنوں میں اکثر تیری تعلیم کو نہیں سمجھتے ان کا عدم تشدد صرف انسانوں تک محدود ہے۔ بے زبان۔ بے گناہ اور بے ضرر حیوانوں پر ان کے تشدد کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ گاؤں گاؤں اور شہر شہر میں بوچڑ خانے کھلے ہوتے ہیں۔ جہاں لاکھوں جانوروں کو بلا ناغہ قتل کیا جاتا ہے۔ بازاروں میں ان کی لاشیں لٹکتی ہیں۔ مگر انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کے کارن جس میں تو گھرا رہتا ہے وہ تیری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نظروں سے اوجھل رہتی ہے تیرے دیکھنے والے مجھے نہیں دیکھنے دیتے۔ اگر تیرا پروگرام بنانے میں میرا دخل ہوتا۔ تو میں تجھے ہری جنوں کی جھونپڑیاں دکھانے کے بعد بوچڑخانے میں لے چلتا۔ اور تجھے تیری اس بکری کا حال زار دکھاتا جس نے تیرے ایام اسیری میں بھی تجھ سے بے وفائی نہیں کی۔ اگر تو میرے ساتھ چلے۔ تو میں تجھے رقص بسمل کا تماشہ دکھاؤں۔ میری زبان قلم وہ کیفیت بیان نہیں کر سکتی چل کر زبان خنجر جلاد سے پوچھ لے کہ تیری بکری خاک و خوں میں کس طرح تڑپتی ہے۔ اگر تو مقتل میں جا کر اس کا عذاب مرگ دیکھ لے۔ تو اس کو بن آئی موت مرنے سے بچانے کے لئے کمر بستہ ہو جائے۔ آٹھ نو سال ہوئے جب تجھے بے زبانوں کے عذابوں کا بیان بھیجا تھا۔ تو تو نے لکھا تھا۔ کہ یہ اتیاچار اس قدر خوفناک ہیں۔ کہ مجھے ان کا یقین نہیں ہوتا۔ اب اگر تو یقین کرے۔ تو تھوڑی سی داستان درد سنا دوں

بکری کے بچوں کی ہلاکت

چند سال ہوئے ہمارے ملک میں ایک اور ظلم ایجاد ہوا ہے۔ اور وہ یہ کہ بھیڑ بکری کے بچوں کو پیدا ہوتے ہی ذبح کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس وقت ان کی کھال اور سمور نرم ہوتی ہے۔ یہ زیادہ قیمت پاتی ہے۔ یہ اتیاچار روز بروز بڑھ رہا ہے۔ کئی بچوں کو پیدا ہونے سے پہلے ماں کے پیٹ میں ظالمانہ طریق سے مار دیا جاتا ہے۔ ایسی صورتوں میں ماں اکثر اندھی ہو جاتی ہے۔ یا غم سے مر جاتی ہے۔ کھال اور سمور حاصل کرنے کے لئے بچوں کو پیدا ہوتے ہی چھری سے ہلاک کر دینا یا ماں کے پیٹ میں ہی مار ڈالنا کتنا بھاری ظلم ہے۔ یہ مجھے جتانے کی ضرورت نہیں۔ اگر تو میری بات کی تصدیق کرنا چاہے۔ تو پنجاب کے اون اور چمڑے کے سوداگروں سے کر لے۔ جنہوں نے کمرشل ڈائرکٹر جنرل کو ایک خط لکھ کر اس بدعت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جنوبی ہندوستان کی ہیومن ٹیرین لیگ کے ایک نمائندے کا بیان سُن۔ وہ کہتا ہے۔ کہ بعض مقامات پر بکری کے پرزے پُرزے اُڑا دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کو نہایت بے رحمی سے مارا جاتا ہے۔ بکری کا معدہ کھولا جاتا ہے اور انتڑیاں باہر کھینچ لی جاتی ہیں۔ نیز کیل زمین میں گاڑ دیئے جاتے ہیں۔ سؤر کو باندھ کر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان پر پھینک دیتے ہیں. وہ لہو لہان ہو جاتے ہیں. اور تڑپ تڑپ کر مر جاتے ہیں، ایک سانڈھ کی سال بھر پرورش کی جاتی ہے. اور اسے ہیضے کی دیوی کے بھینٹ چڑھایا جاتا ہے. ایک گڑھا کھودتے ہیں. اس میں غریب جانور کو پھینک دیتے ہیں. سات آدمی سات تلواروں کے ساتھ اس کے جسم پر سات زخم لگاتے ہیں. جانور کا خون بہتا ہے. دیوی کے بھگت اس کو اپنے جسم پر مل لیتے ہیں. وہ مر جاتا ہے.

بیرحمی کی کہانی اب محکمہ انسداد بیرحمی حیوانات بمبئی کے سابق پریذیڈنٹ مسٹر جسٹن جیکس کی زبان سے بے زبانوں کی کہانی سن. وہ ہندوستان کی قربانی کی رسم پر یوں روشنی ڈالتے ہیں. بھیڑوں کو بھینٹ چڑھانے سے پہلے ان کے کان اور پاؤں کاٹ دیئے جاتے ہیں. اور اس کے بعد ان کو مار دیا جاتا ہے. کئی زندہ بھیڑوں کو ۳۲ حصوں میں کاٹ دیا جاتا ہے. زندہ سوروں کو تیز اور دھار والی سلاخوں پر بلندی سے پھینک دیا جاتا ہے. بھینسوں کو خاص قسم کے گڑھوں میں قید کر کے ان کے جسم پر تیز تلوار سے کئی زخم لگائے جاتے ہیں. اور کافی عذاب دینے کے بعد ان کے سر علیحدہ کئے جاتے ہیں. پرندوں کو مندروں پر اڑایا جاتا ہے. اور ان کو اڑتا اڑتا پکڑ کر دانتوں سے کاٹا جاتا ہے. اور ان کا خون مقدس پجاری پی جاتے ہیں. اس ایراوتی میں جس کے تٹ پر آزادی کا جھنڈا لہرایا گیا. اور چمبہ میں ہر سال ایک بھینسے کو ہزاروں آدمی اکٹھے ہو کر دریا برد کر دیتے ہیں. آبلور کا حال تو نے اخبارات میں پڑھ لیا ہو گا. جہاں حال ہی میں ہزاروں جانوروں کو نہایت بے دردی سے موت کے گھاٹ اتار گیا ہے اس طرح وسیع پیمانہ پر جو قربانی کی گئی ہے. اس سے مدراس گورنمنٹ کا بھی سنگھاسن ہل گیا ہے. اور وہ اس کی روک تھام کی تدبیریں سوچ رہی ہے اور من و عن گائے کا حال تو میں نے لکھا ہی نہیں. کہ اس غریب کے گلے پر کس طرح رک رک کر چھری چل رہی ہے. لکھوں تو کیا لکھوں. اور کس طرح لکھوں.

جگر میں درد ہے رہ رہ کے دل میں ٹیس اٹھتی ہے
چبھی ہیں جو کلیجہ میں نکالوں برچھیاں کیونکر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کلکتہ میں ایک مداری کو سزا

(قانون انسداد دہشت انگیزی کے ماتحت۔ کلکتہ ۱۶ جنوری)

مسٹر ایف۔ حق۔ سیکنڈ پولیس مجسٹریٹ علی پور نے درجو ہن داس کو دو صد روپیہ جرمانہ یا چھ ہفتہ قید محض کی سزا دی۔ ملزم کے خلاف دو بکریوں کو نہایت بیرحمی سے ہلاک کرنے کا الزام تھا۔ ملزم سڑک کے کنارے پر لوگوں کو اپنے کرتب دکھا رہا تھا۔ ملزم نے کہا۔ کہ وہ کسی بھی جانور کو کچا کھا سکتا ہے۔ اس کے سامنے دو بکریاں لائی گئیں۔ ملزم انہیں کچا کھا گیا۔ ملزم نے جرم کا اقبال کر لیا۔

(اخوذ از کرشن نمبر ۱۰ اگست ۱۹۳۸ء)

میکسیکو کے ازٹیکز نے ایک قسم کا انتظام کیا تھا۔ ان کے نزدیک جنگ میں ہلاک شدہ سپاہیوں کا گوشت کھانا فرض سمجھا جاتا تھا۔ نازیوں کی طرح کھاتے جانے سے وہ دوسروں کو کھانا بہتر سمجھتے تھے اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک غلام قبیلہ رکھا ہوا تھا۔ شاہی ضیافتوں کے لئے جتنے آدمیوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ وہ ان میں سے لے کر ہلاک کر لئے جاتے تھے۔ وہ لوگ اس طرح شکست کا خطرہ اٹھائے بغیر جنگ کی آدرش کو قائم رکھتے تھے۔

تشدد ہنسا ویسے تو ایک چھوٹا سا لفظ ہے۔ مگر اس کا حیطۂ عمل بڑا ہیبت ناک ہے۔ گوشت خور انسانوں کی آبادی دنیا میں جنگل کے جانوروں سے بھی زیادہ ہے۔ اس لئے انسانوں کا گوشت خور طبقہ جنگل کے درندوں کی نسبت جانوروں کا بہت زیادہ نقصان کرتا ہے۔ دنیا کی بہت بڑی قومیں گوشت خور ہیں۔ یہ تو سمندر کے خونخوار جانوروں سے بھی بازی لے جاتی ہیں۔ اگرچہ سمندر دنیا میں ۲/۳ حصہ ہے۔ کیونکہ ان کی ضروریات جن کے لئے یہ جانوروں کو مارتی ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بے حد ہیں۔ اور یہ جانوروں کو قتل بھی نہایت منظم اور سائینٹیفک طریقہ سے کرتی ہیں۔ کھانے کی خاطر تو جانور قتل ہوتے ہی ہیں۔ اس کے علاوہ محض تفریح طبع کے لئے شکار میں ان کے پروں یا سموروں وغیرہ کی خاطر بھی قتل کئے جاتے ہیں۔ شہد، ریشم اور بیسیوں چیزوں کی خاطر قتل ہوتے ہیں۔ بے شمار تیلیوں کو محض سجاوٹ کی خاطر قتل کیا جاتا ہے جانوروں پر یہ ظلم و تشدد روا رکھنا انہیں مانس خوروں کا کام ہے۔ حقیقت میں انسانی قالب رکھتے ہوئے یہ لوگ دل اور دماغ سے رہت ہیں۔ یہ فعل ان کے دلوں کو نہایت کھور، بے رحم اور پاپی بنا دیتا ہے۔ اور ان کو نجات سے کوسوں دور لے جاتا ہے۔ مذہب کے نام پر تو قربانی کے لئے بیشمار قتل ہوتے ہیں۔ ان کے لئے مذہبی کتب سے تائید حاصل کی جاتی ہے۔ خوئے بدرا بہانہ بسیار کے مصداق جہاں دو لفظ اس قسم کے مل گئے۔ کہ فلاں پیر یا پیغمبر نے کوئی جانور ذبح کیا۔ بس اس کی پیروی میں لاکھوں جانوروں کا خون بہایا جاتا ہے۔ اور اسی کو نجات کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ مگر جہاں صاف صاف ہدائتیں انہیں کتابوں میں گوشت خوری کے خلاف موجود ہیں۔ ان کی طرف سے یہ لوگ جھٹ منہ موڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کی برائی سے بھری ہوئی طبیعت کے موافق نہیں مذہبی کتب کے حوالہ جات ناظرین کتاب میں دوسری جگہ ملاحظہ کریں جن سے ثابت ہوگا۔ کہ سوائے حفاظت خود اختیاری کے جانوروں کو مارنا کس قدر ظالمانہ اور بے رحمانہ فعل ہے۔ ہر جگہ اس کے خلاف ہدایات موجود ہیں۔ مگر پاپی۔ گنہ گار لوگ ان کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ محض اپنی شکم پوری اور زبان کے چسکے کی خاطر ان سب کو نظر انداز کرتے ہوئے دنیا میں گوشت خوری کی زہریلی وبا کو پھیلاتے ہیں۔

موجودہ زمانہ کے حالات زبان حال سے پکار رہے ہیں۔ اور اعلان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کر رہے ہیں۔ کہ گوشت خوری کے سبب انسان کس قدر درندہ سیرت اور پتھر دل بن جاتے ہیں۔ دیکھو جرمنی نے پولینڈ پر کیسے کیسے ستم ڈھائے جن کے بیان سے ہی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انہیں کے سبب سے انگلستان کو حرکت میں آنا پڑا۔ اور حضور وائسرائے بہادر کو بھی ہندوستان کے نام پیغام پہنچانا پڑا۔ کہ ہندوستان وحشیانہ طاقت کے مقابلہ میں انصاف اور آزادی کا ساتھ دیگا۔ مگر ان طریقوں کو جو جرمنی نے اختیار کر رکھے ہیں۔ تسلیم کر لیا جائے۔ تو اس کا مطلب ظلم کی فتح اور طاقت کی حکومت کی برتری ہوگا۔ ایسا ہی روس نے فنلینڈ کے ساتھ سلوک کیا ہے۔ ان قوموں کے دل میں ذرا بھی رحم نہیں۔ وہ آن کی آن میں ہزاروں قیمتی جانوں کا صفایا۔ اپنے بڑے بڑے ہوائی جہازوں توپوں، بندوقوں سے کر ڈالتے ہیں۔ انسانی زندگی کی ان کی نظروں میں کچھ بھی وقعت و قدر نہیں۔ دیکھئے سر میوئل ہیور نے ہندو دھرم کی اہنسا کے نام پر ہندوستانیوں سے ہٹلرزم کے خلاف اپیل کرتے ہوئے کیا الفاظ کہے ہیں۔ کہ ہٹلرزم ہندو دھرم کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ ہندو دھرم اہنسا اور عدم تشدد پر مبنی ہے۔ اور ہٹلر گو کہ سبزی خور ہے۔ مگر سیاسی طور پر گوشت خور درندہ ہے۔ اس لئے ہندوستانیوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ہٹلرزم سے کوئی ہمدردی نہ رکھیں۔ اور انگلستان کا دل سے ساتھ دیں۔

مصنف تہ دل سے اس مضمون کی تائید کرتا ہوا گوشت خور پبلک سے اپیل کرتا ہے۔ کہ سب جانداروں پر ایک ہی اصول عاید ہونا چاہیئے دنیا بھر کی مذہبی کتب میں بھی تلقین کی گئی ہے۔ البتہ یہ بھی ٹھیک ہے۔ کہ تشدد کے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں رہ سکتا۔ چور۔ ڈاکو۔ راہزن۔ اغوا کنندگان۔ کوتاہ اندیش۔ بے عقل۔ بے سمجھ قاتل خود کو شہید سمجھنے والے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بے چینی۔ بدامنی اور اندھیر گردی مچاتے ہیں۔ اگر ان کو سزا دینے والا کوئی نہ ہو۔ تو دنیا میں ہر فرد بشر کو ایک لمحہ بسر کرنا مشکل ہو جائے۔ اسی لئے دنیا میں حکومتیں قائم ہوئیں جن کو رائے۔ سردار۔ راجے۔ مہاراجے۔ شاہ سلطان۔ بادشاہ، شہنشاہ، قیصر وغیرہ کا لقب دیا جاتا ہے۔ مگر ان سب کے ہوتے ہوئے بھی دنیا بہت دکھی ہے۔ کسی کو لاکھوں کسی کو ہزاروں آتے ہیں۔ وہ عیش کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ کوئی فاقہ مست پیٹ پر پتھر باندھ کر تڑپتے رہتے ہیں۔ مجموعی طور پر دنیا میں فرقہ پرستی پھیلی ہوئی ہے۔ کوئی گورا کوئی کالا۔ یورپین۔ امریکن۔ افریقن۔ چائنی۔ جاپانی۔ پٹھان۔ ترک۔ ہندو مسلمان وغیرہ کہلاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک بہادر۔ غازی، شہید وغیرہ بننے کے لئے طرح طرح کے ظلم اور پاپ کماتے ہیں۔ یہ لوگ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ قادر مطلق سرو شکتیمان پرماتما ایک ہی ہے۔ اور اس نے انسان سے لے کر حیوان۔ چرند۔ پرند کو ایک دوسرے کا دست نگر بنایا ہے۔ جو انسان توجہ سے اس کتاب کو پڑھیں گے ان کو معلوم ہوگا۔ کہ چھوٹے چھوٹے کیڑے سے لے کر چرند پرند کھیتی کو جس پر انسانی زندگی کا آدھار ہے۔ کس قدر فائدہ پہنچاتے ہیں مگر یہ محسن کش انسان ان کو مار کر اپنے پیٹوں کو زندہ قبریں بنا کر ساتھ لئے لئے پھرتے ہیں۔ ان بے چاروں کی دوسا ہی چہلم وغیرہ سب ان کے پیٹوں میں ہوتی ہے۔ سلطنتیں ایک دوسرے کے درپے آزار ہیں۔ اور ان کو اپنی برتری کی آگ سی ہوئی ہے۔ کروڑوں انڈوں اور کروڑوں جانوروں کو پیٹ میں ڈالتے ہیں۔ اور خوب شراب سے مدہوش ہو کر ایک دوسرے کے اوپر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ واہ رے تمدن کلچر اور تہذیب کے شیدائیو۔ جانوروں کو یوں عذاب دیا۔ انسانوں کو یوں پائمال کیا۔ تم نے اپنی عقل اور تھوڑی سی طاقت کو جو کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تم کو قدرت نے عطا کی ہے۔ ایسے راستے لگانے میں دریغ نہیں کیا۔ اور دنیا میں کیڑے مکوڑوں۔ حیوان چرند۔ پرند نیز اپنے ہی ہم جنس انسانوں کو ستا ستا کر بہادری میں نام پیدا کر لیا ہے۔ مگر بہادر وہ ہے۔ جو ان سب بدعتوں کو نیست و نابود کر دینے والا ہو۔ جیسے سری رام چندر اوتار میں سری رام چندر جی نے راون کو مارا۔ راون برہمن تھا۔ مگر چونکہ اغوا کرنے کا پاپی بنا۔ اس کو اور اس کے مددگاروں کو مارا۔ اور پرتھوی کا بوجھ اتارا۔ سری کرشن آنند کند نے بہت سے دوسرے سرکشوں اور راکھشوں کے علاوہ کیسی راکھش کو بھی جو بیل کے روپ میں ان پر حملہ آور ہوا تھا۔ مار ڈالا بیل ہونے کا کچھ خیال نہیں کیا۔ یعنی دشمن خواہ بیل کے روپ میں ہو۔ یا انسان کے روپ میں۔ اس کو مار ڈالنا ہی اچھا ہے (بیل کی کہانی شریمد بھگوت پران سے لی گئی ہے) اہنسا کا پالن بھی تب ہی ہو سکتا ہے جبکہ انسان ان باتوں کو سمجھ کر ان پر عمل پیرا ہو۔ جو انسان اپنے وجود پر۔ اپنے مال پر اپنے ملک پر حملہ آور ہو۔ اس سے ڈرنا۔ بھاگ جانا۔ مقابلہ نہ کرنا اہنسا میں داخل نہیں۔ وہ درجہ ادل کی بزدلی اور کائرتا ہوگی۔ دشمنوں کو مار ڈالنا ہی سچی اہنسا کا پالن کرنا ہے۔ یہ تشدد نہیں۔ جانوروں کو مار کر کھانا۔ بدیں وجہ انسانوں کو مار کر ان کا مال لوٹ لینا بدامنی پھیلانا تشدد ہے۔ اور اسی تشدد نے دنیا میں ابتری پھیلا رکھی ہے۔

بھگوت گیتا میں بھگوان کرشن ارجن کو اپدیش دیتے ہیں:-

"اے ارجن! اس وقت کیوں ڈگمگاتے ہو۔ اپنا دھرم پہچانو۔ ایک کھشتری کیلئے دھرم یدھ سے بڑھ کر مکتی حاصل کرنے کا اور کوئی سادھن نہیں۔"

دھرم یدھ کے ارتھ بتاتے ہوئے بھگوان نے کہا۔ اے ارجن! دھرم یدھ وہ یدھ ہے۔ جسے تم نے اپنی مرضی سے گلے نہیں مڑا۔ بلکہ تمہاری مرضی کیخلاف تم پر ٹھونسا گیا ہے۔ اور جو دھرم کی رکھشا کے لئے لڑا جا رہا ہے۔ اگر ہمیں ایسے یدھ میں حصّہ لینے کا موقعہ ملے۔ تو ہمیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ تم پر سورگ کے دروازے کھل گئے ہیں۔ ایسا یدھ خوش قسمت یودھاؤں کو نصیب ہوتا ہے۔

اس کا مطلب ہی یہ ہے۔ کہ مظلوم کو ظالم کے پنجے سے چھڑایا جائے۔ یدھ ظلم کرنے کیلئے نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن ایسا یدھ اگر اپنی رکھشا کیلئے اور ظلم کو مٹانے کیلئے لڑا جائے ایسی حالت میں یودھا کیلئے سورگ کا دروازہ کھلا ہے بھگوان کہتے ہیں۔ "اے ارجن! اگر آج تم دھرم یدھ نہ لڑو گے۔ تو تمہارا دھرم اور کیرتی نشٹ ہو جائیں گے۔"

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نظم

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

مندروں میں حیوانوں پر مظالم

مندروں میں بے زبانوں پر جو ہوتے ستم
ان کی کیفیت بیاں کرنے سے لرزاں ہے قلم
یہ مظالم وہ ہیں جن کی تاب نظارہ نہیں
ایسی خونریزی کا یارو کوئی کفارہ نہیں
ٹکڑے ٹکڑے بکریاں ہوں خنجر بیداد سے
کام ہو سکتا نہیں ایسا کسی جلاد سے
انتڑیاں باہر نکالی جائیں نکلے سخت بُو
بھینٹ دینے والے کرتے ہیں نہیں زیب گلو
قتلِ سؤر میں ہوا کرتی ہیں جو بے باکیاں
ان کے آگے ہیچ ہیں برچھیاں سفاکیاں
ہیں گڑیں دیوار میں کیلیں بہت سی نوکدار
ان پہ اس بدبخت کو دے مارتے ہیں بار بار
جسم چھلنی اس کا جب کر دیتا ہے دست ستیز
روح اس دم قالب خاکی سے کرتی ہے گریز
بھینسے پر تلوار سے ہوتا ہے حملہ بار بار
زخم اتنے لگتے ہیں ممکن نہیں جن کا شمار
ہر طرف سے خوں کے فوارے ہوتے ہیں رواں
دیکھنے والوں کو کرتا ہے یہ منظر شادماں
بھینٹ یہ ہندو کی دیوی کرتی ہے جبدم قبول
ہیں سمجھتے مہربانی کا ہوا اس کی نزول
خون بکر بھینسے کا ملتے ہیں جسموں پر بھگت
کہتے ہیں کہ فضل ان پر ہو رہا ہے ان گنت
جو ہو قربانی کا بھینسا اس پہ ہوتا ہے عذاب
دیکھنے والے سمجھتے ہیں اسے کار ثواب
اک گڑھے میں پھینک کر چلتی ہیں اس پر برچھیاں
جس سے اس کی روح کو ہوتی ہے لرزش بیکراں
ظلم کے سہنے کی جب باقی نہیں رہتی سکت
دیکھنے والے ہیں کتنے مل گئی اس کو مکت
یہ ہمارانی تو ہندو دھرم کی تحقیر ہے
اس کا جو حامی ہے بے شک وہ بڑا بے پیر ہے

اس میں تو بے شک اہنسا کی کھلی تکذیب ہے
پوچھتا ہوں کیا یہ ہندو قوم کی تہذیب ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

موت

بچ جانے کے جتن

موت کا نام بھیانک ہے۔ اس کو کوئی بھی ذی روح پسند نہیں کرتا۔ اس کی اصلیت اس وقت معلوم ہوتی ہے۔ جب کوئی انسان کسی مہلک مرض میں مبتلا ہو کر اس کا ہم آغوش ہونے والا ہو۔ ایسی حالت میں مریض خود مایوسانہ لہجہ میں جوں جوں بجائے صحت کو اپنے سے دور دیکھتا ہے۔ اور موت نزدیک آتی معلوم دیتی ہے۔ حسرت بھری نگاہوں سے اپنے رشتہ داروں دوستوں اور ہمدردوں سے بات بات میں مایوسی کا اظہار کرتا ہے۔ گویا اس کے لئے اس وقت ایسا زبردست بلاوا آ گیا ہے۔ جس کے پنجے سے چھٹکارا محال بلکہ ناممکن معلوم پڑتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے رشتہ دار جن سے اس کو بہت سے فائدے پہنچتے ہیں۔ بے چین رہتے ہیں۔ اور اپنی حدِ استطاعت کے مطابق حکیموں، ویدوں، ڈاکٹروں سے علاج کرواتے ہیں۔ سینکڑوں ہزاروں روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں۔ پنڈتوں اور مولویوں سے دعائیں منگواتے ہیں۔ جن کو سیانوں پر اعتقاد نہ بھی ہو وہ بھی ان کے پاس جا جا کر جھاڑ پھونک کرواتے ہیں۔ غرضیکہ اعتقاد ہو یا نہ ہو۔ پھر بھی کوئی جگہ باقی نہیں چھوڑتے۔ موت مجسم سامنے کھڑی ڈراؤنے روپ سے لمبی جِبھیا (زبان) نکال لپ لپاتی ہے۔ اور نا معلوم مریض کو مرنے سے پہلے کیا کیا ڈر دکھاتی ہے۔ اور مرنے والے پر نہ معلوم کیا گذرتی ہو گی۔ وہ تو وہی جانے۔ مگر پاس والوں کے دل بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دہل جاتے ہیں۔ آخر جب مریض چل بستا ہے۔ تو رشتہ دار پھر بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ واویلا مچاتے ہیں۔ روتے ہیں۔ پیٹتے ہیں چہلم وغیرہ مناتے ہیں۔ یہ ان سب انسانوں کا حال ہے۔ جو اپنے آپ کو ہندو، سکھ، عیسائی اور مسلمان کہتے ہیں۔

ایک یا دو خدا

جب ان سب کا اپنے لئے یہ حال ہے تو میں پوچھتا ہوں۔ کہ جو اشخاص موت مجسم بے رحم بن کر جانوروں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہیں۔ وہ خدا پرست ہیں یا خود پرست۔ اگر وہ خود کو خدا پرست کہتے ہیں۔ تو کیا خدا دو ہیں۔ یا انسانوں کے پیدا کرنے والا ہی خدا ہے۔ اور جانوروں کا کوئی بھی نہیں۔ اس لئے کوی نے کہا ہے۔

کھان پان اور بھوگ میں سب جیو ہیں یکساں

ارتھ۔ کھانے پینے اور روشنے میں سب جاندار ایک جیسے ہیں۔

گیان دھیان تج پرس کو اتی پشو تو جان

ارتھ۔ سمجھ اور عبادت کو چھوڑے ہوئے انسان کو بالکل حیوان سمجھنا چاہیئے ہاتھی سے لے کر چیونٹی بلکہ نظر نہ آنیوالے جرمز تک سب جانداروں کا رنگ اور روپ الگ الگ ہوتا ہے۔ مگر ایک ہی سرب شکیتمان پرماتما کا نور سب جانوروں میں براجمان ہے۔ سمجھ اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ کہ طاقت ور جاندار کمزوروں کو ستائیں۔ مثل مشہور ہے۔ کہ پرماتما انسان کو مصیبت میں یاد آتے ہیں۔ ورنہ انسان اپنی خود غرضیوں میں مست رہتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فلسطینی لیڈر کا مطالبہ

اس موقعہ پر مسلمانوں کی ایک قدیمی حکومت کے موجودہ حالات کا ذکر کچھ بے جا نہ ہوگا۔

انگریزوں نے فلسطین کے ایک حصہ میں یہودیوں کو آباد کیا ہے اور عرب ان کا اپنے ملک میں آباد ہونا پسند نہیں کرتے۔

حج کے وقت ذبیحہ

میں دنیا کے انسانوں کی توجہ مذکورہ بالا بیان کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

مسٹر منصور کا کیا ہی سنہری اعلان ہے۔ بشرطیکہ اس کو تمام کمزور جانداروں پر عاید کیا جائے۔ مکہ مدینہ جو عرب میں واقع ہے۔ اور مسلمانوں کا سب سے بڑا متبرک تیرتھ ہے۔ حج کے موقعہ پر تمام دنیا کے مسلمان جو حج کرنے جاتے ہیں۔ ان کی تعداد لاکھوں ہی ہوتی ہے۔ اور ہر ایک حاجی پر ایک جانور کا ذبیحہ لازم ہوتا ہے۔ چنانچہ لاکھوں جانور ہر سال اس پاک سرزمین میں بلا وجہ قتل کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ حدود مکہ میں جوں تک مارنے کا حکم نہیں۔ کاش کہ مسٹر منصور کے اعلان پر تمام دنیا کے انسان یا کم از کم ان کے ہم مذہب تو عمل کریں۔ اور یہ سمجھ لیں۔ کہ کمزوروں پر ظلم کرنا بہادری نہیں۔ تو ان کے ہاتھوں جو بے شمار بے زبانوں پر ظلم ہوتا ہے۔ بند ہو جائے۔ مجھے خود مسٹر منصور کے اعلان سے ہمدردی ہے۔ مگر انصاف کا تقاضا ہے۔ کہ ظلم سب پر یکساں محسوس کیا جائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور دنیا میں راہ راست پر چل کر ثواب کا مستحق بنے

رنگ اور روپ

رنگ اور روپ محض ان دو الفاظ نے دنیا کی کل مخلوقات کائنات دریا۔ پہاڑ۔ سمندر۔ زمین و آسمان کو عجیب طریقے پر گھیر رکھا ہے۔ دنیا کی کوئی شے ان کے دائرہ اثر سے باہر نہیں۔ حتےٰ کہ خدا کی خدائی بھی ان دو الفاظ میں پنہاں ہے۔ اگر انسان اپنے جسم کا فوٹو لے۔ تب بھی انہی دو الفاظ سے اس کی پہچان ہوتی ہے۔ اور اگر ہزاروں لاکھوں کروڑوں انسانوں کی فوٹو دیکھیں۔ تب بھی یہی دو الفاظ ان کی الگ الگ پہچان بتاتے ہیں۔ جانوروں اور درختوں وغیرہ سب کا یہی حال ہے۔ مگر پھر بھی انسان چودھرات کی ٹانگ اوپر ہی رکھتا ہے۔ کہتا ہے۔ کہ میں اشرف المخلوقات ہوں۔ کیونکہ خدا نے مجھے اپنی شبیہہ پر بنایا۔ کیوں نہ ہو۔ انسان نے خود ہی اپنے دل سے سوال کیا۔ اور خود ہی منصف بن کر جواب بھی گھڑ لیا۔ اس خود ساختہ فیصلہ پر میں تو اعتقاد نہیں رکھتا کیونکہ دنیا کی دوسری مخلوقات کا بھی یہی دعوےٰ ہو سکتا ہے۔

کیا گئو۔ بھینس، اونٹ۔ بھیڑ، بکری، سور وغیرہ کا یہ دعوےٰ کہ خدا ہماری شکل کا ہے۔ غلط ہے۔ تو کیا جانوروں کو شیطان کی شبیہہ پر بنایا۔ نہیں، ہرگز نہیں!! ایشور سب سرشٹی کا کرتا ہے۔ جانوروں کا بھی وہی حق ہے۔ جو انسان کا۔ ان سب کے جسموں کو بھی خدا کا نور ہی منور کر رہا ہے۔ اور ہر ذی روح کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے۔ کہ خدا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میری شکل کا ہے۔ یا خدا نے مجھے اپنی شبیہہ پر بنایا ہے۔ حقیقت میں نہ نظر آنے والی چیزیں بھی نہ خدا سے جدا ہیں۔ اور نہ ہی وہی ان سے جدا ہے۔ انیک پرکار کی چیزیں سب ایک ہی چیز کی مظہر ہیں۔ وہیں سے آتی اور وہی واپس چلی جاتی ہیں۔ جس کو جس روپ میں پیدا کیا۔ وہ اس میں خوش ہے۔ جیسے کہ گندگی کا کیڑا ابھی نہ دوسری جگہ جا کے خوش ہوتا ہے۔ اور نہ دوسری جگہ جانا چاہتا ہے۔ مگر شرف کا دعویدار انسان جانداروں کو اپنے جیسا درجہ دینے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ حیوان کہتا ہے۔ ان کے اجسام کو اپنے میں جذب کر کے پھر بھی فضیلت کا دعوےٰ نہیں چھوڑتا۔ حالانکہ ایسی خوراک اس کے جسم کو حیوانوں سے بھی بدتر بنا دیتی ہے۔ دنیا کے حالات کو دیکھیئے۔ کیا ہو رہا ہے۔ جگہ جگہ سے قتل اور قتل کی آہ و پکار کہیں خاموشی کے ساتھ اور کہیں گھبراہٹ اور چیخ و پکار کے ذریعہ آ رہی ہے۔ اس پر بھی ظالموں کی چھریاں اپنا کام کرنے سے نہیں رکتیں

رنگ اور روپ کی نصیحت محض انہی انسانوں پر اثر انداز ہو سکتی ہیں، جو خود کو صوفی اور خدا پرست سمجھتے ہیں۔ اور تمام مخلوق کو جیسا کہ قرآن شریف میں بھی بتایا گیا ہے۔ ایک ہی خدا کی پیدا کی ہوئی سمجھتے ہیں (دیتیوں اور دسروں) یعنے بے رحموں اور بے عقلوں کو جو سمجھ سے خالی ہیں۔ ان پر کوئی بات کارگر نہیں ہوتی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گوشت خوری اور کفایت شعاری

ہر انسان حسب حیثیت اچھی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے یوں تو بے شمار چیزوں کی ضرورت ہے۔ مگر کھانا، پینا اور جائے سکونت یہ تین تو نہایت ہی لازمی ہیں۔ سکونت کے لئے غربا مٹی کی دیواریں بنا کر اوپر گھاس کی چھت ڈال لیتے ہیں۔ اور دس پندرہ روپیہ کے خرچ سے کام چلا لیتے ہیں۔ امراء ہزاروں۔ لاکھوں روپیہ کے صرف سے پختہ بڑے بڑے عالیشان آرام دہ مکانات بنا کر عیش کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ پہننے کے لئے غربا پھٹے پرانے موٹے کپڑے سے گذارہ کر لیتے ہیں۔ امرا سینکڑوں قسم کے ریشمی، اونی، سوتی نفیس اور عمدہ بڑی بڑی لاگت کے کپڑے پہنتے ہیں۔ خوراک کے متعلق انسان گورکھ دھندے میں پھنس جاتا ہے۔ محض امیر اور غریب کا سوال ہی نہیں۔ بلکہ شدھ اور اشدھ خوراک کا بھی وچار کرنا چاہیئے شدھ خوراک وہی ہو سکتی ہے۔ جو بلا تشدد حاصل ہو۔ اور جس سے جسم کا بیرونی حصہ ہی نہیں۔ بلکہ اندرونی بھی پاک صاف رہے۔ اور بلا وجہ بیماریوں کا گہوارہ نہ بنے۔ اگر خرچ بھی نسبتاً کم ہو۔ تو سونے پر سہاگہ کا کام دے گا۔ اور انسان اپنے اور اپنے کنبہ کی پرورش نہایت اچھی طرح سے کر سکے گا

کم خرچ بالا نشیں

اناج۔ پھل، سبزی، دودھ، گھی ایسی خوراک ہے۔ جو بلا تشدد حاصل ہوتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ اور شُدھ ہے۔ اس پر خرچ بھی کم آتا ہے۔ اناج خور غریب نادار انسان کم سے کم ایک آنہ یومیہ پر گذارہ کر سکتا ہے۔ اگر پانچ آدمیوں کا کنبہ ہو۔ تو پانچ چھ آنے یومیہ پر۔ مگر گوشت اول تو تشدد سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر ایک آدمی جو تین پاؤ پختہ آٹا کھا سکتا ہو۔ وہ پانچ سیر پختہ گوشت کھا جائے گا۔ جہاں آٹا ایک آنہ کا ہوگا۔ گوشت کی قیمت سوا روپیہ ہوگی۔ امراء اور غرباء کو چھوڑ کر اوسط درجہ کے انسانوں کا خرچ اناج۔ اعلےٰ قسم کے پھل۔ دودھ۔ گھی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ روپیہ سوا روپیہ تک ہو سکتا ہے۔ مگر گوشت خور انسان گوشت اور اس کے ہمراہ شراب کے لئے جو اس کا عام ساتھی ہے۔ بیس پچیس روپیہ بلکہ اس سے بھی زیادہ پر ہاتھ صاف کر سکتا ہے۔ جہاں اناج خور انسان اور اوسط درجہ کی شُدھ خوراک کا خرچ چار آنہ روزانہ اور پانچ آدمیوں کے کنبہ کی خوراک کا خرچ روپیہ سوا روپیہ روزانہ ہوگا۔ وہاں گوشت خور پانچ آدمیوں کا کنبہ اگر اناج کے ہمراہ ایک سیر بھی گوشت پکائے۔ تو گوشت کے لوازمات مل کر کم از کم دو روپیہ خرچ آئے گا۔ گویا شُدھ خوراک سے دو گنے۔ اس میں شراب داخل نہیں۔ گوشت خور خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ زیادہ تر شراب کے بھی عادی پائے جاتے ہیں۔ اگر کنبہ کے دوسرے ممبروں اور بچے اور عورتیں شراب نہ بھی پئیں۔ تو کنبہ کا ہیڈ (سرکردہ) ضرور پیتا ہے۔ اگر زیادہ نہیں۔ تو ۸ آنے شراب کے شامل کر کے دو روپیہ آٹھ آنہ یومیہ خرچ ہوا۔ گویا شُدھ خوراک کے مقابلہ میں ڈھائی گنا۔

اظہار حقیقت انگریز ہندوستان کے حکمران ہیں۔ اور گوشت افراط سے کھاتے ہیں۔ اور شراب بھی خوب پیتے ہیں شملہ ہلز میں انگریز بچوں کا سکول ہے۔ جو سناور سکول کے نام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے نامزو ہے - یہاں بچوں کی خوراک پر ساڑھے نو آنہ یومیہ خرچ آتے ہیں - اس میں شراب شامل نہیں ہے - اور سب چھوٹے بڑے بچوں کا خرچ اوسطاً کس ۸۰ روپے ماہوار ہے - جس میں خوراک رہائش اور دوسرے اخراجات شامل ہیں -

گورمنٹ کے ہر ایک محکمہ کے افسران کی تنخواہیں اتنی زیادہ مقرر ہیں - جس کی مثال دنیا کے دیگر ممالک میں نہیں ملتی حقیقت میں اتنا روپیہ انسان کے معیار زندگی کو بگاڑ دیتا ہے - بڑی بڑی تنخواہوں کے افسران کی تعداد جو ہندوستان پر بر سر ہما ہیں محکمہ سول سروس میں تعینات ہیں - ان کے گوشوارہ سے حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے +

نقشہ دوسرے صفحہ پر ملاحظہ کریں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

ہندوستان کے صوبے نیز برہما	۵۰۰ روپیہ سے ۱۰۰۰ روپیہ تک تنخواہ پانے والے	۱۰۰۰ روپیہ سے ۲۰۰۰ روپیہ تک تنخواہ پانے والے	۲۰۰۰ روپیہ سے ۳۰۰۰ روپیہ تک تنخواہ پانے والے	۳۰۰۰ سے ۸۳۳۳ روپے ۵ آنے ۴ پائی تک تنخواہ پانے والے	دس ہزار سے زیادہ یا دس ہزار تک ماہوار تنخواہ لینے والے
صوبہ بنگال	۴۶	۶۰	۳۲	۲۶	
صوبہ بہار	۱۸	۳۰	۲۶	۱۸	
صوبہ بمبئی	۳۴	۳۹	۱۱	۲۴	
صوبہ برہما دھول ملسٹ ۱۹۲۱ء	۱۸	۷۵	۶	۱	
صوبہ سنٹرل پراونس (سی پی)	۱۷	۲۰	۸	۱۱	
صوبہ مدراس	۲۹	۴۰	۲۴	۱۴	
صوبہ پنجاب	۴۹	۲۴	۶	۱۵	
اوڑیسہ	۶	۵	۴	۲	
صوبہ یو۔پی	۴۹	۵۰	۳۶	۲۷	۱
صوبہ آسام	۷	۱۴	۱۷	۲	
صوبہ نارتھ ویسٹ پراونس (سرحدی)	۱۳	۲۰	۳	۴	
صوبہ سندھ	۸	۷	۳	۲	
میزان	۲۹۴	۳۸۴	۱۷۶	۱۴۶	۱

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبب خود غرضی ہے

اس کے علاوہ سنٹرل گورنمنٹ کے بہت زیادہ تعداد میں افسران کو یعنی وائسرائے اور اس کے عملے کو بہت بہت بڑی بڑی تنخواہیں ملتی ہیں اور چار ہزار سے زاید فوجی افسر ہیں۔ جن کو ہزاروں روپیہ ماہوار کے ملتے ہیں۔ ایک طرف گورنمنٹ ایسی دریا دلی سے تنخواہ دیتی ہے۔ دوسری طرف ملک کی آبادی کا کثیر حصہ بھوکوں مرتا ہے۔ اور جب کبھی اس تباہی خیز افلاس کے نام پر جو کثیر طبقہ ہندوستانیوں کی قسمت میں پڑا ہے۔ گورنمنٹ سے استدعا کی جاتی ہے۔ کہ ان بڑی بڑی تنخواہوں کو کم کر کے بھوکوں کے روٹی مہیا کرنے کا انتظام کیا جائے۔ تو یہ بڑی بڑی تنخواہیں پانے والے اصحاب اتنا شور و غل مچاتے ہیں۔ کہ آسمان کو سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ کیا اس سے یہ مطلب نکالا جاوے۔ کہ ان لوگوں کے دل بالکل پتھر ہو چکے ہیں۔ اور بھوکوں اور ننگوں کی آہیں ان کے دل پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔ ممکن ہے۔ کہ یہ بھی ٹھیک ہی ہو۔ کیونکہ جیسی خوراک وہ استعمال کرتے ہیں۔ اس کا قدرتی نتیجہ دل کی قوت احساس کا فقدان ہی ہونا چاہیئے۔ مگر مفلسوں اور ناداروں کی جگر سوز حالت سے ان کی بے اعتنائی کی اصلی وجہ خود غرضی ہے۔ جو روز ازل سے انسان کو ودیعت ہوئی ہے۔ یہ حضرات اتنی موٹی موٹی تنخواہیں پا کر ایسی عیش و عشرت اور اسراف کی زندگی کے عادی ہو چکے ہیں کہ یہ سوچ ہی نہیں سکتے۔ کہ اس سے کم آمدنی پر ان کا گذارہ بآرام ہو سکتا ہے۔ اس لئے خواہ کوئی بھوکا چلائے۔ خواہ کوئی ننگا کراہے وہ اپنے حلوے مانڈے اور گوشت کو قربان نہیں کر سکتے۔ اگر ان کی زندگی ایسی نہ ہوتی۔ اور یہ گوشت اور شراب کا اتنا استعمال کرنے والے نہ ہوتے تو ممکن تھا۔ کہ اگر ان کی تنخواہوں کو ملک کے افلاس کے تناسب میں لانے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے لئے کم کیا جاتا۔ تو یہ اتنے سیخ پا نہ ہوتے۔ ایسے ہی تنخواہوں کے لالچ میں انگریزوں نے ہندوستانیوں کو کمیونل ایوارڈ جیسی نعمت عطا کی۔ جن سے رجعت پسند مسلمانوں کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اور وہ بجائے ہندوستان کی سب آبادی کے لئے روٹی حاصل کرنے کے محض خود غرض بن کر اپنی عیش و عشرت کے لئے ہندو مسلمانوں کو ایک دوسرے کا مخالف بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

گوشت سے گریز میں فائدہ

انسان گوشت سے جتنا پرہیز کرے۔ اتنا ہی وہ اپنے جسم کی حفاظت کرے گا۔ کفایت شعار ہوگا۔ اپنے کنبہ کی پرورش اچھی طرح کر سکے گا۔ گوشت خور تباہ ہوتے ہیں۔ کنبہ کو خراب و خستہ حالت میں رکھتے ہیں۔ جہاں اناج خور شدہ خوراک سے تمام مخلوق کے لئے فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔ گوشت خوروں نے تو بظاہر مخلوق خدا کو تباہ کرنے پر کمر باندھی ہوئی ہے۔

جانوروں کی زیادتی

افزائش نسل

عام طور پر گوشت خور انسان یہ بات پیش کرتے ہیں۔ کہ بکری اور بھیڑ سال بھر میں دو دفعہ بچے دیتی ہے۔ اور ایک جھول میں ایک ایک بچہ دیتی ہیں۔ بعض دو بھی دیتی ہیں۔ اس لئے اگر ان کو قتل نہ کیا جائے۔ تو نہ معلوم کس قدر بڑھ جائیں۔ اور گوئیں کوئی ایک سال کے بعد اور کوئی دو سال کے بعد بچہ دیتی ہے۔ اور قریب قریب بیس سال کے عرصہ میں بارہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بچے دیتی ہیں۔ گویا اس کی زیادتی بھیڑ۔ بکری کی نسبت بہت کم ہے یہ ان جانوروں کی بڑھوتری کا حال ہے۔ جن کو مسلمانوں نے حلال قرار دیا ہے۔ گو گوشت خوروں کے خونخوار منہ سے بچا ہوا۔ تو کوئی جاندار نہیں مگر مذکرہ جانوروں پر ان کی خاص نظر عنایت ہے۔ یہاں تک کہ ان کی تو یہ نسل قطع کرنے پر کمر بستہ ہیں۔ مگر میرے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ مذکرہ بالا جانوروں کی بڑھوتری کو تو انہوں نے بخیال خویش اس طرح روک دیا۔

جب میں ۱۸۸۸ء میں پڑھتا تھا۔ ان دنوں ہندوستان کی آبادی ۲۵ کروڑ تھی۔ پچھلی مردم شماری میں ۳۵ کروڑ اور اب اگلی مردم شماری میں چالیس کروڑ کی امید ہے۔

غلط خیال

مگر انسانی آبادی بڑھ رہی ہے۔ اور جانوروں کی گھٹ رہی ہے۔ کیا انسان اس طرح سے افراط اور تفریط کے مرتکب ہو کر قانون قدرت میں مداخلت نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں سوّی ایک جھول میں آٹھ سے سولہ تک بچے دیتی ہے۔ اور سال میں دو دفعہ بیاہتی ہے۔ اور اگر جھول میں بارہ بچے بھی شمار کئے جائیں۔ تو سال بھر میں چوبیس بچے دیئے۔ دنیا میں سور کھانے والوں کی تعداد اتنی نہیں۔ جتنی اور جانوروں کو کھانے والوں کی تو کیا اس سے سوروں کی تعداد دنیا میں دوسرے جانوروں کی نسبت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اگر اس کا جواب نفی میں ہے۔ تو وہ لوگ جو قانون قدرت میں مداخلت کرنے کا دعوے کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر بھیڑ۔ بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا جائے۔ تو ان کی تعداد بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔ کہاں تک حق بجانب ہیں۔ اور اگر بڑھوتری کا ہی خیال ہے۔ تو کیا سور کا حرام ہونا ان کے خیال کی تردید نہیں کرتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

علاوہ ازیں کدو دانہ ایک وقت میں دس کروڑ انڈے دیتا ہے۔ اور کارب نامی مچھلی ہر سال ڈھائی لاکھ انڈے دیتی ہے۔ اور پچاس سال تک اسی طرح انڈے دیتی رہتی ہے۔ اس طرح اور بھی جانور بہتات کے ساتھ انڈے بچے دیتے ہیں۔ نیز کتیا ۱۳ سے ۸ تک بچے دیتی ہے۔ اور سال میں دو دفعہ بیاہتی ہے۔ چیل۔ گدھ۔ کوا۔ شکرا۔ باز۔ شیر۔ چیتا۔ بھیڑیا۔ بلی۔ کچھوا وغیرہ وغیرہ کا گوشت عام طور پر ہر انسان نہیں کھاتا۔ معترضین بڑھوتری نے اپنی خود غرضی کی وجہ سے یہ اعتراض تو کر دیا۔ مگر مذکورہ بالا باتوں کا ان کے پاس کیا جواب ہے۔ حقیقت میں قدرت کے بھیدوں کو قدرت ہی سمجھتی ہے۔ اور وہی بڑھوتری اور کمی کی ذمہ وار ہے۔ مطلب پرست انسان لذت کے بس میں پڑکر غریب جانوروں پر ظلم ڈھا رہے ہیں۔ ان کو سمجھ سے کام لینا چاہیئے۔ اور اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیئے۔

بھیڑ اور بکری سے فائدہ

انسان کی پوشاک پہاڑوں پر جہاں برف پڑتی ہے۔ نیز سردی بھی سخت شدت کی پڑتی ہے۔ وہاں پر دیکھا جاتا ہے۔ کہ لوگ سردی سے بچنے کے لئے اون کے کپڑے استعمال کرتے ہیں۔ جو کہ بھیڑوں سے مہیا کی جاتی ہے۔ صرف اون ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے کپڑے پہن کر انسان سردی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ یہ بات قطعی ہے۔ کہ اگر اون نہ ہوتی۔ تو پہاڑوں پر لوگوں کا آباد ہونا مشکل ہی نہیں۔ بلکہ ناممکن ہوتا۔ غور کا مقام ہے۔ کہ انسان جو کہ تمام مخلوق خدا میں اشرف ہونے کا دعویدار ہے۔ وہ بھیڑ کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ بیچاری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھیڑ جو انسان کو برفانی پہاڑوں میں رہنے کے قابل بناتی ہے۔ یہ اشرف کا دعویدار اس کی نیکی کے صلہ میں اس کی گردن تن سے جدا کرتا ہے اور گوشت مزے سے کھاتا ہے۔ کیا یہی مخلوق میں فوقیت کی خوبی اور انصاف کا تقاضا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہاں تک میرا ذاتی خیال ہے۔ ایسے انسان کو اشرف المخلوقات کا دعوےٰ چھوڑ کر حشرات الارض کا دعوےٰ کرنا چاہیئے۔ جو کہ ایسے افعال پر ٹھیک بیٹھے۔

دودھ کا فائدہ

بکری ایسا جانور ہے۔ جس کا خرچ کم ہے اور وہ مفید زیادہ ہے۔ وہ غریب اور معصوم بچے جن کی ماں کا سایہ شروع پیدائش میں ہی اٹھ جاتا ہے۔ ان کے لئے بکری کا دودھ شیر مادر کا کام دیتا ہے۔ غریبوں کے بچوں کے لئے تو یہ اور بھی زیادہ نعمت غیر مترقبہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ جو لوگ جنگلوں میں یا آبادی سے کچھ فاصلہ پر رہتے ہیں۔ وہ اس کو جنگل میں چرا چگا کر اس سے دودھ حاصل کر لیتے ہیں۔ اس طرح سے ان کو دودھ بلا قیمت مل جاتا ہے علاوہ ازیں اس میں اور بھی بے بہا خوبیاں ہیں۔ جہاں گوشت خور کئی قسم کے اسے گوشت کھانے سے مرض سل یا دق میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ وہاں دودھ دق کے مریضوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ زمین کے نیچے جہاں کہیں کنواں دبا ہوا ہو۔ بکری اس کے اوپر نہیں جاتی۔ گویا قدرت نے اس میں یہ وصف دکھایا ہے۔ جس سے انسان محروم ہے۔ بکری کی کھال مرنے کے بعد مشک بنانے کے کام آتی ہے۔ نیز بہت سے دوسرے جانوروں کی کھالیں بھی نہایت کارآمد ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہاتھی کے دانتن کے کھلونے بھانت بھانت کے
سنگھ کی کھال کاہو بیر من بھائے گی
مرگن کی کھالن پر بیٹھیں گے یوگی اور یتی
بکری کی کھال ہو پانی بھر پائے گی
سانبھر کی کھال سے ڈھلیں گے سپاہی لوگ
گینڈے کی کھال راؤ راجا من بھائیگی
نیکی اور بدی رہ جائے گی جگت بیچ
منش کی کھال کاہو کام نہیں آئے گی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نظم

گوشت خوری اور کفایت شعاری

۱

عجب چیز ہے یہ کفایت شعاری — مصائب مٹاتی ہے انساں کی ساری
جو خوراک میں ہو یہ مدنظر — تو لاریب ہے وہ بڑی کارگر
جو ہے شدھ بھوجن وہ ہے بے ضرر — نہیں اس کے کھانے میں کوئی خطر
ملا کرتا ہے وہ تشدد بغیر — وہ ہے پاک شر سے علمدار خیر
ہیں اجزا اس کے مناسب سبھی — بہت دل پسند ان میں ہیں دودھ گھی
اناج ان کا سرتاج ہے بے مثل — مفرح ہیں لاریب سبزی و پھل
وہ ہیں مصلح ظاہری و باطنی — وہ صحت میں کرتے نہیں کچھ کمی
عطا کر کے انسان کو حسن شباب — بناتے ہیں ہر کام میں کامیاب
نہیں اس میں مطلق ہے لاف و گزاف — وہ رکھتے ہیں انسان کو پاک و صاف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سرورِ دماغ اور ہیں نورِ جاں — بناتے ہیں انساں کو پہلواں
یہ سچ ہے شبہ اس میں مطلق نہیں — وہ کم خرچ ہیں اور بالا نشیں
حقیقت میں دولت کی ہیں شاہراہ — مصائب میں ملتی ہے ان سے پناہ

۲

مگر گوشت خوری اشد ہے اہار — نہیں فائدہ بخشتی زینہار
نہیں کرتا معدہ اسے منہدم — بڑی دیر میں تو وہ ہوتا ہے ہضم
دماغ اور دل کا ہے وہ حکمراں — مٹاتا ہے دونوں کو وہ بیگماں
وہ صحت کا قاطع وہ طاقت شکن — نہیں روح کو اس سے ملتا امن
مئے ارغوانی ہے اس کی رفیق — یہ دونوں ہیں اک دوسرے کے شفیق
نہیں ان سے مذہب کا کچھ واسطہ — دیا سے نہیں ان کا کچھ رابطہ
یہ قولِ حکیماں بہت صاف ہے — زر و مال کا ان میں اسراف ہے
ہیں گر کسی کے یہ دونوں رفیق — تو ہوگا وہ بحرِ فنا میں غریق

نہیں یہ کہانی یہ ہیں واقعات
مجسم ثبوت ان کا ہے کائنات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اقتصادی نقطہ نگاہ

کیا گئو وغیرہ جانوروں کا گوشت کھانا چاہیے یا ان کا دودھ حاصل کرنے کیلئے ان کی پرورش کرنی چاہیے

نمبر ۱

پیٹ کا دھندہ دنیا بھر میں ذی روحوں کی زندگی کا دارومدار خوراک پر ہے۔ دنیا میں جو دھندے کئے جاتے ہیں۔ سب پیٹ کے لئے۔ مذہب، اخلاق، روحانیت ان سب سے پیٹ کا دھندہ مقدم ہے۔ جس آدمی کا پیٹ خالی ہو اس کا کوئی مذہب نہیں۔ قران شریف نے یہاں تک اجازت دے دی۔ کہ بھوک کے وقت حرام حلال کی پرواہ مت کرو۔ حرام کو حلال سمجھ کر کھا جاؤ۔ مسلمانوں نے قریب ایک ہزار سال پہلے ہندوستان پر حملہ کیا۔ تو پیٹ کے لئے۔ انگریز چھ ہزار میل کے فاصلہ سے ہندوستان میں آئے تو پیٹ کے لئے۔ جب پیٹ کی ضروریات سے فراغت ہوئی۔ تو انہوں نے نیک اور بد کی تمیز کو چھوڑ کر اپنے اپنے ملکوں کی رسوم کو ہندوستانیوں میں ٹھونسنے کی کوشش کی۔ مگر گوشت خور تو ہیں صدیوں تک ہندوستان میں بود و باش رکھنے کے باوجود یہ نہیں سمجھ سکیں۔ کہ ہندو گئو کو کیوں متبرک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سمجھتے ہیں۔ اور گئو کو بچانے کے لئے جان تک قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ وجہ یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں ہندوؤں کی تمام اعلےٰ اور ادنےٰ جاتیوں کا دھرم اہنسا پرمو دھرما ہے۔ یوں تو بدھ دھرم بھی اسی سنہری اصول کا پیرو ہے۔ اور ہندوستان۔ چین۔ جاپان اور چھوٹے چھوٹے تین چار دوسرے ممالک شامل کرکے بودھوں کی آبادی تمام دنیا کی نصف آبادی سے زیادہ ہے۔ مگر باوجود اس بات کے کہ ان کا دھرم ان کو اہنسا کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ تو بھی ان میں کافی لوگ ماس کھانے لگ پڑے ہیں۔ گو کہ اس کثرت سے نہیں جس قدر کہ دوسرے مذاہب کے پیرو کھاتے ہیں۔ اب جو جاتیاں پرہیزگار ہیں۔ ان کی تعداد بھی کروڑوں ہی ہے۔ ان کی خوراک کا مدار گھی اور دودھ پر ہے۔ گھی ایسی چیز ہے۔ جس کا پرہیزگاری کی خوراک سے چولی دامن کا ساتھ ہے۔ وہ اپنے چوکے میں بلا گھی رسوئی کو بھوت رسوئی کہتے ہیں۔ کوئی مٹھائی گھی کے بغیر لذیذ نہیں بن سکتی۔ جو مٹھائیاں گھی کے بغیر بنتی ہیں۔ ان کو کہا جاتا ہے۔ کہ یہ توزی کھانڈ ہے۔

دو قسم کے گوشت خور

اب گوشت خوروں کو دیکھئے۔ میرے خیال میں ہندوستان میں دو قسم کے گوشت خور ہیں۔ ایک ہندوستانی طریقے سے کھانے والے لوگ اور دوسرے یورپین طریقے سے۔ ہندوستان کے گوشت خوروں کو گوشت میں لذت نہیں آتی۔ جب تک گوشت میں گھی نہ ہو۔ اور اس میں گرم مصالحہ۔ رائی۔ مرچ۔ لونگ۔ جاوتری وغیرہ اور لہسن وغیرہ نہ پڑا ہو۔ یہ اشیاء دراصل گوشت کی بو و تعفن کو دبانے کے لئے ڈالی جاتی ہیں۔ حقیقت میں لذت بھی گرم مصالحہ اور گھی میں ہی ہوتی ہے۔ اور نام گوشت کو دیا جاتا ہے۔ جو امیر ہیں۔ وہ گوشت میں ہموزن گھی ڈالتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ غریب کم مگر دالتے ضرور ہیں۔ فی زمانہ گوشت خوری زوروں پر ہے۔ اتنا گھی آئے تو کہاں سے۔ نتیجہ یہ کہ مونگ پھلی کا تیل۔ خشخاش کا تیل کھوپڑے کا تیل نیز دوسرے تیل جن کو وجیٹبل گھی کا نام دیا جاتا ہے۔ ہزاروں۔ لاکھوں من شہروں اور قصبوں میں اور گاؤں میں افراط سے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ اور طرح طرح کی بیماریوں کے موجب بن رہے ہیں۔ انسانی طاقت دن بدن ضایع ہو رہی ہے گئوئیں اور بھینسیں جو گھی کے درخت ہیں۔ بلا سوچے سمجھے قتل کئے جا رہے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ایک بڑے بوچڑ خانے کی تجویز زیر غور تھی۔ جو ان کے آئے دن کم ہونے والی تعداد کو اور بھی کم کر دیتی۔ انگریز گوشت میں گھی استعمال نہیں کرتے۔ محض ابال کر کھاتے ہیں۔ اس لئے ان کو پرواہ نہیں۔ کہ گئوئیں کم ہوتی ہیں۔ یا زیادہ۔ جہاں ۱۹۲۸ء میں ہندوستان بھر میں گئوؤں اور بیلوں کی مجموعی تعداد چودہ کروڑ چھپن لاکھ تھی۔ ان میں سانڈ بچھڑے شامل نہیں ہیں۔ اس وقت صرف نو کروڑ رہ گئی ہے

خوراک کی لذت قربان

افسوس ہندوستانی مسلمانوں پر ہے۔ جو یہ جانتے ہوئے کہ گئوؤں کی کمی کے ساتھ ان کی خوراک کی لذت بھی قربان ہو رہی ہے۔ اس طرف دھیان نہیں دیتے۔ گئوئیں ختم کر کے گھی کہاں سے آئے گا۔ انگریزوں کو گوشت کھانے کے لئے درندوں کا سا کام کرنا پڑتا ہے۔ کھاتے وقت بجائے انگلیوں کے جو قدرت نے ان کو اس مطلب کے لئے عطا کی ہیں۔ چھری۔ کانٹے اور چمچے استعمال کرتے ہیں۔ گئوؤں کی قدر و قیمت ہندوستانیوں کو ہونی چاہیئے۔ جن کی خوراک شدھ ہے۔ ہندوؤں کے گئوؤں کی جان بچانے کے لئے ہر حالت میں تیار رہنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ گئوؤں کی کمی کے ساتھ ہی ان کا تمدن اور ان کی رہی سہی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

طاقت وخوراک کی لذت بالکل تباہ ہوتی نظر آرہی ہے۔ گوشت خوری محض زبان کے چٹخارے کے لئے ہے۔ اور اس غلط خیال کا نتیجہ ہے کہ گوشت جسم کو طاقت دیتا ہے۔ ذرا گوشت کے گنوں پر وچار کیجیے۔ گورا سپاہیوں کو آدھ سیر گئو مانس فی کس یومیہ دیا جاتا ہے۔ ذرا ان کو آدھ سیر گھی فی کس یومیہ دے کر دیکھا جائے۔ آدھ سیر تو کیا، وہ پاؤ بھر گھی بھی مشکل سے ہضم کر سکیں گے۔ اور جو ہضم کرے گا۔ وہ اپنی موجودہ طاقت سے زیادہ طاقتور ہوگا۔ ممکن ہے۔ کہ ہندوستان میں گوشت خور آدمیوں میں سے دس سیر یومیہ گوشت کھانے والے تو ہزاروں نکل آئیں۔ مگر تمام دنیا کی ڈیڑھ پونے دو ارب آدمیوں کی آبادی میں ایک آدمی بھی ایسا نکلنا مشکل ہے جو ڈھائی سیر پختہ گھی کھا سکے۔ اور ہضم کر سکے۔ ایسی صورت میں گئوؤں کا وہی دشمن ہو سکتا ہے۔ جو گھی کے اوصاف سے لاعلم ہو۔

گائیوں سے دیگر فوائد

گئوؤں میں اور بھی بے شمار گن ہیں۔ اگر پیٹ میں ہوا بھر کر اپھارہ ہوتا ہے۔ تو ہینگ کو گئو پیشاب میں رگڑ کر اور گرم کر کے پیٹ پر لیپ کرنے سے ہوا بھرنی بند ہو جاتی ہے۔ بچوں کو سوکھے کی بیماری میں گئو موتر سے نہلانے اور سر پر مکھن رکھنے سے بچہ اچھا ہو جاتا ہے۔ جلودھر کی بیماری میں گئو موتر پلانے سے افاقہ ہوتا ہے۔ اگر چیچک نکلی ہوئی ہو۔ تو گئو موتر سے آنکھوں کو دھونے سے پھولا نہیں پڑتا۔ گوبر سے مکان لیپے جاتے ہیں۔ مکان میں پلستر کرنے کے بعد جب تک گوبری نہ کی جائے۔ دیوار پر صفائی نہیں آتی۔ گوبر کے اپلے تھاپے جاتے ہیں۔ اور روٹی پکانے کے لئے ایندھن کا کام دیتے ہیں۔ بیلوں سے کھیت میں ہل چلایا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد اناج بویا جاتا ہے۔ گوبر بہتر کھاد کا کام دیتا ہے۔ مرنے کے بعد ان کا چمڑا جوتے بنانے کے کام آتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دس سال کا گوشوارہ

گائیوں اور بھینسوں کا شمار جو سرکاری ڈیریوں میں ہندوستان بھر میں کل گورہ فوجوں کو دودھ مکھن اور بالائی دیتی رہیں

نمبر	سال	گائیاں	بھینس
۱	۱۹۲۴-۲۵	۱۵۰۷	۱۱۱۱
۲	۱۹۲۵-۲۶	۱۵۰۱	۹۸۴
۳	۱۹۲۶-۲۷	۱۳۹۸	۱۰۵۵
۴	۱۹۲۷-۲۸	۱۳۹۵	۱۰۵۵
۵	۱۹۲۸-۲۹	۱۳۱۵	۱۰۵۷
۶	۱۹۲۹-۳۰	۱۱۵۶	۱۳۴۱
۷	۱۹۳۰-۳۱	۱۲۸۷	۱۶۱۷
۸	۱۹۳۱-۳۲	۱۲۰۶	۱۷۳۹
۹	۱۹۳۲-۳۳	۱۳۶۵	۱۸۸۸
۱۰	۱۹۳۳-۳۴	۱۲۴۹	۱۸۳۱

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گائے بھینسوں کی کمی

مویشیوں کے اس گوشوارہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جہاں ۱۹۲۴-۲۵ء
میں ہندوستان کی تمام گورنمنٹ ڈائری فارموں میں گئووں کی تعداد
سال بھر میں ۷.۰۱۵۱ تھی۔ ان میں پانچ ہزار پونڈ سے دس ہزار پونڈ تک
دودھ دینے والی گائیاں ۵.۲۲ فی صدی تھیں۔ وہاں ۱۹۳۳-۳۴ء میں ان
کی تعداد ۹۴۴۱ اور دودھ دینے والی گایوں کی تعداد ۳.۳۵ فی صدی
تھی۔ اور ۱۹۳۳-۳۴ء میں ۷.۶۴ فی صدی تک گھٹ گئیں۔ اور بھینسیں
۱۹۲۴-۲۵ء میں ۱۱۱۱ تھیں۔ ان میں سے پانچ ہزار سے دس ہزار پونڈ دودھ
دینے والی بھینس ۱.۱۷ فی صدی تھی۔ اور ایک ہزار سے پانچ ہزار
تک دودھ دینے والی ۹.۸۸ تھی۔ ۱۹۳۳-۳۴ء میں پانچ ہزار پونڈ سے
دس ہزار پونڈ تک ۵.۱۳ فی صدی تھی۔ اور ایک ہزار پونڈ سے پانچ
ہزار پونڈ تک دودھ دینے والی بھینسوں کی تعداد ۵.۶۸ فی صدی تھی۔
دودھ دینے کی اوسط فی مویشی دوسرے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ڈائریوں میں گائیں بھینسیں

تعداد دودھ فی مویشی نے سالانہ دودھ دیا	۱۹۳۳-۳۴		۱۹۲۴-۲۵	
	بھینس	گائیاں	بھینس	گائیاں
دس ہزار پونڈ سے زیادہ دینوالی	-	۸۴	-	۱
نو سے دس ہزار پونڈ تک	۲	۷۴	-	۴
آٹھ سے نو ہزار پونڈ تک	۶	۷۹	-	۳۰
سات سے آٹھ ہزار پونڈ تک	۱۷	۱۵۲	۳	۳۵
چھ سے سات ہزار پونڈ تک	۶۱	۱۸۳	۲۵	۸۱
پانچہزار سے چھ ہزار پونڈ تک	۱۶۱	۲۰۰	۹۵	۱۵۸
چار سے پانچہزار پونڈ تک	۴۳۹	۲۰۸	۲۵۹	۲۸۰
تین سے چار ہزار تک	۶۳۱	۱۵۹	۳۸۶	۳۷۵
دو سے تین ہزار پونڈ تک	۳۴۶	۱۴۰	۲۱۹	۳۱۰
ایک ہزار سے دو ہزار تک	۱۶۸	۱۷۰	۷۶	۱۴۰
ایک ہزار سے کم			۴۸	۹۳
میزان	۱۸۳۱	۱۴۴۹	۱۱۱۱	۱۵۰۷

دودھ کی مقدار

اس طرح سے اوسط دودھ مذکورہ بالا گوشوارہ سے ۲۵-۱۹۲۴ء میں فی گائے یومیہ پانچ سیر آدھ پاؤ کے قریب اور فی بھینس یومیہ دودھ دینے کی تعداد چار سیر تیرہ چھٹانک کے قریب ہے۔ اور ۳۴-۱۹۳۳ء میں گائے کے دودھ دینے کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مقدار سات سیر ساڑھے چار چھٹانک کے قریب۔ اور بھینسوں کے دودھ
دینے کی مقدار۔ فی راس یومیہ چار سیر ۱۵ چھٹانک۔ گویا گورنمنٹ ڈائری فارموں
میں گائیاں بھینسوں سے زیادہ دودھ دیتی ہیں

اونس ۱۲ — ۱۵۴۴۶ - پونڈ سنہ ۲۵-۱۹۲۴ میں ۱۵۰۷ گئوں نے یومیہ دودھ دیا
۶ — ۱۰۶۹۳ - پونڈ ایضاً میں (۱۱۱۱) بھینسوں نے یومیہ دودھ دیا

۲ — ۲۶۱۴۰ - میزان

۱ — ۲۱۱۰۱ - پونڈ سنہ ۳۴-۱۹۳۳ میں ۱۴۴۹ گئوں نے یومیہ دودھ دیا
½ — ۱۸۰۸۱ - پونڈ " " ۱۸۳۱ بھینسوں " " "

۱½ — ۳۹۱۸۲ - میزان

گویا سنہ ۳۴-۱۹۳۳ میں گئووں اور بھینسوں کی مجموعی تعداد صرف ۳۲۸۰
تھی۔ اور انہوں نے ۶۵۰۰۰ گورے سپاہیوں کو فی کس پانچ چھٹانک
یا دس اونس دودھ مہیا کیا۔

سرکاری مویشیوں کا جو گورنمنٹ ڈائریوں میں سنہ ۲۵-۱۹۲۴ اور
سنہ ۳۴-۱۹۳۳ میں دودھ دیتی رہی ہیں۔ اس کتاب میں دیتا ہوں۔ میں نے
سنہ ۲۴-۱۹۲۳ سے سنہ ۳۳-۱۹۳۲ تک آٹھ سال چھوڑ دیے ہیں۔ محض دودھ دینے
والی گائیں بھینسوں کا سنہ ۲۵-۱۹۲۴ اور سنہ ۳۴-۱۹۳۳ کا حساب کر کے معلوم
کیا ہے۔ کہ سنہ ۳۴-۱۹۳۳ کے اخیر میں گئووں بھینسوں کی تعداد ۳۲۸۰ تھی
اور انہوں نے ۶۵۰۰۰ گورے سپاہیوں کو فی کس دس اونس یا
پانچ چھٹانک دودھ دیا۔ اگر فوجی گوروں کو آدھ سیر یا سولہ اونس دودھ فی
کس دیا جاوے۔ تو ۱۹۶۸ مویشیوں کی اور ضرورت پڑتی ہے۔ اس
صورت میں مویشیوں کی تعداد ۵۲۴۸ رکھنی پڑتی ہے۔ اور ڈائری فارموں
کے موجودہ اخراجات میں فی روپیہ چھ آنہ اضافہ کرنا پڑتا ہے۔ گئو ماس جو
گورنمنٹ فی کس ایک پونڈ دیتی ہے۔ اس میں کافی ہڈیاں نکل جاتی ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باقی ماندہ گوشت آدھ پاؤ گھی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ جہاں دنیا میں پچیس سیر پختہ گوشت کھانے والے کئی انسان ہوں گے۔ وہاں ڈھائی سیر پختہ گھی اول تو انسان کھا ہی نہیں سکتا۔ اگر کوئی ایک آدھ آدمی ڈیڑھ پونے دو ارب کی آبادی میں نکل بھی آوے۔ تو ہضم ہرگز نہیں کر سکے گا۔ پس گورے سپاہیوں کو اگر نصف سیر دودھ۔ یا آدھ پاؤ گھی یومیہ دیا جائے۔ تو یہ آدھ سیر گوشت سے غذائیت میں زیادہ ہوگا اس خوراک پر ۶۵۰۰۰ گوروں کے لئے خرچ بھی تقریباً یکساں پڑتا ہے

امریکن گائیں

میں نے اخبار پرتاپ کرشن نمبر ماہ اگست ۱۹۲۸ء میں امریکہ میں دودھ دینے والی گئووں کا حال پڑھا۔ وہاں ایک ماہ میں اپنے وزن کے برابر دودھ دینے والی گائیاں بھی ہیں۔ جو سال بھر میں اوسطاً ۸۱۶۱ پونڈ دودھ دیتی ہیں یا ۳۲۵ پونڈ مکھن۔ سب سے اچھی گائے سال بھر میں ۲۰۵۱۳ پونڈ دودھ دیتی ہے۔ اوسط درجہ کی امریکن گائے چار ہزار پونڈ دودھ یا ۱۶۰ پونڈ مکھن دیتی ہے۔ ہنری فورڈ کا مقولہ ہے۔ کہ امریکہ کی ایک گائے کم سے کم ایک سال میں ۵۰۳ پونڈ دودھ سے کم نہ دے۔

دودھ کے کیمیاوی اجزا

دودھ کا ایک پیالہ جو جائے کے پیالہ کے مساوی ہو۔ غذائیت کے اعتبار سے ۳½۔ انڈوں ۳¾۔ اونس گوشت مرغ ۸½۔ اونس مٹروں کے مساوی ہے۔ یہ اعداد و شمار اس تحقیقات کی بنا پر مرتب کئے گئے ہیں جو امریکہ کی سربرآوردہ کمیٹی نے ڈاکٹروں کی وساطت سے کرائی ہے۔ اور پھر اپنے گاہکوں سے سفارش کی ہے۔ کہ وہ زیادہ دودھ پیا کریں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نظم

گائے کے متعلق اقتصادی نقطہ نگاہ

گئو کے دودھ گھی میں فائدہ ہے اور طاقت ہے
جو اس کا گوشت کھاتا ہے وہی محروم صحت ہے

نہیں کمتر ہے اس کا دودھ لوگو شیر مادر سے
غذائے روح پرور گر کہیں اس کو حقیقت ہے

یہ وہ اکسیر اعظم ہے نہیں جس کا کوئی ثانی
یہ معجون شفا ہے اس میں شامل روح حکمت ہے

جو اس کا گوشت ہے سرچشمہ امراض ہے بیشک
نہیں تردید ممکن جس کی یہ ایسی حقیقت ہے

جو ذات پاک ہے اس کی وہ منبع ہے فوائد کا
ازل سے آج تک ملتی رہی جس کی شہادت ہے

بنا کرتی ہیں اس کے دودھ گھی سے سینکڑوں نعمت
اسی کے دم قدم سے پھولتی پھلتی زراعت ہے

رہی محتاج ہے اس کی تجارت ہر زمانہ میں
کلام اس میں نہیں کوئی کہ وہ اک گنج دولت ہے

ہے گوبر اس کا کام آتا لپائی اور صفائی میں
وہ اعلیٰ کھاد ہے ایندھن اک اچھی لفنلوت ہے

جو ہے پیشاب اس کا قاطع امراض دیرینہ
یہ وہ نکتہ اطبا کے یہاں جو درس حکمت ہے

یہ نکتہ اقتصادی ہے کہ اس انمول ہستی سے
ہمیشہ ہی رہی وابستہ انسانوں کی حکمت ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گوشت خوری کا اقتصادی اثر

نمبر ۲

چونکہ جانوروں کا قتل عام ہندوستان میں ایک مسلسل اور منظم طور پر جاری ہے۔ اور کوئی شہر یا قصبہ ایسا نہیں جہاں یہ غریب بلا قصور چھری کی گھاٹ نہ اتارے جاتے ہوں۔ اس لئے مضمون زیر غور پر زیادہ روشنی ڈالنے اور ناظرین کی معلومات میں ایک مفید اضافہ کرنے کے خیال سے یہ بحث خالی از دلچسپی نہ ہوگی۔

کہ اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے۔ تو جانوروں کی کل آبادی کتنے عرصہ میں ختم ہو جائے گی۔ یا جب کہ یہ سلسلہ عرصے سے جاری ہے۔ اس وقت تک سب جانور کیوں ختم نہ ہو گئے۔ میں گذشتہ تین چار سال سے اس دھن میں لگا رہا۔ کہ انسانوں کی مردم شماری برٹش انڈیا میں اور ریاستوں میں الگ الگ معلوم کروں۔ جو میں نے گوشواروں کے ذریعہ اس کتاب میں دی ہے۔ گوشت خوروں کی کثیر تعداد کو تو رحم کے نام سے بیر ہے۔ اگر رحم کے نام پر ان سے اپیل کی جائے۔ تو جواب ملتا ہے۔ کہ رحم نے ہی ہندوؤں کا بیڑا غرق کیا۔ اور ہندوستانیوں کو طوق غلامی پہنایا۔ ایسے لوگ یہ نہیں سوچتے کہ فی زمانہ جب کہ گوشت خوری کی تعداد میں اتنا کثیر اضافہ ہو گیا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہندوستانی ویسے ہی غلام ہیں۔ جیسے کہ گوشت کے کم استعمال کے وقت تھے۔ گوشت خوری کی بنیاد تشدد پر ہے۔ اور تشدد پر مبنی تہذیب نے آج دنیا کی جو آزردہ حالت کر رکھی ہے۔ وہ کسی سوچ وچار والے انسان سے پوشیدہ نہیں۔ آج صلح و راستی کی جگہ بغض ظلم اور سینہ زوری کا دور دورہ ہے۔ دنیا سکھ سے رہنے کے لئے تڑپ تو رہی ہے۔ مگر تشدد آمیز سادھنوں پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے دکھ کے سمندر میں غوطے کھا رہی ہے۔ دکھ سے نجات پانے سے وہ مایوس ہو چکی ہے۔ اسوقت گران تکالیف و مصائب کا کوئی شافی علاج ہے تو وہ مہاتما گاندھی جی کا تجویز کردہ عدم تشدد کا نسخہ ہے۔ سب طرف سے مایوس ہو کر دنیا کی آنکھیں اس طرف لگی ہوئی ہیں۔ ہندوستان کی آزادی کے سپاہیوں کے ہاتھ میں بھی یہی امید افزا ہتھیار ہے۔ جس سے کہ بھارت ماتا کی غلامی کی زنجیروں کے کٹنے کی توقع ہے ورنہ گوشت خوروں کے زبان کی لذت تو اسے قہر ضلالت میں ہی گرا رہی تھی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تعداد مویشی جو کہ ۱۹۳۵ء میں موجود تھی

نام صوبہ	تعداد سانڈ نیز بیل	تعداد گائے	بچھڑے نیز بچھیوں کی تعداد جن کی عمر تین سال سے کم ہے	تعداد نر بھینس	تعداد مادہ بھینس	کٹا نیز کٹیوں کی تعداد جن کی عمر تین سال سے کم ہے	تعداد کل سانڈ بیل، گائے، نر مادہ بھینس نیز بچوں کی	تعداد بھیڑ	تعداد بکری	تعداد بھیڑ و بکری مشترکہ	تعداد گائے جو کہ دودھ دیتی ہیں	تعداد بھینس جو کہ دودھ دیتی ہیں، علاوہ صوبہ برما، بنگال، بہار اوڑیسہ، بلوچستان و ریاست گوالیار	تعداد گئوں جو کہ دودھ دیتی ہیں معہ صوبہ برما، بنگال، بہار اوڑیسہ، بلوچستان و ریاست گوالیار	تعداد دودھ دینے والی بھینسوں کی	تعداد دودھ دینے والی گئوں اور بھینسوں کی مشترکہ
..	..	..	..	..	..	..	..	..	..	..	..	..	..	..	..
اجمیر میواڑ	۱۱۹۹۶۸	۱۳۵۰۰۳	۱۰۱۹۰۰	۷۳۹۲	۵۹۳۴۹	۵۷۲۸۳		۲۹۵۳۶۵	۲۲۰۱۹۶		۴۱۴۱۱	۵۱۹۲۴			
آسام	۲۰۲۸۷۰۵	۱۷۷۳۹۶۱	۱۶۴۶۰۰۴	۱۹۵۹۲۴	۱۹۹۲۰۶	۱۳۷۸۳۱		۳۷۵۸۸	۷۵۷۲۶۸		۱۳۰۵۱۸۰	۱۱۲۷۸۱			
بمبئی	۳۳۳۴۲۸۰	۲۰۲۸۷۲۹	۲۰۹۴۹۱۶	۲۲۹۴۳۴	۱۲۷۰۳۱۱	۱۰۱۳۸۲۴		۱۶۸۱۲۰۵	۲۱۰۸۹۱۸		۱۷۹۶۸۹۶	۱۱۴۳۸۶۴			
برما	۲۷۲۹۹۴۴	۱۴۱۸۳۹۳	۹۶۷۱۸۸	۳۵۱۸۰۵	۳۹۵۳۰۱	۲۷۱۹۰۴		۷۰۲۰۷	۲۸۱۳۰۳		.	.			
سنٹرل صوبجات و برار	۴۶۰۱۱۸	۳۳۳۱۵۰۵	۲۷۵۸۷۳۸	۵۳۱۶۷۴	۸۸۰۲۱۷	۷۸۱۷۷۶		۴۲۷۸۵۳	۱۷۶۵۰۱۶		۳۲۱۶۸۹۳	۸۳۰۰۸۴			
کورگ	۴۲۰۸۱	۳۵۱۹۵	۳۵۵۵۵	۱۲۳۱۲	۶۶۲۲	۵۴۲۲		۲۶۵	۲۳۱۷		۲۹۷۴	۵۱۲۴			
دہلی	۳۶۱۸۳	۲۵۶۳۷	۳۵۱۶۹	۸۹۹	۳۱۰۹۹	۲۵۵۷۵		۷۶۵۱	۲۸۸۱۴		۲۵۲۱۸	۳۰۸۰۹			
مدراس	۷۰۰۹۶۷	۵۹۸۴۷۹۳	۴۸۰۳۹۷۱	۳۹۱۵۷۹	۲۸۰۰۰۷۸	۲۵۳۶۸۶۷		۱۱۹۳۸۷۴۴	۶۷۶۱۹۲۱		۴۲۸۰۶۶۱	۲۳۹۵۰۷۰			
نارتھ ویسٹ فرنٹیئر صوبہ	۳۵۰۲۴	۲۴۶۶۵۱	۱۹۹۱۴۹	۳۹۴۰	۱۴۴۳۸۶	۷۹۵۷۶		۴۳۱۶۲۰	۴۷۴۲۷۱		۲۰۶۹۷۴	۱۳۷۶۴۸			
پنجاب	۴۰۲۴۸۷۸	۲۶۵۳۰۵۶	۳۱۳۴۳۰۶	۴۸۶۸۹۰	۳۰۵۲۸۶۶	۲۵۰۸۵۰۵		۲۲۴۱۴۷	۱۶۶۴۹۶		۲۵۴۹۷۷۸	۲۸۷۳۶۹۳			
سندھ	۶۳۶۳۳۲	۸۹۱۷۱۵	۵۵۳۰۹۷	۱۰۹۴۲	۳۶۰۹۰۶	۸۲۰۳۸		۷۳۰۴۲۰	۱۵۹۱۵۴۳		۷۶۱۱۰۷	۳۳۹۵۷۳			
یونائیٹڈ صوبجات	۱۰۱۵۳۲۸۵	۶۰۰۵۳۴۷	۷۰۱۸۷۰۴	۹۴۳۲۲۳	۴۲۴۵۰۰۶	۴۱۰۳۹۸۷		۲۰۶۸۷۵۰	۴۹۳۲۹۹۷		۵۰۲۶۲۴۹	۴۰۶۰۸۷۶			
بنگال	۹۵۴۵۳۴۴	۸۲۵۰۶۱۰	۷۴۰۲۹۳۹	۴۸۹۱۶۰	۴۷۵۹۸۹	۱۲۲۹۶۳		۶۱۳۶۷۷	۵۴۳۵۲۵۲		.	.			
بہار اور اڑیسہ	۷۱۶۲۲۰۶	۵۷۹۲۵۱۸	۳۶۷۸۴۶۶	۴۵۹۳۲۳	۶۲۵۷۹۲	۱۰۸۸۳۵۵		۱۲۳۳۲۲۰	۵۵۴۵۳۲۲		.	.			
بلوچستان	۱۵۲۷۸۵	۱۰۷۰۸۴	۵۴۵۶۸	۴۰۲	۴۳۹۳	۱۵۲۹		۳۴۷۵۹۱	۹۲۶۰۱۴		.	.			
میزان	۵۱۷۵۲۱۵۷	۳۸۷۸۰۲۰۷	۳۵۴۸۴۶۷۰	۵۸۲۵۰۰۹	۱۵۴۴۰۱۲۱	۱۲۹۱۷۴۳۴	گرانڈ ٹوٹل صوبجات معہ ریاستہائے ۲۱۵۷۱۶۹	۲۵۲۰۸۲۹	۳۸۰۰۵۶۴۸	گرانڈ ٹوٹل صوبجات معہ ریاستہائے ۹۷۰۶۶۵۲۶	۲۰۰۱۳۰۹۲	۱۱۹۹۲۲۶۹			
بڑودہ سٹیٹ	۴۲۰۹۷۸	۲۰۹۸۹۲	۲۴۱۹۷۵	۴۱۵۸	۳۳۳۸۸۴	۳۰۳۸۲۲		۱۵۶۳۰۵	۲۶۰۱۰۱		۱۹۸۳۷۵	۳۲۷۹۳۵			
سنٹرل سٹیٹس	۱۹۱۸۳۶۵	۲۰۱۴۳۶۸	۱۷۹۶۱۱۰	۱۰۵۸۵۰	۷۱۲۲۰۸	۵۹۲۶۳۶		۳۴۳۸۲۹	۱۱۴۶۷۹۶		۱۴۸۹۶۴	۵۳۵۴۳۲			
گوالیار سٹیٹ	۱۰۷۰۸۰۷	۹۸۴۴۵	۹۰۴۲۳۷	۱۸۰۵۸	۴۶۴۸۲۱	۴۲۸۰۲۶		۱۷۹۵۲۷	۶۶۱۶۹۴		-	-			
حیدرآباد سٹیٹ	۳۹۸۸۵۴	۲۹۹۸۵۰۸	۲۹۳۱۳۳۴	۵۳۸۴۱۲	۱۳۱۵۱۸۵	۱۲۳۶۲۱۴		۵۹۳۶۴۰۰	۳۳۷۳۳۶۶		۲۳۶۰۷۵۵	۱۰۸۸۳۲۸			
کشمیر سٹیٹ	۶۰۷۵۰۲	۶۶۷۴۸۷	۶۱۶۹۱۰	۳۷۰۷۰	۳۳۵۵۷۰	۱۷۲۹۰۰		۱۳۴۱۹۹	۷۲۸۴۱۴		۶۴۷۵۵۱	۳۱۳۰۰۶			
مدراس سٹیٹس	۴۳۷۵۳۰	۵۷۶۹۰۲	۴۴۵۶۵۰	۱۰۰۷۵۱	۶۰۳۷۹	۳۴۸۸۸		۴۷۲۹۱۵	۲۰۵۸۵۷		۳۷۳۸۳۶	۴۱۶۵۳			
میسور سٹیٹ	۱۳۸۸۲۱۱	۱۵۷۰۸۵۴	۱۲۲۷۴۰۹	۶۹۲۴۳	۵۰۸۱۶۲	۳۶۵۹۳۷		۲۵۹۵۳۵۹	۱۴۰۲۹۲۵		۱۰۹۲۱۴	۴۵۴۳۰۶			
پنجاب سٹیٹس	۱۰۷۱۵۲۷	۸۸۸۲۰۹	۹۹۸۸۸۸	۴۳۷۲۱	۵۷۷۹۴۶	۵۰۸۵۷۷		۳۰۰۰۷۹	۱۵۴۱۸۱۹		۸۳۰۵۸۸	۵۴۴۷۰۶			
راجپوتانہ سٹیٹس	۲۴۳۶۷۰۶	۳۵۳۹۵۸۴	۳۵۱۱۴۰۰	۱۲۵۴۱۷	۱۲۳۱۳۶۵	۱۱۵۶۷۷۹		۴۴۷۹۵۴۸	۵۴۵۹۵۴۸		۳۲۳۴۲۵۵	۱۱۰۲۹۵۴			
یونائیٹڈ صوبجات	۲۵۱۳۲۰	۱۶۲۲۱۲	۱۶۴۵۱۳	۲۵۴۴۹	۱۲۷۰۳۹	۸۲۷۹۰		۱۲۷۸۸۴	۱۳۳۷۹۰		۱۵۳۱۷۴	۱۱۵۰۳۷			
ویسٹرن انڈیا	۷۶۴۶۱۵	۶۲۵۱۱۷	۵۸۰۰۵۴	۱۴۸۵۵	۱۴۰۰۲۴	۳۰۹۵۸۹		۱۳۵۵۷۱۸	۷۵۶۴۹۶		۵۲۷۳۴۲	۳۵۷۵۳۴			
میزان تمام سٹیٹس کا	۱۴۳۵۶۱۱۰	۱۴۲۴۶۷۵۹	۱۳۴۱۸۹۷۹	۱۰۸۲۹۸۴	۶۰۷۶۶۸۱	۵۱۹۲۱۵۸		۸۰۰۸۱۷۶۳	۱۵۶۷۰۸۳۳		۱۰۹۰۷۹۵۲	۴۸۰۰۷۸۱			
میزان کل ہندوستان	۶۶۱۰۸۲۶۶	۵۳۰۲۷۸۶۶	۴۸۹۰۳۶۴۹	۶۹۰۷۹۹۳	۲۱۵۱۶۸۰۳	۱۸۱۰۹۵۹۲		۴۳۳۹۰۴۶	۵۳۶۷۶۴۸۱		۳۰۹۲۱۰۴۴	۱۹۸۷۳۰۵۰			

کل ہندوستان میں علاوہ صوبہ برما، بنگال، بہار اوڑیسہ، صوبہ بلوچستان و ریاست گوالیار کے کل دودھ دینے والی گئوں کی تعداد ۳۰۹۲۱۰۴۴ ہے۔ مذکورہ بالا صوبوں کی دودھ دینے والی گئوں کی تعداد سرکاری لسٹ میں نہیں دی گئی۔ اس لئے دوسرے صوبوں کے لحاظ سے ان صوبوں میں دودھ دینے والی گئوں کی تعداد …

کل ہندوستان میں علاوہ صوبہ برما، بنگال، بہار اوڑیسہ، صوبہ بلوچستان و ریاست گوالیار کے کل دودھ دینے والی بھینسوں کی تعداد ۱۹۸۷۳۰۵۰ ہے۔ مذکورہ بالا دودھ دینے والی بھینسوں کی تعداد سرکاری لسٹ میں نہیں دی گئی۔ اس لئے دوسرے صوبوں کے لحاظ سے ان صوبوں میں دودھ دینے والی بھینسوں کی تعداد …

۴۰۵۷۳۲۸۸ + ۱۸۴۴۶۱۹۸ = ۵۹۰۱۹۴۸۶

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نام صوبہ	تعداد سانڈ نیز بیل	تعداد گائے	بچھا نیز بچھیوں کی تعداد جن کی عمر تین سال سے کم ہے	تعداد نرینے بھینسوں	تعداد دودھ دینے والی گئووں اور بھینسوں کی مشترکہ
..	..	..	..		
..	..	..	..		
..	..	..	..		
…میواڑ	۱۱۹۹۶۸۰?	۱۳۵۰۰۳?	۱۰۱۹۵۰۳?	۲	
یوپی اینڈ ...	۲۵۱۳۲۰	۱۷۴۲۱۲	۱۶۴۵۱۳	۹	
ویسٹرن انڈیا	۷۶۴۶۱۵	۶۲۵۱۱۷	۵۸۰۰۵۵	۵	
میزان تمام سٹیٹس کا	۱۴۳۵۶۱۱۰	۱۴۲۴۷۶۵۹	۱۳۴۱۸۹۷۹	۸۴	
میزان کل ہندوستان	۶۶۱۰۸۲۶۷	۵۳۰۲۷۸۶۶	۴۸۹۰۳۶۴۹	۹۳	

[illegible]

[illegible]

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چند نہایت ضروری امور

تعداد نر بھینسوں کی	۶۹۰۷۹۹۳
تعداد مادہ بھینسوں کی	۲۱۵۱۶۸۰۲
تعداد کٹا کٹیوں کی	۱۸۱۰۹۵۹۲
تعداد بیل و سانڈ	۶۶۱۰۸۲۶۷
تعداد گائے	۵۳۰۲۷۸۶۶
تعداد بچھا بچھیوں کی	۴۸۹۰۳۶۴۹
میزان بیل و سانڈ گائے نر و مادہ بھینس نیز بچوں کی ۱+۲+۳+۴+۵+۶	۲۱۴۵۷۴۱۶۹
تعداد محض دودھ دینے والی گئووں کی	۴۰۵۷۳۲۸۸
تعداد محض دودھ دینے والی بھینسوں کی	۱۸۴۵۶۱۹۸
مجموعی تعداد دودھ دینے والی گئووں اور بھینسوں کی ۸+۹	۵۹۰۲۹۴۸۶
تعداد بھیڑ	۴۲۳۹۰۰۴۶
تعداد بکری	۵۳۶۷۶۳۸۱
تعداد بھیڑ و بکری ۱۲+۱۱	۹۷۰۶۶۵۲۷

کل ہندوستان میں کل گئووں بھینسوں نر و مادہ نیز بچوں کی مجموعی تعداد ۲۱۴۵۷۴۱۶۹ ہے۔ گورہ فوج کے لئے جو گئوویں ماری جاتی ہیں ان کا وزن اوسطاً فی مویشی ۱۵۰ پونڈ شمار ہوتا ہے۔ گو بچھڑوں کا وزن بہت کم ہوتا ہے۔ اگر بچھڑے بھی بڑے جانوروں کے ہم وزن شمار کئے جائیں۔ تو کل گوشت کا وزن ۳۲۱۸۶۱۲۵۳۵۰ پونڈ ہوتا ہے نیز بھیڑ بکریوں کی کل تعداد ۹۷۰۶۶۵۲۷ ہے۔ جوان بھیڑ بکریوں کا وزن ۲۸ پونڈ فی جانور شمار ہوتا ہے۔ مگر میں بچوں کو بھی پورے وزن میں شمار کرتا ہوں۔ تب بھی ان کے ماس کا وزن چمڑا خون اور تمام الائش الگ کر کے ۲۷۱۷۸۶۲۷۵۶ پونڈ ہوا۔ گویا ہندوستان

۱ نیز ۲۔ب تفصیلات معلوم کرنے کیلئے لسٹ صفحہ ۲۲۸ (A) ملاحظہ فرمائیے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے ان بدنصیب جانوروں کو ختم کر کے کل مانس کی تعداد پونڈوں کے وزن میں ۹۰۳۹۸۸۱۰۶ لہ ۳ چونتیس ارب نوے کروڑ انتالیس لاکھ اٹھاسی ہزار ایک صد چھ پونڈ حاصل ہو سکتی ہے۔ جو گوشت خور روئے زمین پر پائے جاتے ہیں۔ اگر ان کو تین درجوں میں منقسم کیا جائے۔ تو یہ اندازہ لگ سکتا ہے۔ کہ تمام جانداروں کا خاتمہ کتنے عرصہ میں ہو جاویگا

نمبر ۱۔ آسٹریلیا کے اصلی وو باشندے مل کر پچاس سیر کا کنگرو کھا جاتے ہیں۔ نیز گرین لینڈ کے باشندے بھی فی کس دس سیر گوشت اور مچھلی کا تیل کھا جاتے ہیں۔ نیز سکیمو اور ناروے کے باشند بھی قریباً ایک جیسے ہی گوشت خور ہیں۔ اگر ہندوستان کے باشندے بھی اتنا ہی گوشت کھانے لگ جائیں۔ تو اعداد و شمار کچھ اس طرح کے ہوں گے۔ پچاس سیر کے ہوتے تو ۱۰۲ پونڈ ہیں مگر میں پچاس سیر کے یک صد پونڈ ہی شمار کرتا ہوں۔ گویا ایک آدمی نے پچاس پونڈ گوشت کھایا۔ اور سال بھر میں ۱۸۲۵ پونڈ کھایا ۹۰۳۹۸۸۱۰۶ لہ ۳ کو ۱۸۲۵۰ پر تقسیم کر کے حاصل تقسیم ۷ لہ ۱۹۱۲۵ آئی گویا تمام جانوروں کو ۷ لہ ۱۹۱۲۵ آدمی ایک سال میں ختم کر دیں گے۔ مگر ہندوستان کی آبادی تو ۳۵۲۸۳۷۷۸ ہے۔ تمام گوشت ان کی دو دن کی خوراک بھی نہیں بنتا۔ کیونکہ گوشت صرف ۹۰۳۹۸۸۱۰۶ لہ ۳ پونڈ ہے۔ اور ۳۵۲۸۳۷۷۸ آدمیوں کو ایک دن کے لئے ۱۸۸۸۹۰۰ لہ ۱۷۶ پونڈ اور دو دن کے لئے ۳۵۲۸۳۷۷۸۰۰ پونڈ چاہیئے۔ دو دن کے بعد اگر انہوں نے زندہ رہنا ہے۔ تو لازمی طور پر ان کو انسان کھانے پڑیں گے۔

نمبر ۲۔ ہمارے حکمران انگریز ہیں۔ فوجی گوروں کو فی کس ایک پونڈ گوشت ملتا ہے۔ مگر شکم پُری کے لئے تو انہیں آلو ایک پونڈ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سنہ ۱۹۲۱ء کی آبادی سے اخذ کئے گئے					تعداد مویشی گوؤں، بھینسوں، بیلوں اور بچھڑوں کی جو ایک سال میں یعنی یکم اپریل سنہ ۱۹۲۳ء لغایت اخیر مارچ سنہ ۱۹۲۴ء قتل ہوئیں					تعداد بھیڑ بکریاں جو یکم اپریل ۱۹۲۳ء لغایت اخیر مارچ ۱۹۲۴ء قتل ہوئیں	
نام شہر	مسلمان	عیسائی	دیگر	میزان	گوئیں	بھینسیں	بیل	بچھڑے	میزان	آبادی کل یعنی سب اقوام مسلمان عیسائی ہندو سکھ جین وغیرہ	بھیڑ بکریاں جو قتل کی گئیں
کلکتہ	۲۰۹۰۶۶	۳۹۱۵۴	۶۲۲۷۳	۲۵۴۴۹۳	۸۳۶۲۱	۴۳۵۸	×	۲۳۳۵	۹۰۳۱۴	۹۰۷۸۵۱	۲۶۲۰۷۴
بندر بمبئی	۱۸۴۶۸۵	۶۸۱۷۰	۵۹۸۳۰	۳۱۲۶۸۵	۳۲۷۲۳	۱۱۳۹۶	۱۳۰۳۵	×	۵۸۱۵۴	۱۱۷۵۹۱۴	۷۸۶۳۴۲
شاہجہانپور	۴۰۰۲۳	۵۴۰	۵۰۶۱	۴۱۱۲۴	۲۵۶۵۳	×	×	×	۲۵۶۵۳	۷۲۶۱۶	=
دہلی	۱۱۴۷۰۴	۸۷۹۱	۸۹	۱۲۳۵۸۴	۲۹۵۶۵	×	×	×	۲۹۵۶۵	۳۰۴۴۲۰	۱۹۰۷۸۹
ہوڑا	۴۳۰۴۰	۲۳۴۸	۲۵۱	۴۵۶۳۹	۱۳۱۵۴	۱۸۷	×	×	۱۳۳۴۱	۱۹۵۳۰۱	۱۰۲۹۱
لاہور اور چھاؤنی	۱۴۹۰۴۴	۱۱۲۸۷	۱۹۰	۱۶۰۵۲۱	۶۳۲۲	۴۴۶۶	۵۴۹	×	۱۱۴۳۷	۲۸۱۷۸۱	۱۹۸۹۴۹
سیالکوٹ اور چھاؤنی	۴۴۸۴۶	۵۰۳۳	۲۷	۴۹۹۰۶	۶۲۵۸	×	×	×	۶۲۵۸	۷۰۶۱۹	۲۶۹۹۲
شولاپور	۲۱۷۶۲	۱۸۴۵	۲۹۱	۲۳۸۹۸	۵۱۹۰	۳۵۱۰	۲۶۵۵	۲۶۰	۱۰۶۱۵	[illegible]۹۵۸۱	۶۸۱۶۴
میرٹھ اور چھاؤنی	۵۲۵[illegible]	۴۶۰۳	۱۴۱۸	۵۹۰[illegible]	۵۰۶۴	۲۴۳۸	۱۲۴۷	۷۰۶	۹۴۵۳	۱۲۲۶۰۹	۱۴۴۲۷
کانپور اور چھاؤنی	۵۵۷۹۷	۵۳۷۵	۸۰۰	۶۲۰۵۲	۵۹۱۴	۱۱۷۱	۳۴۴۴	۳۴	۱۰۵۶۳	۲۱۶۴۳۶	۴۳۸۹۰
لکھنؤ اور چھاؤنی	۹۵۱۳۹	۷۴۸۵	۸۲۰	۱۰۳۴۴۴	۲۴۸۵	۷۲۱۵	۱۴۵۷	×	۱۱۱۵۷	۲۴۰۵۶۶	۱۱۸۵۳۰
احمد آباد اور چھاؤنی	۵۲۸۲۸	۲۴۰۵	۱۸۶۰	۵۸۰۹۳	۱۸۶۶	۴۲۰۸	۷۹۱۲	۱۴۲	۱۴۱۲۸	۲۷۴۰۰۷	۸۰۲۲۳
رنگون اور چھاؤنی	۶۱۹۵۴	۲۵۳۰۹	۱۷۰۲۴	۱۰۴۲۸۷	۶۷۵۳	۱۳۶۳	۱۷۵۸۱	۸۱۲	۲۶۵۰۹	۳۴۱۹۶۲	۱۵۳۵۵۸
کراچی اور چھاؤنی	۱۰۰۴۳۶	۹۶۴۹	۴۵۳۱	۱۱۴۶۱۶	۲۳۸۲	۱۷۳	۲۲۱۶	۶۰۸	۵۳۷۹	۲۱۶۸۸۳	۱۵۹۷۶۸
آگرہ اور چھاؤنی	۵۶۳۹۲	۴۹۷۶	۱۹۴۰	۶۳۳۰۸	۲۲۶۰	۲۸۵۱	۲۴۵۷	۳۰۲۹	۱۰۵۹۷	۱۸۵۵۳۲	۴۳۳۶۳
سورت اور چھاؤنی	۲۴۲۸۱	۵۳۳	۵۱۲۴	۲۹۹۳۸	۴۰۹۱	۱۵۲۳	۱۵۱۱	۳۳	۳۴۷۶	۱۱۷۴۳۴	۹۲۴۰۵
نیگر	۱۰۲۸۲	۱۷۰	×	۱۰۴۵۲	۲۶۷	۸۸۸	۴۴	×	۱۱۹۹	۴۶۸۲۵	۱۶۳۹۰
	۱۳۱۷۸۴۹			۱۶۱۷۰۵۲					۳۳۷۷۹۰	۴۸۹۰۳۳۷	۲۲۶۶۱۵۵

کیفیت: مندرجہ بالا شہروں میں گائے کا گوشت کھانے والوں کی آبادی بلحاظ مردم شماری سنہ ۱۹۲۱ء ۱۶۱۷۰۵۳ ہوئی۔ ان کے لئے بھینسوں اور بچھڑوں کی تعداد جو قتل ہوئے ۳۳۷۷۹۰ ہوئی یعنی فی آدمی اوسطاً ... یعنی قریباً ۱/۵ حصہ جانور آیا۔

کیفیت: مندرجہ بالا شہروں کی آبادی بلحاظ مردم شماری سنہ ۱۹۲۱ء ۴۸۹۰۳۳۷ ہے اور بھیڑ بکریوں کی تعداد جو کہ کھانے والوں کے لئے قتل کی گئیں ۲۲۶۶۱۵۵ ہے اگر اس تمام آبادی کو گوشت خور شمار کیا جائے۔ تو فی آدمی کے حصہ میں ۶۵ ۴ یعنی ۹۳/۲۰۰ حصہ جانور فی سال آتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں سمجھو کہ ۲۰۰ آدمیوں نے ۹۳ جانور کھائے۔ چونکہ اس آبادی میں نہ کھانے والوں کی بھی کثیر آبادی شامل ہے۔ اس لئے کھانے والے کے حصہ میں ۱/۲ جانور سے بھی زائد جانور آئیگا۔ یہ محض بھیڑ بکری کا حال ہے۔ پرندے نیز بڑے جانوروں کا تو ذکر ہی کچھ نہیں نہ معلوم ہر ایک کے حصہ میں کتنے کتنے جانور آئیں گے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ڈبل روٹی ایک پونڈ۔ چاول۔ چائے۔ چینی۔ سبزی اس کے علاوہ ملتے ہیں۔ گوشت تو صرف چاٹ کے طور پر سمجھنا چاہیئے اگر ہندوستان کی ۳۱۸۹۴۲۷۷۸ آبادی انہیں گوروں جیسی گوشت خور ہو۔ تو ہندوستان کے جملہ جانوروں کا گوشت ان کی صرف ۹۸ دن یا سوا تین ماہ کی چاٹ ہی ہوا۔ ایک گورے کی چاٹ کے لئے سال بھر میں ۲½ گئوئیں یا تیرہ بھیڑیں ختم ہوتی ہیں۔

نمبر۳۔ اس میں ہندوستان کی کل قومیں شامل ہیں۔ (سوائے ان قوموں یا انسانوں کے جو گوشت خور نہیں ہیں) مگر میں نے حساب سمجھانے کے لئے بطور آبادی انہیں بھی شامل کر لیا ہے۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ شاہجہانپور۔ دہلی۔ ہوڑا۔ لاہور۔ سیالکوٹ۔ بشولاپور۔ میرٹھ۔ کانپور۔ لکھنؤ۔ احمد آباد۔ رنگون۔ کراچی۔ آگرہ۔ سورت ہنگھیر صرف ان سترہ شہروں میں جن کی ۱۹۲۱ء میں کل آبادی ۷۳۳۰۹۰۸ لکھ تھی۔ مسلمان۔ عیسائی اور دیگر گئوئیں بھینسیں کھانیوالے ۳۵۰۷۱۶۱ تھے۔ انہوں نے ۱۹۲۳ء میں گئوئیں۔ بھینسیں۔ نر و مادہ ۸۹۷۷۳۴۳ کھاتے۔ فی کس اوسطاً قریباً ۲۰۰۸ یعنی ۱/۱۹ حصہ جانور کھایا۔ اس کے علاوہ وہ گائیں ہیں۔ جو بروز عید مسلمان بطور قربانی قتل کرتے ہیں۔ محض گئوؤں کی قربانی اگر پچاس آدمیوں میں سے ایک بھی کرے۔ تو دو فی صدی کے حساب سے ۲۶۳۵۶ گئوئیں قربان ہوئیں۔ پہلے اعداد میں اگر ان قربان ہونے والی گائیوں کو بھی جمع کر لیا جائے۔ تو گویا اوسطاً مندرجہ بالا شہروں کے پانچ گوشت خوروں نے ایک جانور کو کھایا۔ میں نے انہی سترہ شہروں کی آبادی کی نسبت سے ہندوستان کے مسلمانوں کی شہری آبادی نکالی ہے۔ اس حساب سے مسلمانوں

نوٹ:۔ پیراگراف نمبر ۳ کے صفحہ ۲۳۱ اعداد و شمار کی تفصیلات کیلئے لسٹ صفحہ ۲۲۸ (B) ملاحظہ فرماویں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی شہری آبادی ۱۰۵۰۵۷۹۶ نکلتی ہے۔ اگر عیسائی اور دوسرے کھانے والوں کا بھی شمار کیا جائے۔ تو گئو اور بھینس مانس کھانے والوں کی شہری آبادی کی تعداد کل آبادی کا ۲/۳ سمجھنی چاہیئے یعنی کل آبادی ۲۷لہ۳۸۹۸۵۔ اس لئے تین پر تقسیم کرنے سے ۲لہ۱۲۹۹۵۱ لوگ ڈنگر کھانے والے ہیں۔ مگر تمام ہندوستان میں ۹لہ۹۷۲۵۷۲ ڈنگر کھانے والے لوگ ہیں۔ اس لحاظ سے محض گائیں بھینسیں۔ بچھڑے لہ۵۱لہ۱۸۹۹ کی تعداد میں کھلئے جاتے ہیں۔ گویا سوا گیارہ برس میں تمام مویشی کھلئے جا کر ختم ہو جانے چاہئیں۔ مگر ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کی آبادی قریبًا ۹۴۸۶۰۴۸ ہے (محض چھوٹی چھوٹی ہندو ریاستوں کی مسلمان آبادی اس میں شامل نہیں۔ جو چند ہزار سے زاید نہیں ہے) ہندو ریاستوں کے مسلمان گئو مانس کھانے سے محروم رہتے ہیں۔ نیز دیہاتی آبادی میں سوائے ان دیہات میں جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ گئو مانس نہیں کھایا جاتا۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ بجائے لہ۵۱لہ۱۸۹۹ مویشی کے کچھ کم کا قتل ہوتا ہو۔ ورنہ مذکورہ بالا تعداد صحیح سمجھنی چاہیئے۔ یہ حساب تو محض ۹لہ۹۷۲۵۷۲ انسانوں کی خوراک کا ہے۔ مگر مسلمان ہمیشہ اپنے مذہب کی تبلیغ میں زور شور سے کوشاں رہتے ہیں۔ بفرض محال اگر یہ مان لیا جائے۔ کہ مسلمان سب ہندوستان کو دین اسلام قبول کروانے میں کامیاب ہو جائیں۔ تو اس صورت میں ڈیڑھ سال میں ہی تمام مویشیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ گویا یہ صاحب جہاں قدم رنجہ فرمائیں گے۔ سب جانداروں کو چٹ کر جائیں گے۔ اس جگہ پر بائیبل کی آیت بالکل ٹھیک عاید ہوتی ہے۔ کہ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس ہے۔ کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں

نقشہ ۱ و ۲ تفصیل کیلئے لسٹ صفحہ E ۲۲۸ ملاحظہ ہو۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

... میں دیکھئے بست نمبر ۲۲۸ (B) ملاحظہ فرمایئے۔

۳ مد " " " ۲۲۸ (E) " ۲۲۳ (ا) ملاحظہ فرمایئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نام ریاست	مسلمان	ہندو معہ ادنیٰ اقوام	سکھ	عیسائی	جین	بدھ	دیگر	ہندو ریاستوں میں مسلم آبادی	مسلمان ریاستوں میں ہندو آبادی
سوروہی مہاراجہ	۶۵۱۰	۱۹۳۷۸۵	×	۵۰۳	×	×	۱۵۷۰۲	۶۵۳۰	
بنارس۔ مہاراجہ	۳۲۸۳۵	۳۵۸۳۳۹	۵۲	۴۶	×	×	×	۳۲۸۳۵	
کچھ بہار مہاراجہ بنگال سٹیٹس	۲۰۸۷۵۶	۳۸۰۰۷۳	×	۱۷۲	×	×	۱۸۸۵	۲۰۸۷۵۶	
ویسٹرن انڈیا سٹیٹس ایجنسی	۱۲۰۲۸۶	۳۳۰۹۹۷	×	۵۸	×	×	۶۲۹۶۶	۱۲۰۲۸۷	
رامپور۔ نواب	۲۱۷۲۹۷	۲۴۴۸۷۹	۵۲	۲۸۱۴	×	×	۱۸۳		۲۴۴۸۷۹
نرسی پورہ۔ راجہ	۱۰۳۷۲۰	۲۶۱۵۸۹	×	۲۵۹۶	×	×	۱۴۵۴۵	۱۰۳۷۲۰	
بھاونگر۔ ٹھاکر صاحب	۴۲۷۴۶	۴۳۳۲۶۰	×	۲۷۷	×	×	۲۳۹۹۱	۴۲۷۴۶	
چمبا۔ راجہ	۱۰۸۳۹	۱۳۴۷۱۷	۱۱۲	۹۲	×	×	۱۱۰۸	۱۰۸۳۹	
چھکھاری۔ مہاراجہ	۴۹۷۶	۱۱۴۹۵۴	×	×	×	×	۴۲۱	۴۹۷۶	
چتر پور۔ راجہ	۶۷۶۷	۱۵۳۷۱۶	×	۲۳۹	×	×	۵۴۵	۶۷۶۷	
فرید کوٹ۔ راجہ	۴۲۹۱۲	۱۹۲۷۱	۹۲۸۸۰	۱۰۷	×	×	۲۱۳۴	۴۲۹۱۲	
گونڈل۔ ٹھاکر	۳۵۶۷۴	۱۶۳۳۴۹	×	۴۴	×	×	۶۷۷۹	۳۵۶۷۴	
جیند۔ مہاراجہ	۴۶۰۰۲	۲۴۳۵۶۱	۳۳۲۹۰	۲۱۰	×	×	۱۶۱۳	۴۶۰۰۲	
جوناگڑھ۔ نواب	۱۰۴۹۶۴	۴۳۳۱۲۵	×	۱۵۰	×	×	۶۹۱۳		۴۳۳۱۲۵
کپورتھلہ۔ مہاراجہ	۱۷۹۲۵۱	۵۴۱۴۵	۷۲۱۷۷	۹۸۳	×	×	۱۰۲۰۱	۱۷۹۲۵۱	
منڈی۔ راجہ	۶۳۵۱	۱۹۹۹۳۵	۸۹۹	۱۴۱	×	×	۱۰۹	۶۳۵۱	
منی پور۔ راجہ	۲۲۸۶۴	۲۵۷۵۵	×	۱۰۴۰۱	×	×	۱۵۵۰۸۶	۲۲۹۶۴	
نابھہ۔ مہاراجہ	۵۷۳۹۳	۱۳۲۳۴۸	۹۷۴۵۲	۶۶	×	×	۳۱۵	۵۷۳۹۳	
ناوانگر۔ جیم	۵۸۵۵۳	۳۲۶۸۹۴	×	۱۳۷	×	×	۲۳۶۰۸	۵۸۵۵۳	
پنا۔ مہاراجہ	۱۴۶۴	۲۰۵۳۲۴	×	۳۰	×	×	۲۱۴۵	۱۴۶۴	
پدوکوٹہ۔ راجہ	۱۵۱۹۴	۳۶۷۳۴۰	×	۱۷۹۶۰	×	×	×	۱۵۱۹۴	
رائے گڑھ۔ راجہ	۱۷۴۳	۲۷۵۴۸۴	×	۱۴۳	×	×	۱۹۹	۱۷۴۳	
راج پیپلا۔ راجہ	۷۸۵۵	۱۹۶۳۷۰	×	۸۳۰	×	×	۱۰۵۹	۷۸۵۵	
سرمور۔ راجہ	۷۰۲۰	۱۳۹۰۳۱	۲۴۱۳	۵۲	×	×	۵۲	۷۰۲۰	
ٹہری گڑھوال۔ راجہ	۱۹۹۹	۳۴۷۵۰۶	۶	۳۰	×	×	۳۲	۱۹۹۹	
سکم سٹیٹ۔ مہاراجہ	۱۰۴	۴۷۰۷۴	×	۲۷۶	۲	۲۵۴۱۲	۲۶۹۴۰	۱۰۴	
بڑودہ۔ مہاراجہ	۱۸۲۶۳۰	۲۱۵۲۰۷۱	۵۲۱	۷۲۶۲	۴۸۴۰۸	۴۳	۵۲۰۷۲	۱۸۲۶۳۰	
حیدرآباد دکن۔ نظام	۱۵۳۴۶۶۶	۱۲۱۷۶۷۲۷	۵۱۷۸	۱۵۱۳۸۲	۲۱۵۴۳	۵۲	۵۴۶۶۰۰		۱۲۱۷۶۷۲۷
میسور۔ مہاراجہ	۳۹۸۶۲۸	۶۰۱۵۸۸۰	۱۰۰	۸۷۵۳۸	۲۹۶۱۳	۱۲۳۹	۲۴۳۰۴	۳۹۸۶۲۸	
بھوپال۔ نواب	۸۹۸۶۰	۵۸۱۴۷۰	×	۴۹۲	×	×	۵۸۱۲۳		۵۸۱۴۷۰
گوالیار۔ مہاراجہ	۲۰۴۲۹۷	۳۲۷۱۵۷۶	۹۸۱	۱۱۹۸	۴۵۰۷۹	×	۲۳۹	۲۰۴۲۹۷	
اندور۔ مہاراجہ	۱۰۶۵۷۳	۱۱۶۲۳۳۹	×	۵۳۴۰	×	×	۴۳۹۸۵	۱۰۶۵۷۳	
جموں کشمیر۔ مہاراجہ	۲۸۱۷۶۳۶	۷۳۶۲۲۲	۵۰۶۶۲	۲۲۶۳	۵۹۷	۳۸۷۲۴	۱۳۹	۲۸۱۷۶۳۶	
کولات۔ خان	۳۳۱۲۳۴	۱۰۸۰۶	×	۱۵	×	×	۴۶		۱۰۸۰۶
کولہاپور۔ مہاراجہ	۴۱۸۶۵	۸۰۶۶۴۸	×	۴۷۵۹	×	×	۴۳۸۶۵	۴۱۸۶۵	
ٹراونکور۔ مہاراجہ	۳۵۳۲۷۴	۳۱۳۴۸۸۸	۱۲	۱۶۰۴۷۵	۴۱	۶۴	۳۲۱۹	۳۵۳۲۷۴	
بہاولپور۔ نواب	۷۹۹۱۷۶	۱۴۵۰۰۷	۳۴۱۹۶	۱۰۵۴	×	×	۴۴۷۹		۱۴۵۰۰۷
بیکانیر۔ مہاراجہ	۱۴۱۵۷۸	۷۲۵۰۸۴	×	۲۹۸	×	×	۶۹۲۳۸	۱۴۱۵۷۸	
	۸۳۳۸۶۹۰	۳۶۹۹۳۰۳۹	۳۹۱۰۰۳	۱۹۰۴۸۵	۱۴۵۲۸۳	۶۵۵۳۴	۱۲۰۴۸۷۰		

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نام ریاست	مسلمان	ہندو معہ ادنیٰ اقوام	سکھ	عیسائی	جین	بدھ	دیگر	ہندو ریاستوں میں مسلم آبادی	مسلم ریاستوں میں ہندو آبادی
	۸۳۳۸۶۹۷	۳۶۹۹۳۰۳۹	۳۹۱۳۸۳	۱۹۰۴۴۸۵	۱۴۵۲۸۳	۶۵۵۳۴	۱۲۰۴۸۷۰		
بھارت پور۔ مہاراجہ	۹۴۰۵۴	۳۸۹۷۲۳	×	۶۲۵	×	×	۲۵۵۲	۹۴۰۵۴	
ٹہری۔ مہاراؤ	۱۰۲۹۲	۲۰۲۳۲۹	×	۲۹	×	×	۴۰۷۲	۱۰۲۹۲	
کوچین۔ راجہ	۸۷۹۰۲	۷۸۰۴۸۴	×	۳۳۴۸۷۵	۲۱۰	۹۶	۱۴۵۴	۸۷۹۰۲	
جے پور۔ مہاراجہ	۲۱۴۵۸۱	۲۳۹۳۳۰۴	×	۱۵۵۸	×	×	۳۲۳۳۲	۲۱۴۵۸۱	
کرولی۔ مہاراجہ	۷۳۰۱	۱۳۲۷۵۹	×	۱۶	×	×	۴۴۹	۷۳۰۱	
کوٹا۔ مہاراؤ	۴۷۰۶۸	۶۲۹۴۱۶	×	۹۱۴	×	×	۸۴۰۶	۴۷۰۶۸	
پٹیالہ۔ مہاراجہ	۳۶۳۹۲۰	۶۲۱۱۳۵	۶۳۲۹۷۴	۱۴۴۹	×	×	۶۰۳۴	۳۶۳۹۲۰	
ریوا۔ مہاراجہ	۳۵۰۳۷	۱۵۲۲۴۵۵	×	۲۶۵	×	×	۲۹۱۴۸	۳۵۰۳۷	
ٹونک۔ نواب	۴۴۲۳۴	۲۶۲۶۸۰	×	۴۳	×	×	۱۰۴۰۳		۴۲۳۴۴
الور۔ مہاراجہ	۱۹۶۴۶۰	۵۴۹۳۶۶	×	۷۹	×	×	۳۸۴۶	۱۹۶۴۶۰	
بانسور۔ مہاراؤ	۶۵۱۰	۱۲۰۴۵۸	×	۲۰۵	×	×	۹۷۹۳۳	۶۵۱۰	
دتیا۔ مہاراجہ	۵۹۹۳	۱۵۲۶۰۷	×	۱۳	×	×	۲۲۱	۵۹۹۳	
دیواس سینیر راجہ	ایک لاکھ سے کم								
دھولپور۔ مہاراج رانا	۱۶۸۴۲	۲۳۵۹۲۹	×	۶۳	×	×	۲۱۵۲	۱۶۸۴۲	
ڈنگاپور۔ مہاراول	۷۷۲۲	۲۱۴۰۴۵	×	۷	×	×	۵۸۱۰	۷۷۲۲	
ایدر۔ مہاراجہ	۱۰۵۰۲	۲۴۸۰۸۱	×	۱۰۴	×	×	۳۵۹۹	۱۰۵۰۲	
خانپور۔ میر	۱۸۶۵۷۷	۳۹۹۲۰	×	۱۹	×	×	۶۶۷		۳۹۹۲۰
ارچھا۔ مہاراجہ	۸۱۲۸	۲۹۹۷۰۴	×	۲۵	×	×	۶۸۰۴	۸۱۲۸	

۹۶۶۱۸۳۰ ۴۴۴۷۴۲۷۸۰۴ ۱۰۲۴۳۵۵ ۲۲۴۵۱۵۱ ۱۴۵۹۳ ۶۵۶۳۰ ۲۱۰۱۹ ۴! -۹۱۸۱۱۵۸ - ۱۳۹۷۹۹۹۸

ان ریاستوں کے علاوہ قریب بیس اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں۔ ان کی آبادی اس فہرست میں شامل نہیں ہے۔ جن کی آبادی چند لاکھ پر مشتمل ہے۔

نام ریاست	مسلمان	ہندو معہ ادنیٰ اقوام	سکھ	عیسائی	جین	بدھ	دیگر	ہندو ریاستوں میں مسلم آبادی	مسلم ریاستوں میں ہندو آبادی
میواڑ۔ مہارانا	۵۳۸۳۳	۱۴۴۶۵۷۳	×	۴۹۷	×	×	۶۶۰۲۵	۵۳۸۳۳	
مارواڑ۔ مہاراجہ	۱۷۶۸۶۳	۱۸۳۴۶۸۲	×	۶۸۶	×	×	۶۱۳۷۵۱	۱۷۶۸۶۳	
دھار۔ راجہ	۱۶۸۵۱	۲۲۲۹۳۷	×	۲۲۱	×	×	۳۴۲۱	۱۶۸۵۱	
جاؤرا۔ نواب	۱۵۹۶۱	۸۱۸۹۸	×	۷۸	×	×	۲۲۲۹		۸۱۸۹۸
جھالاوار۔ راجہ رانا	۸۵۵۸	۹۶۶۳۴	×	۵۰	×	×	۲۶۴۸	۸۵۵۸	
رتلام۔ راجہ	۱۲۰۷۰	۸۹۶۱۶	×	۱۰۳۰	×	×	۴۶۰۵	۱۲۰۷۰	
کشن گڑھ۔ مہاراجہ	۶۵۹۷	۷۶۸۹۹	×	۱۵	×	×	۲۲۳۳	۶۵۹۷	
پرتاپ گڑھ۔ مہاراول	۳۹۱۴	۶۸۰۹۴	×	۶۷	×	×	۴۴۶۴	۳۹۱۴	
اجے گڑھ۔ مہاراجہ	۲۴۰۰	۸۲۹۴۸	×	۱	×	×	۵۸۶	۲۴۰۰	
سیلانا۔ راجہ	۱۶۷۸	۳۲۶۶۶	×	۳۳	×	×	۸۴۶	۱۶۷۳	
جیسلمیر۔ مہاراول	۲۲۱۱۶	۵۳۲۱۳	×	×	×	×	۹۲۶	۲۲۱۱۶	
	۹۹۸۲۶۷۱	۴۶۸۷۳۳۰۴	۱۰۲۴۳۵۵	۲۲۴۷۸۱۱	۱۴۵۴۹۳	۶۵۶۳۰	۱۶۲۴۷۵۴	۹۳۸۶۰۳۸	۱۳۳۷۵۸۵۴۶

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نقشہ محاصل ... ۱۸۲۲ ...

۳ء " " " " ۲۲۸ " "

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی مانند ہو۔ جو اوپر سے تو خوبصورت معلوم دیتی ہیں۔ مگر اندر مردوں کی ہڈیوں اور نجاست سے بھری ہوئی ہیں۔ ۲۸-۲۷-۳ متی

نمبر ۳ - اب بھیڑ بکری کا حال بھی سن لیجئے۔ ان سترہ شہروں کی آبادی ۴۸۹۰۳۳۷ ہے۔ جس میں ہندو، سکھ، مسلمان، عیسائی وغیرہ سب مذاہب شامل ہیں۔ مویشیوں کے علاوہ ان شہروں میں بھیڑ بکریاں ۲۲۶۶۱۵۵ ماری جاتی ہیں۔ قربانی کے دن جو ہزاروں جانور قتل کئے جاتے ہیں۔ ان سے الگ ہیں۔ گویا اوسطاً فی کس ۶۵ء۔ یعنی $\frac{۹۳}{۲۰۰}$ حصہ جانور فی سال آتا ہے۔ یا یوں سمجھو کہ دو سو آدمیوں نے ایک سال میں ۹۳ بھیڑ بکریاں کھائیں۔ یا قریباً نصف جانور فی کس۔ اگر عید والی قربانی کے ذبح شدہ جانور بھی شامل کئے جائیں۔ تو نصف جانور فی کس سے بھی زیادہ بڑھ جائیگا ہندوستان کی کل آبادی ۳۵۲۸۳۷۷۸۰ ہے۔ نصف جانور کے حساب سے ۱۷۶۴۱۸۸۸۹ بھیڑ بکریاں چاہئیں۔ مگر ہیں کل ۹۷۰۶۶۵۲۷ اس لئے یہ جانور تو چھ ماہ ہی میں ختم ہو جاویں گے۔ علاوہ ازیں میں نے ۱۹۳۵ء کی چوپایہ شماری میں دیکھا۔ کہ بھیڑیں ۱۹۳۰ء کی چوپایہ شماری سے ۱۵۰۰۰۰۰ کم ہو گئی تھیں۔ پہلے گورہ فوجوں کو ہفتہ میں ایک دفعہ بھیڑوں کا ماس دیا جاتا تھا۔ مگر اب بھیڑوں کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے بھیڑوں کا گوشت دینا بند کر دیا ہے۔ اور اس کے عوض میں گئو ماس دیا جانے لگا ہے۔ اس لئے آئندہ چوپایہ شماری میں جو ۱۹۴۰ء میں ہو گی گائیوں کا کم ہونا لازمی ہو گا۔ اس حساب کو لکھنے اور جاننے سے پہلے میرا خیال تھا۔ کہ ہندوستان میں ماس نہ کھانے والے بہت کم ہوں گے۔ مگر نہیں۔ گو مردم شماری میں گوشت نہ کھانے والوں کا شمار الگ نہیں کیا جاتا۔ تاہم میرا

نقشہ ۱ و ۲ تفصیل کیلئے لسٹ نمبر ۲۲۸ (B) ملاحظہ فرمائیے۔

۳ " " " ۲۲۸ (E) و ۲۲۸ (D) ملاحظہ فرمائیے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خیال ٹھیک معلوم پڑتا ہے۔ کہ گوشت کھانے والے درندوں کی اکثریت شہروں میں ہی آباد ہے۔ ان خود ساختہ بہادروں کو دشمنوں سے بچانے والے اور چھاتی تان کر دشمنوں کے آگے آنے والوں کی اکثریت دیہاتی لوگ ہیں۔ جو ماس نہیں کھاتے یا بہت کم برائے نام کھاتے ہیں۔ بلکہ ان کی خوراک گھی۔ دودھ۔ اناج۔ ساگ اور چھاچھ ہے۔ اس حساب کو لکھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ انسان کی خوراک ماس ہرگز نہیں۔ کچھ لوگوں کو مذہب نے ڈبویا اور کچھ کو یورپ والوں نے ورغلایا۔ جن کے ملک میں پہلے اناج پیدا نہیں ہوتا تھا۔ سمندر کے کنارے پر آباد مچھلیوں پر گذارہ کرتے تھے۔

اب میں دودھ کا ذکر کرتا ہوں

دودھ

اس قتل عام نے گھی کا تو قحط ڈال دیا ہے۔ جو گوشت خوروں کو معلوم نہیں ہوتا۔ گھی کی جگہ کروڑوں بلکہ اربوں انڈے استعمال ہونے لگے ہیں۔ بابو لوگوں کے گھروں میں درجنوں انڈے روزانہ استعمال ہوتے ہیں۔ انڈوں میں سے دو قسم کے لعاب نکلتے ہیں۔ جن کو زردی اور سفیدی کہتے ہیں۔ یہ بے کان کے جانوروں کے نر و مادہ کے نطفے ہوتے ہیں۔ مادہ کے برج کی سفیدی اور نر کے ویرج کی زردی ہوتی ہے۔ یہ زمانہ حال کے شائستہ لوگوں کا کھانا ہے۔ پنجابی کا ایک دوہہ ہے۔

دیکھ جٹ دی عقل گئی بھینس بیچ گھوڑی لئی۔ دودھ پینے تے گیا۔ لد چکنی پئی

یہی حال ان شائستہ تعلیم یافتہ لوگوں کا ہے۔ دودھ کے جانوروں کو ختم کر رہے ہیں۔ اور جانوروں کے نطفوں کو کھاتے ہیں حقیقت میں یہ اگھوری اسر یعنی جاہل مطلق تجارت پسند لوگوں کا کھانا ہو گا۔ یہ اس کو غٹ غٹ کر کے شیر مادر کی طرح نگل جاتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہندوستان کے صوبوں کی آبادی سنہ ۱۹۳۱

نام صوبہ	مسلمان	ہندو معہ اونے اقوام	سکھ	عیسائی	جین	بدھ	دیگر	میزان
پنجاب معہ صوبہ دہلی	۱۳۵۳۹۴۴	۶۷۲۸۴۵۱	۳۰۷۰۵۸۱	۴۳۱۷۷	۴۰۶۲۹	۵۷۹۹	۱۴۴۰۰۴	۲۴۲۱۷۰۹۸
یو۔پی	۷۱۸۱۹۲۷	۴۰۹۰۵۵۸۹	۴۶۵۰۰	۲۰۵۰۰۶	۶۷۹۵۴	۷۳۰	۱۰۶۰	۴۸۴۰۸۷۶۳
سینٹرل پراونس و برار	۶۸۲۸۵۴	۱۳۳۳۸۲۲۲	۱۴۲۴	۵۰۵۸۴	۷۷۸۹۵	۶۶	۱۲۵۳۸۶۰	۱۵۵۰۷۷۲۳
مدراس	۳۳۰۵۹۳۷	۴۱۲۷۷۳۷۰	۵۳۷	۱۷۷۴۲۷۷	۳۱۲۰۶	۱۳۵۹	۳۴۹۴۲۱	۴۶۷۴۰۱۰۷
بنگال	۲۷۴۹۷۶۲۴	۲۱۵۷۰۴۰۷	۷۳۲۰	۱۸۰۲۹۹	۹۱۶۷	۳۱۶۰۳۱	۵۳۳۱۵۴	۵۰۱۱۴۰۰۲
بہار اوڑیسہ	۴۲۶۴۷۹۰	۳۱۰۱۱۴۷۴	۵۶۵۳	۳۴۱۸۹۴	۳۷۳۴	۹۱۹	۲۰۴۹۱۱۴	۳۷۶۷۷۵۷۶
آسام	۲۷۵۵۹۴۳	۴۹۳۱۷۶۰	۲۴۹۷	۲۰۲۵۸۶	۲۶۳۶	۱۴۹۵۵	۷۱۱۹۰۳	۹۳۲۲۲۵۱
بمبئی	۴۴۵۶۰۹۷	۱۰۶۹۹۶۹۵	۲۰۸۹۱۷	۳۱۶۰۶۲	۲۰۰۰۱۵	۲۲۰۴	۲۳۳۶۵۹	۲۱۹۳۰۶۰۱
سندھ	۲۸۳۰۸۰۰	۱۰۱۶۷۰۴	۱۸۵۰۵	۱۵۱۳۳	۱۱۴۴	۵۳	۴۷۳۱	۳۸۸۷۰۷۰
صوبہ سرحد	۲۲۴۰۱۴۴	۱۴۲۹۷۷	۴۲۵۱۰	۱۲۲۱۳	×	۲	۷۱	۴۶۳۷۹۱۳
اجمیر مارواڑ	۹۷۱۳۳	۴۳۴۵۰۹	۳۴۱	۶۹۴۷	۱۹۴۹۴	۴	۱۸۶۱	۵۶۰۲۹۲
انڈیمان نکوبار	۶۷۱۶	۷۶۱۸	۶۴۹	۱۴۶۱	×	۲۹۱۲	۱۰۱۰۴	۲۹۴۶۳
بلوچستان	۴۰۵۱۰۹	۴۱۴۳۲	۸۳۶۸	۴۴۰۸	۳۲	۶۸	۲۵۵	۴۶۳۵۰۸
برما	۵۸۴۸۳۹	۵۷۰۹۵۳	۱۰۹۰۷	۳۳۱۱۰۶	۷۲۱	۱۲۳۶۷۶۸۹	۸۰۰۷۳۴	۱۴۶۶۷۱۴۶
کورگ	۱۳۷۷۷	۱۴۶۰۰۷	×	۳۴۳۵	۸۱	۳	۳۲	۱۶۳۳۲۷
تمام ہندوستان کے برٹش مقبوضوں کی آبادی سنہ ۱۹۳۱	۱۰۵۲۰۸۳۴	۲۵۱۲۳۴۳۳	۳۴۴۶۶۸	۱۲۷۴۲۱۷	۲۱۹۱۶۵	۹۱۲۰۰۸	۲۴۴۹۴۳	۳۰۹۰۵۴۲۷
تمام ہندوستان کے علاقوں کی آبادی سنہ ۱۹۳۱	۔	۔	۔	۔	۔	۔	۔	۳۱۲۰۵۲۲۵۱

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

آبادی ہندوستان حسب ذیل بابت ۱۹۳۱ سنہ

آبادی بابت ۱۹۳۱ سنہ

		لاہور	امرتسر
میزان کل آبادی	۳۵۲۸۳۷۷۷۸		
تعداد آبادی باشندگان گاؤں	۳۱۳۸۵۲۳۵۱		
تعداد آبادی شہر اور قصبوں کی	۳۸۹۸۵۴۲۷	میزان ۴۰۰۰۷۵	میزان ۲۶۳۲۱۰
دیگر	۸۷۸۵۴۲۷	۱۲۸	۲۰۵
بدھ	۱۲۸۰۶۴۵۵	۱۰	~
جین	۱۲۱۲۱۰۵	۷۲۵	۶۰۴
عیسائی	۶۲۹۶۷۶۳	۱۳۱۵۳	۱۵۵۵
سکھ	۴۳۳۵۷۷۱	۲۱۰۱۰	۳۱۸۵۵
ہندو معہ ادنی اقوام	۲۳۹۲۷۰۸۷۵	۱۲۷۰۱۶	۹۶۹۷۵
مسلمان	۷۹۸۹۰۳۸۲	۲۳۸۰۳۳	۱۳۲۰۱۶
تعداد گاؤں	۶۹۶۸۳۱		
تعداد شہروں و قصبوں کی	۲۵۷۵		

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں. اپنی روحوں کو ناپاک کرتے ہیں۔ اور زندگی بھر مختلف بیماریوں ہیں مبتلا ہو کر مرتے دم تک تکلیف اٹھاتے ہیں. جیسا کہ اس کتاب میں کسی دوسری جگہ انڈوں کی خصوصیت بیان کی گئی ہے۔ اب ہندو مسلمان. عیسائی. موسائی وغیرہ سب اس میں ڈوبے ہوئے ہیں

کسولی

کسولی کے نزدیک سناور سکول میں قریب پانچ چھ صد انگریز بچے پڑھتے ہیں. سال بھر کے لیئے ان کے واسطے ۰۰ ۵ ۱ ہزار درجن یا ۰۰۰ ۱۸۰ انڈوں کا ٹھیکہ ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ چالیس پچاس ہزار انڈے کیکوں وغیرہ میں خرچ ہوتے ہیں. گویا فی بچہ سال بھر میں قریب ۵۰۰ کے انڈے خرچ ہوئے، ہندوستان کی آبادی ۳۵۲۸۳۷۷۸ ہے۔ دنیا میں انڈے کھانے والے بہادر فی کس ایک دن میں ۷۰ اور ۸۰ تک بھی انڈے کھا جاتے ہیں اگر سال بھر کا حساب لگایا جائے۔ تو تعداد سنکھوں تک پہنچ جائے گی۔ مگر ۵۰۰ انڈے فی کس فی سال کے حساب سے بھی ہندوستان کی کل آبادی کے لئے ۹۰۰ ۱۸۸۸ ۱۷۶ ۱ چاہئیں. یہ کم از کم تعداد بھی کھربوں تک پہنچتی ہے۔ انڈوں کی اس تعداد کو مہیا کرنے کے لئے اربوں مرغیاں چاہئیں۔ اگر ہندوستان کی کل آبادی میں انڈے کھانے کا خیال پیدا ہو جائے۔ تو اتنے انڈوں کی پیداوار کے لئے اربوں مرغے مرغیاں چاہئیں۔ گویا تمام ہندوستان کے گاؤں قصبوں، شہروں کے ہر ایک گھر میں سوائے مرغیوں کے اور کچھ نظر نہ آئے۔ صرف مرغیاں اور بطخیں تمام آبادی میں چھا جائیں. دیسی مرغی سال بھر میں قریباً چالیس انڈے دیتی ہے۔ اور انگریزی مرغی قریباً تین صد تک۔

واہ ری تہذیب! افسوس کہ زمانے کی رفتار نے اچھے اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

برے کی تمیز کو دنیا سے اٹھا دیا۔ انڈوں کے علاوہ گھی کی جگہ مونگ پھلی کا تیل کثرت سے استعمال ہو رہا ہے۔ میونسپلٹیاں قانون بناتی ہیں ملاوٹی گھی بیچنے والوں پر جرمانے ہوتے ہیں۔ مگر وہ اصلی علاج کرنے سے قاصر ہیں۔ زیادہ تر چربی بھی استعمال ہوتی ہے۔ چربی کا خاصہ حلق میں چپٹ جاتا ہے۔ نیز بیماریاں پیدا کرنا۔ جہاں چربی سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ وہاں گھی کئی بیماریوں کے رفع کرنے کا علاج ہے اس لئے اگر گھی کو جنت اور چربی اور انڈوں کو دوزخ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ سمجھ دار لوگ اس وقت بھی سنبھلیں۔ اور اس قتل عام کو بند کروا کر ملک کو دودھ کے قحط سے بچا سکتے ہیں۔ اگر ان کو جانوروں پر رحم نہیں آتا۔ تو کم از کم اپنی آنے والی نسلوں پر رحم کریں۔ ان کو دودھ گھی سے محروم ہوتے ہوئے دیکھ کر کیوں توجہ نہیں دیتے۔

دودھ دینے والے مویشی

دودھ دینے والی گائیوں کی کل ہندوستان میں تعداد ۵۹۰۲۹۴۸۶ ہے۔ دودھ کی اوسطی مویشی جانچنے کے لئے ہم نے گورنمنٹ ڈیریوں کے دودھ دینے والے مویشیوں سے لی ہے۔ ڈیری فارم کے ۵۸۹۸ مویشیوں کی اوسط دودھ یومیہ فی گائے پانچ سیر آدھ پاؤ کے قریب اور فی بھینس[۱] چار سیر تیرہ چھٹانک ہے۔ دونوں کو جمع کر کے نو سیر پندرہ چھٹانک دودھ ہوا۔ فی مویشی پانچ سیر دودھ سمجھ لو۔ مگر ڈیری فارم کے مویشی چیدہ درجہ اول کے ہوتے ہیں۔ ہیں ہندوستان کے تمام مویشیوں کی جن میں زیادہ دودھ دینے والے اور بہت کم دودھ دینے والے سب شامل ہیں۔ اوسط دودھ کی مقدار

۱؎ یہ بیان اس خیال کے متضاد ہے۔ کہ بھینسیں گائیوں کی نسبت زیادہ دودھ دیتی ہیں۔ مگر یہ گورنمنٹ ڈاری فارموں کے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فی گائے یا بھینس ڈیری والے جانوروں سے لفظ لیتا ہوں. یعنی ڈھائی سیر فی مویشی۔ ملے جلے گائے اور بھینس اس طرح سے ۲۳۲۸۸ ۰۵۷+۱۴۵۶۱۹۸=۵۹۰۲۹۴۸۶ پانچ کروڑ نوے لاکھ انتیس ہزار چار سو چھیاسی کا بحساب ڈھائی سیر فی مویشی ۱۴۷۵۷۳۷۱۵ چودہ کروڑ پچھتر لاکھ تہتر ہزار سات سو پندرہ سیر دودھ یومیہ ہوا۔ اب بکریوں کا دودھ بھی شامل کرنا چاہیئے۔ ہندوستان میں بکریوں کی کل تعداد نر و مادہ بچے سب ۵۳۶۴۸۱ ۲۸ ہے۔ ان میں سے اگر چوتھا حصہ دودھ دینے والی سمجھیں۔ تو دودھ دینے والی بکریوں کی تعداد ۱۳۴۹۱۲۰ رہ جاتی ہے۔ فی بکری اوسطاً ایک سیر دودھ سمجھنا چاہیئے۔ یعنی جتنی دودھ دینے والی بکریاں اتنے سیر دودھ یومیہ۔ بھینسوں۔ گائیوں اور بکریوں کا کل دودھ بھینسوں گائیوں کا ۱۴۷۵۷۳۷۱۵ بکریوں کا ۱۳۴۹۱۲۰ سیر کُل دودھ ۱۶۰۹۹۲۸۳۵ سیر ہوا۔ اس طرح سے ہندوستان کی آبادی ۳۵۲۸۳۷۷۷۸ ہیں سب چھوٹے بڑے۔ بوڑھے۔ بچے نر و مادہ ہر ایک کے حصہ میں ۱۶۰۹۹۲۸۳۵×۱۶÷۳۵۲۸۳۷۷۷۸= ۷ ۱/۴ چھٹانک دودھ فی یومیہ آیا۔ مگر دودھ بہت کم انسانوں کو میسر آتا ہے۔ غرباء بے چاروں کو بکری کا دودھ مل جائے تو مل جائے۔ ورنہ نہیں۔ شہروں میں بھی آسودہ حال انسان دودھ استعمال کرتے ہیں مگر دوسروں کو تو اگر پیٹ بھر کر آٹا بھی مل جائے۔ تو غنیمت سمجھنی چاہیئے جو دودھ امراء کے استعمال سے بچ جاتا ہے۔ اس کا گھی نکالا جاتا ہے۔ مگر گھی کا خرچ شادیوں میں حلوائیوں کی دوکانوں وغیرہ پر اس قدر ہے۔ کہ اس سے ملک کا خرچ پورا نہیں ہوتا۔ اس لئے گھی کا قحط پڑا ہوا ہے۔ ادھر گورنمنٹ کا خیال ہے۔ کہ چار پانچ لاکھ مویشی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان کے کھانے میں استعمال ہو جائیں۔ تو نمایاں فرق نہیں پڑتا۔ اب میں یہ بھی ثابت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جانوروں کے مارنے سے کس قدر نقصان عظیم ہوتا ہے۔ گو میں نے ۱/۲ ۷ چھٹانک دودھ کی فی کس حصہ رسدی مقدار شمار کی ہے۔ مگر سب مویشی بارہ مہینے دودھ نہیں دیتے۔ جو مویشی سال بھر دودھ دیتے ہیں۔ نئے ہونے پر وہ کچھ عرصہ بند بھی رہتے ہیں۔ اس طرح سے ڈھائی سیر یومیہ دودھ کی مقدار پونے دو سیر رہ جائے گی۔ تاہم اگر دو پونے دو سیر دودھ بھی شمار کیا جائے۔ تو اس دودھ میں ایک انسان کا گذارہ چل سکتا ہے مگر بعض آدمی چار پانچ سیر دودھ یومیہ بھی پی جاتے ہیں۔ اگر بچوں کو بھی شامل کر لیا جائے۔ تو فی کس دو پونے دو سیر دودھ کی بجائے بہت کم مقدار سے پیٹ بھر جائے گا۔ اس میں زیادہ پینے والے بھی آ گئے۔ اور کم پینے والے بھی۔ بچے بھی اور بوڑھے بھی۔ اس حساب سے کم از کم ایک مویشی نے سال بھر میں ۳۶۵ انسانوں کا پیٹ بھرا۔ اور مویشی متواتر بیس سال تک اپنے آدمیوں کا پیٹ بھرتا رہے گا۔ گویا اپنی زندگی میں ۷۳۰۰ انسانوں کا پیٹ بھرے گا۔ مگر اس کے برعکس نمبر ا گوشت خور ایک مویشی کو تین دن میں نمبر ۲ چھ دن میں نمبر ۳ پندرہ دن میں ختم کر دے گا۔

بکری ایک سیر دودھ یومیہ کے حساب سے اگر دو دن میں ایک آدمی کا پیٹ بھرے۔ تو کم از کم چھ سال کی زندگی میں ۱۰۹۵ آدمیوں کا پیٹ بھرے گی۔ یا تین سال تک ایک آدمی کا گذارہ بغیر کسی دوسری خوراک کے ہو جائے گا۔

دلیل کا جواب ایک دفعہ میرے ایک مسلمان دوست نے جو گورنمنٹ ڈیری فارم کا منیجر تھا۔ بات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چیت میں کہا۔ کہ ہندو گائے کی جو اس قدر حفاظت کرتے ہیں وہ دوسرے طریقہ سے زیادہ کر سکتے ہیں۔ کہ بڑے بڑے شہروں میں اچھی نسل کی زیادہ دودھ دینے والی گائیں رکھ کر لوگوں کو دودھ مہیا کریں۔ اس سے ایک طرف اچھی نسل کے مویشی کی زیادتی ہوگی۔ اور دوسری طرف کام کرنے والوں کو منافع بھی کافی رہے گا۔ میں نے ان کو مختصر سا جواب دیا۔ کہ اول تو یہ بات خود غرضی پر مبنی ہے دوسرے دھرم سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔ دھارمک نقطہ نگاہ قدرتاً انسان کو گائے کی حفاظت ایک فرض قرار دیتا ہے۔ جس سے حفاظت کے سوال کا اقتصادیات سے تعلق نہیں رہ جاتا۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ ماں۔ بہن۔ بیٹی اور جورو میں کیا فرق ہے۔ سب اولاد پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ مگر سب مذاہب نے ماں کو ماں کی جگہ بہن کو بہن کی جگہ بیٹی کو بیٹی کی اور جورو کو جورو کی جگہ دینے کے احکام دیئے ہیں۔ اس لئے دھرم ہی ہے۔ جو انسان کو جائز اور ناجائز کی پرکھ بتاتا ہے مثل مشہور ہے۔ کہ ایک پاپی آدمی بیڑی کو لے ڈوبتا ہے۔ دوسری طرف ایک پن آتما جس کا پن پاپوں سے بڑھا ہوا ہو۔ پاپیوں کو بھی پار اتار دیتا ہے۔ اس لئے کیا یہ بات زیادہ اچھی نہیں۔ کہ اچھی زیادہ دودھ دینے والی گائیوں کے ہمراہ دوسروں کی بھی حفاظت ہو جائے۔ اس جگہ پر یہ نقطہ بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ کہ حفاظتی دھرم تو سب کی حفاظت کرتا رہے گا۔ جیسا کہ ہندوؤں کے رویہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ مگر جن لوگوں نے محض اقتصادی نقطہ کو مدنظر رکھا ہے۔ وہ حفاظت نہیں کر سکتے۔ جیسے کہ گورنمنٹ ڈیری فارموں میں گائیوں کے نوزائیدہ بچھڑوں کو ماتھے پر ہتھوڑا مار کر صرف اس لئے ہلاک کر دیا جاتا تھا۔ کہ ان کی پرورش کرنے میں خرچ زیادہ اور قیمت کم وصول ہوگی۔ اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

اب بھی ایسے نر بچھڑوں کو ایک ایک روپیہ میں فروخت کر دیا جاتا ہے
بلکہ بعض دفعہ بلا قیمت بھی دے دیا جاتا ہے۔ یہ ہے دھارمک جذبات
سے خالی اقتصادیات۔ ایسے لوگوں کو یہ فکر نہیں۔ کہ ایک دن انہوں
نے ایشور کے حضور میں جواب دینا ہے۔ لہذا ان لوگوں سے رحم اور
انصاف کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ واضح رہے۔ کہ امریکن ڈاکٹروں کی کمیٹی
نے دودھ انڈوں اور گوشت کا مقابلہ کر کے ثابت کیا ہے۔ کہ دودھ کا
ایک پیالہ جو چائے کے پیالہ کے برابر ہو۔ غذائیت کے اعتبار سے
ساڑھے تین انڈوں یا پونے چار اونس گوشت مرغن۔ یا ۱/۲ ۸ اونس
مٹروں کے برابر ہوتا ہے۔ اب ناظرین یہ سب مضمون کو پڑھ کر
مقابلہ کریں۔ کہ قدرت نے دودھ دینے والے مویشی اور بکری کو دودھ دینے
کے لئے پیدا کیا ہے۔ یا ان کو کھا کر ختم کر دینے کے لئے۔ دودھ تو
ہندوستان کے آسودہ حال طبقہ کو تو مل بھی رہا ہے۔ مگر غربا محروم ہیں
اس وقت جو مویشی قتل کئے جا رہے ہیں۔ اس سے گھی کا تو قحط پڑ گیا
ہے۔ اور اگر قتلوں کی یہی حالت جاری رہی۔ تو وہ دن دور نہیں۔ کہ
جب دودھ کا قحط بھی گھی کی طرح پڑ جائے گا۔ گوشت خور بالعموم شیر
کے گوشت کھانے کی مثال پیش کرتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا
شیر دودھ پیتا ہے۔ اور دودھ پر گذارہ کر سکتا ہے۔ اور دودھ پی
کر زندہ رہ سکتا ہے۔ نیز کیا انسان دودھ کے بغیر گذارہ کر سکتا ہے؟ اگر دونوں باتیں متضاد ہیں تو یہ
مثال یہاں صادق نہیں آ سکتی۔ حقیقت میں گوشت خوروں کے جسم گویا ہیں
(Incenrator) یعنے نجاست جلانے کی مشینیں ہیں۔ جن میں
گوئیں بھینسیں۔ سور بھیڑیں۔ بکریاں۔ بیل۔ بچھڑے۔ گھوڑے
گدھے۔ ٹٹو۔ خچریں۔ اونٹ۔ ہرن۔ کتے۔ کیڑے۔ مکوڑے اور دیمک
سانپ۔ الو۔ بجو حتیٰ کہ انسان ان سب کی نجاست آمیز لاشوں

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri
CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو اپنے شکموں میں ڈال کر سواہا کر دیتے ہیں۔ واہ رے انسان!
لفظ انسان انس سے نکلا ہے۔ اور انس کے معنے ہیں۔ محبت کرنے
والا۔ پس یہ اپنی محبت سے خدا کی مخلوق کو ہڑپ کرنے کی
کوشش میں لگا ہوا ہے۔ بارے خدا خود اس سے چھپا ہوا ہے
اگر اس کا کہیں سراغ مل گیا۔ تو اس کو بھی نوچ کر کھا
جائے گا۔

ناظرین میرے اس مضمون کو توجہ سے پڑھیں۔ اکثر مسلمان
بھائی باہمی بات چیت میں جواب دیتے ہیں۔ کہ ہندو گوؤں کو
پہلے گوروں کی خوراک سے بچاویں۔ تب ہم سے کہیں۔ ان کا خیال
بہت کچھ درست ہے۔ مگر انگریزوں کو ہندوستان سے دلی محبت
کیا ہو سکتی ہے۔ انہوں نے تو یہاں سے اقتصادی فائدہ اٹھانا ہے
جب تک کام بنتا رہے گا۔ یہاں رہیں گے۔ پھر ٹھوکر مار کر الگ
ہو جائیں گے۔ مگر مسلمان اس ملک کے باشندے ہیں۔ انہوں
نے ہندوؤں کے شانہ بشانہ رہنا ہے۔ دودھ کا ایسا سوال ہے
کہ اگر دودھ نہ ہو۔ تو اگر بڑوں کی نہیں۔ تو بہت سے چھوٹے بچوں کی
موت یقینی ہے۔ دوسرے اس ملک میں گئو اور سور کا سوال ایسا
ہے۔ کہ سال بھر میں کئی جگہ فسادات ہوتے ہیں۔ کئی آدمیوں کی موتیں
بھی واقع ہوتی ہیں۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر نقصان یہ ہے۔ کہ ملک بھر
میں ایک دوسرے سے بدظنی پھیل جاتی ہے۔ دوسرے مویشی
کی حفاظت سے صرف اکیلے ہندوؤں کو تھوڑے ہی فائدہ
ہوگا۔ اور اس سے مسلمانوں کو نقصان تھوڑے ہی ہوگا۔ ان حالات
میں کیوں دونوں مل کر دودھ کی حفاظت نہیں کرتے۔ گوشت کھانے
کی حضرت محمد صاحب کی مثال بھی جو حدیث شریف سے ملتی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہی ہے۔ کہ انہوں نے تمام زندگی میں چھ چھٹانک گوشت کھایا
مگر اس وقت مسلمانوں نے گوشت خوری کے رواج کو اس قدر
وسعت دی ہے۔ کہ ایک دفعہ سکھوں نے کہا تھا۔ کہ جو حکم وائسرائے
کی کونسل سے نکلتا ہے۔ وہ چھٹانک بھر کا ہوتا ہے۔ مگر باہر آ کر چھٹانک
کا من بھر ہو جاتا ہے۔ اور جب حکام عدالت اس پر عمل کرواتے
ہیں۔ تو ایک من کا سو من ہو جاتا ہے۔ یہی حالت اس وقت
گوشت خوری کی ہے۔ ملک کا امن اور خوش حالی سمجھدار اور عقلمندوں
کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ جاہل طبقہ فساد کی صورت میں ایک دوسرے
کو نقصان پہنچا کر خوش ہوتا ہے۔ مگر کنویں کے مینڈک کی طرح اس
فساد کا اندازہ اس کی سمجھ سے باہر ہوتا ہے۔ جو تمام باشندگان
ہند کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نظم

بے رحموں کا سردار

کچھ نہیں رحمان کی درگہ میں اس کا کار ہے
پیٹ قبرستان جس کا اور منہ خونخوار ہے
صحبت حق سے بھلا خونخوار ہو کب سرفراز
صاحب دل کیا بنے جس کی غذا مردار ہے
پیٹ کی دوزخ بھرے معصوم ذیروحوں سے جو
واسطے اس کے بھی اک دوزخ بڑی تیار ہے
رحم ہے از بس ضروری رحمت حق کے لئے
خالق رحمان قاتل سے بہت بیزار ہے
جیتے جی مرض و مصیبت میں رہے گا مبتلا
گوشت خوری کے نشہ سے جو کوئی سرشار ہے
ایزدی برکات کا تو بس وہی ہے مستحق
بے زبان حیوان کا دنیا میں جو غمخوار ہے
گوشت ہے خوراک جس کی حلق حیواں جس کی مشق
یہ خدا لگتی ہے۔ بے رحموں کا وہ سردار ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

पुस्तकालय
गुरुकुल कांगड़ी

گئو رکھشا کے متعلق ایک مسلمان

دوست کا نظریہ

ایک دن گاؤں کے قتل کے متعلق میری گفتگو اپنے ایک مسلمان دوست سے جو ادور سیر ہیں۔ ہوئی۔ انہوں نے دوران گفتگو میں اپنا خیال ظاہر کیا۔ کہ گئووں کے قتل میں مسلمانوں کا کچھ بھی قصور نہیں ہے اس کے ذمہ دار کلہم ہندو ہیں۔ انہوں نے وجہ یہ ظاہر کی۔ کہ مسلمان گائیں نہیں رکھتے۔ اور اگر رکھتے ہیں۔ تو بہت ہی کم۔ مسلمان دودھ کے لئے بھینسیں رکھتے ہیں۔ گائیں ہندو ہی رکھتے ہیں۔ اور جو گائیں ذبح ہوتی ہیں۔ ہندو ہی قصابوں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔ اگر ہندو قصابوں کے ہاں فروخت نہ کریں۔ تو گائیں ذبح نہیں ہوسکتیں دوسرے انہوں نے یہ بھی کہا۔ کہ انگریز چونکہ زیادہ گئو مانس ہی کھاتے ہیں۔ گائیں انہیں کے لئے قتل ہوتی ہیں۔ مسلمان مالی طور پر کمزور ہیں ان کی زیادہ تر آبادی گوشت کھا ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ گوشت خوری میں لاگت بہت زیادہ آتی ہے۔ میں نے دوستانہ طور پر ان کی باتوں کو غور سے سنا۔ اور ان کے خیالات پر بہت وچار کیا۔ آخر میں حسب ذیل نتیجہ پر پہنچا ہوں

میں یہ تو مانتا ہوں۔ کہ گورہ فوج کو بلاناغہ منظم طور پر گئو مانس دیا جاتا ہے۔ اور لاکھوں گائیں ان کے لئے سال بھر میں ماری جاتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ اور سیر صاحب کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ اسی سبب سے مسلمانوں کو بھی کھانے کا موقع مل جاتا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ بہت حد تک یہ بھی ٹھیک ہو۔ مگر جو حالات یا گوشوارہ میں نے ہندوستان کے سترہ شہروں کا اس کتاب میں دیا ہے۔ ان سترہ شہروں میں گئو ماس کھانے والوں کی تعداد ۱۶۱۷۰۵۳ تھی۔ انہوں نے سال بھر میں ۴۳۷۹۸ گائیں کھائیں۔ ہندوستان کے مسلمان اور عیسائیوں کی تعداد (مسلمان) ۷۹۸۹۰۳۸۲ + (عیسائی) ۶۲۹۶۷۶۳ ہے۔ یہ میزان ۸۶۱۸۷۱۴۵ جس قدر مویشی سترہ شہروں میں ۱۶۱۷۰۵۳ انسانوں کے لئے قتل ہوئے۔ اس حساب سے تو ۲۳۴۱۸۰۰ گائیں قتل ہونی چاہئیں۔ مگر چونکہ ہندو ریاستوں میں گئو ہتیا نہیں ہوتی۔ دوسرے دیہات کی آبادی گوشت کھانے کی شایق نہیں ہے۔ اس لئے قتل کم ہوتے ہوں گے۔ مگر اس حساب کی پڑتال سے یہ بات بالکل غلط ثابت ہوتی ہے۔ کہ گئو ہتیا کے لئے مسلمانوں کی نسبت انگریز زیادہ ذمہ وار ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کی اتنی بھاری تعداد کے مقابلہ میں انگریزوں کی دو ڈھائی لاکھ فوجی اور سول آبادی کچھ وقعت نہیں رکھتی۔

گئو رکھشا کا صحیح طریق

اور سیر صاحب کی گفتگو سے میں ایک خاص نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ وہ یہ کہ چونکہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں جو گئو بھکشک ہیں۔ ہندوؤں کی آبادی تقریباً تین گنا ہے۔ اس لئے اگر سب ہندو ریاستوں میں یہ قانون بن جائے۔ کہ گائیں اور بیل ان کی ریاست سے باہر نہ جا سکیں۔ جیسا قانون کہ ریاست کشمیر میں ہے۔ حکم عدولی کی صورت میں مجرموں کو قرار واقعی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سزا دی جائے۔ اور برٹش انڈیا کی ہندو آبادی اپنے شاستروں کے احکام کی پیروی کریں۔ اور دینی فرائض متعلقہ گئو رکھشا اور گئو سیوا کو اپنی دنیاوی اغراض پر ترجیح دیں۔ وہ بھی گائیوں، بیلوں کو مسلمانوں اور عیسائیوں کے ہاتھ فروخت نہ کریں۔ اور اگر کوئی شخص اس جرم کا مجرم پایا جائے۔ تو اس کا سوشل بائیکاٹ کر دیا جائے۔ اگر ہندو محض زبانی جمع خرچ سے نہیں۔ بلکہ حقیقی معنوں میں گئو بھگت بنیں تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ گائیوں کے ہندوؤں سے قاتلوں کے ہاتھوں میں جانے کا پرچار کامیاب نہ ہو۔ گاؤں میں نمبردار اس معاملہ کو ہاتھ میں لیں۔ شہروں میں بڑے آدمی اس کار ثواب کو انجام دیں۔ اگر یہ بات لوگوں کی سمجھ میں آجائے۔ اور کامیاب ہو جائے۔ تو گئو شالاؤں کی ضرورت بہت کم رہ جاتی ہے۔ ان کی ضرورت محض ان گائیوں کے لئے رہ جائے گی۔ جو لنگڑی لولی یا دودھ نہ دینے والی۔ یا بہت کم دودھ دینے والی ہوں گی۔ اگر ایک کے مقابلہ میں تین ہندو بھی گائیوں کو نہیں بچا سکتے تو اس سے سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔ کہ ہندوؤں کی گئو رکھشا کے متعلق چیخ و پکار محض فرضی ہے۔ اور ان کو اپنے مذہبی احکام کا کوئی پاس نہیں۔ اس حالت میں سوائے اس کے کہ گائیوں کا قتل عام جاری رہے۔ اور کیا بن سکتا ہے گائیوں کی عظمت گئو بھکشوں پر گائیوں کی عدم موجودگی میں موثر طور پر بڑی جلدی ثابت ہو سکتی ہے۔

راجہ اور رعیت کا فرض

اور سیبر صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ہندوؤں نے اپنے مذہب کو چار ورنوں میں تقسیم کیا ہوا ہے۔ ان میں ایک ورن ایسا بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ جس کو آبادی کے باہر ایک کنارے پر رہنا پڑتا ہے۔ اور وہ گئو مانس کھاتے ہیں۔ اور ان کو چنڈال کہا جاتا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ شائد آپ کا اشارہ چماروں کی طرف ہوگا۔ وہ لوگ شاذونادر مردہ جانوروں کو کھا لیتے تھے۔ (مردہ جانوروں کو کھانا پاپ نہیں خواہ وہ انسانی لاش ہی کیوں نہ ہو۔) گو کہ اپنی آتما کی ہانی ضرور ہے۔ (یعنی اپنے روح اور جسم کو ناپاک کرنا) مگر وہ گئو ہتیا نہیں کرتے اگر ان سے کسی طرح گئو ہتیا ہو جائے۔ تو وہ ایسا ہی پراسچت کرتے ہیں۔ جیسے کہ ہندوؤں کے دوسرے ورن یعنی برہمن۔ چھتری دیش وغیرہ۔ چنڈال حقیقت میں گئو ہتیا کرنے والوں کو کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ کم عقل لوگ پلیگ کے جرمز کے مانند پہلے دوسرے جانوروں پر پھر اس پر حملہ کرتے ہیں۔ جو مہاپاپ ہے کے علاوہ اس انسانی خوراک کے درختوں کو ضائع کرتے ہیں۔ جو انسان کے لئے اعلے سے اعلے چوٹی کی خوراک پیدا کرتی ہے۔ اگر یہ نہ ہو۔ تو انسانی زندگی حیوانیت میں تبدیل ہو جائے۔ راجہ کا انحصار رعیت پر ہے رعیت کی خوشحالی اناج اور دودھ کی کثرت پر اناج بیل کے بغیر اور عقل اور تندرستی بخشنے والا دودھ گائے کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اس لئے گئو کی رکھشا کرنا راجہ اور رعیت دونوں کا پرم دھرم ہے۔

انہوں نے اس بات پر بڑے زور سے بحث کی کہ کالکا سے اوپر چین کی حد تک سب ہندو گئو کو نہ سہی۔ مگر بکرے وغیرہ کو خود جھٹکا کر کھاتے ہیں۔ میں نے جواب دیا۔ کہ بے شک بہت سے ہندو ایسا کرتے ہیں۔ مگر ان کے قتل کو بھی مذموم خیال کیا جاتا ہے۔ دوسرے مذہبی رکاوٹ کی وجہ سے ہندو قصابوں کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوکانیں نہیں ہیں۔ پنجاب میں بڑے بڑے شہروں میں سکھوں نے کچھ دوکانیں کھلوادی ہیں۔ ان کو بھی مذموم خیال کیا جاتا ہے مگر مسلمانوں کے مقابلہ میں وہ دوکانیں برائے نام ہیں۔ اگر مسلمان قصابوں کی دوکانیں ہندوستان سے اٹھ جائیں۔ تو سکھ دوکانیں خود بخود اٹھ جائیں۔ سکھوں میں بھی اگر بیس آدمی جھٹکے کو جائز کہیں گے۔ تو اسی ۸۰ دھرم اور انصاف کے خلاف کہیں گے۔ مگر مسلمانوں میں یہ بات نہیں۔ اگر مسلمانوں میں بھی یہ بات دھرم اور انصاف کے خلاف ہوتی۔ تو کم از کم ہندوستان میں یہ فعل مذموم بہت کم نظر آتا۔

اب میں اپنی تچھ محنت کو پبلک کے روبرو پیش کرکے مضمون کو بند کرتا ہوں۔ اگر میری تحریر کسی ایک گوشت خور کے خیالات میں تحقیق کا مادہ پیدا کرکے اس کو اس فعل قبیح سے باز رکھے۔ تو میں اپنی محنت کو بارآور سمجھوں گا۔ اگر ان کے خیالات کے خلاف کوئی بات لکھی گئی ہو۔ تو مجھے معاف فرمایا جاوے۔ کیونکہ وہ بطور دلیل اور بحث درج کی گئی ہے

ادم شم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نظم

گوشت خور انسان اور سبزی خور حیوان کا مقابلہ

گوشت خور انسان نے جو طرز عمل رکھا روا
غور سے دیکھو تو ہے بے مثل اور حیرت فزا
اس کا یہ کردار گویا امتیازی ڈھال ہے
ڈھال سمجھا ہے جسے صحت کی وہ جنجال ہے
گوشت کھاتا ہے جو وہ دو قسم کے حیوان کا
اس میں ہے ہر طرح خطرہ اس کے جسم و جان کا
ایک کی تو گھاس اور سبزی پر ہوتی ہے گذر
دوسرا ہے زندگی کرتا غلاظت پر بسر
ایک میں خرگوش چیتل اور ہرن ہوتے شمار
دوسرے میں مرغیاں، سور، بطخ ہیں حصہ دار
جستجو میں ایک کی ہے گشت کرتا بار بار
خون سے کرتا ہے ان کے کوہ و جنگل لالہ زار
قسم ہے جو دوسری گھر پر ہے اس کو پالتا
جی میں جب آجائے ان کی جان ہے لے ڈالتا
تو ندان کے گوشت سے بھر کر ہے کہتا برملا
لطف ہے کام و دہن کو آج خوب حاصل ہوا

دوسری طرف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیکن انساں گوشت خور حیوان کو کھاتا نہیں
خیال بھولے سے کبھی اس کی طرف جاتا نہیں
زہر قاتل کا اثر ہوتا ہے ان کے گوشت میں
ہوتی ہے بد بو نہایت استخوان پوست میں
اس کے کھانے سے پہنچ جاتا ہے نقصان عظیم
حالت انسان ہو جاتی ہے حد درجہ سقیم
اس سے لگ جاتی ہیں انساں کو کئی بیماریاں
جان کا خطرہ ہے اس میں زندگانی کا زیاں
غور کرنا سوچنا کیا فرض انسانی نہیں؟
نفع و نقصاں سمجھنا غرض انسانی نہیں؟
گوشت کر دیتا ہے پیدا زہر جب حیوان میں
کیا نہیں کر سکتا پیدا وہ یہی انسان میں؟
ان سوالوں کا تو ہے بس ایک ہی سیدھا جواب
گوشت کر دیتا ہے۔ انسانوں کی بھی حالت خراب
زہر بد بو چھوت پیدا کرنا اس کا خاص کام
گوشت خور انسان کو ملتا ہے آخر یہ انعام

صحت حیوان کو ہے پہنچتا جس سے ضرر
اس میں ہے لاریب جسم و جان انسان کو خطر
نفع و نقصاں جو ہر بات میں ہے۔ تول لے
روگ کیوں انسان عاقل اپنے ہاتھوں مول لے
مرد آخر بیں جو ہے وہ بھی اک بندہ ہے
بخت اس کا بے شبہ فرخندہ و تابندہ ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گائے کی قربانی کا خاص حکم نہیں

اسلام اور مسیحی دین کے احکام کا ضروری نچوڑ

(مولانا منوّر خاں صاحب ساغرؔ علیگ)

کے قلم حقیقت رقم سے

مسلمان اور عیسائی گائے کا گوشت کھاتے ہیں۔ مسلمان اس کے لئے یہ دلیل بطور جواز پیش کرتے ہیں۔ کہ جن جانوروں کی قربانی کا حکم اسلام میں پایا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک گائے بھی ہے عیسائی کہتے ہیں۔ کہ بائیبل میں جانوروں کی سوختنی قربانی کا حکم اور ذکر ہے۔ اس لئے گائے کا گوشت کھانا جائز ہے

ان دونوں دلائل کو اگر تحقیقات کی کسوٹی پر کسا جائے۔ تو ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ دونوں دلیلیں جائز نہیں ہیں۔ کیونکہ خود اسلام اور عیسائیت نے گائے کی قربانی اور گائے کا گوشت کھانا لازمی قرار نہیں دیا۔

گاؤکشی فرض نہیں ہے

اسلام نے اپنے پیروؤں کے لئے جو چیزیں فرض قرار دی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ وہ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ ہدیہ ہیں۔ لیکن گاؤکشی فرض نہیں۔ اسلام میں اسے مباح قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے وہ رکن اسلامی نہیں ہے۔ اسلام یہ حکم نہیں دیتا۔ کہ مسلمان لازمی طور پر گائے ہی ذبح کریں۔ اگر مسلمان گائے ذبح نہ کریں۔ یا گائے کی قربانی نہ کریں۔ تو ان سے کوئی جرم یا گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ اور نہ ان سے کوئی مواخذہ کیا جا سکتا ہے

احادیث کیا کہتی ہیں

اسلام میں قربانی کے مسئلہ کے تائید حدیث سے ہوتی ہے چنانچہ ایک حدیث میں جس کے راوی عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔ ذکر ہے کہ "عرض کیا ایک شخص نے کہ یا رسول اللہ اگر نہ ہو میرے پاس سوائے دودھ دینے والی ایک اونٹنی کے تو کیا میں اس کو قربان کر دوں؟۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے۔ نہیں۔ یعنی تو اس اونٹنی کو قربان نہ کر۔ بلکہ تو اپنے بال مونڈ اور اپنے ناخن کاٹ۔ اور اپنی مونچھیں کٹوا۔ اور زیر ناف کے بال صاف کر خدا کے نزدیک یہی تیری پوری قربانی ہے"۔

اس حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام میں قربانی نہ لازمی ہے اور نہ ہی فرض ہے۔ بلکہ اس کا بدل موجود ہے۔ حدیث سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ اگر دودھ دینے والے جانور کے سوا کوئی اور جانور قربانی کے لئے موجود نہ ہو۔ یا دودھ دینے والے جانور کے علاوہ اور کوئی جانور خریدنے کی طاقت نہ ہو۔ تو اس دودھ دینے والے جانور کی قربانی ہرگز نہ کرنی چاہیے۔ بلکہ انسان اس کی جگہ اپنے بال منڈوا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لے۔ ناخن کٹوائے وغیرہ۔ کیونکہ خدا کے نزدیک یہی عمل قربانی کے قائم مقام ہو جائے گا۔

اس حدیث کے مطابق مسلمانوں کو گائے کی قربانی ترک کر دینی چاہیئے۔ کیونکہ وہ دودھ دینے والی چیز ہے۔

حضرت صاحب نے صرف ایک مرتبہ قربانی کی

احادیث سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت صاحب نے اپنی ساری زندگی میں صرف ایک مرتبہ گائے کی قربانی کی۔ مگر وہ بھی اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ اپنی بیویوں کی طرف سے۔ چنانچہ صحیح البخاری اور ابن ماجہ وغیرہ کتب احادیث میں حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ کہ قربانی کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عورتوں کی طرف سے گائے کی۔

صحیح بخاری میں دوسری روایت جابر بن عبداللہ سے یہ ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے مدینہ میں تو قربانی کی اونٹ کی یا گائے کی

اس روایت سے صاف ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ قربانی کا جانور اونٹ تھا۔ یا گائے تھی۔

حضرت محمدؐ صاحب نے اپنی عورتوں کی طرف سے ایک مرتبہ گائے کی قربانی کی۔ نہ کہ اپنی طرف سے۔ اس بارہ میں جو احادیث ہیں۔ ان کی روایت حضرت جابر سے مُسلم نے اور ابوداؤد نے بھی کی ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ سے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی اسے نقل کیا ہے۔ ان سب احادیث سے آشکارا ہے۔ کہ رسول عربی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نے اپنی طرف سے کبھی گائے کی قربانی نہیں کی
رسول کا ہر قول اور فعل سنت قرار پایا جس کی تعمیل مسلمان کر رہے ہیں۔ اس لئے جب رسول نے اپنی طرف سے گائے کی قربانی نہیں کی۔ تو یہ فعل سنت ہے۔ اور مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ یہ مسئلہ قابل غور ہے۔ کہ حضرت محمدؐ صاحب نے اونٹ تو ایک وقت دو دو سو قربانی کئے۔ مگر تمام عمر میں گائے کی صرف ایک مرتبہ۔ اور وہ بھی اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت صاحب گائے کی قربانی کو نہ اتنا ضروری سمجھتے تھے اور نہ اس پر اس قدر اصرار کرتے تھے۔ جتنا کہ ہندوستان کے اکثر مسلمان سمجھتے اور کرتے ہیں۔ اسلامی کتب کی چھان بین کرنے سے بھی یہ ثابت نہیں ہوا۔ کہ حضرت صاحب نے خود بھی گائے کا گوشت کبھی رغبت کے ساتھ استعمال کیا۔ جب حقیقت یہ ہے۔ تو مسلمانوں کو گاؤ خوری پر کیوں اتنا اصرار ہوتا ہے

قرآن شریف اور گاؤ کشی

احادیث سے بڑھ کر اور نہایت بلند مرتبہ قرآن شریف کا ہے اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ قرآن میں گاؤ کشی کا کیا حکم ہے۔ بڑی تلاش سے پتہ چلا۔ کہ قرآن میں نہ گاؤ کشی اور نہ گائے کی قربانی کا کوئی صاف اور صریح حکم موجود ہے۔

قرآن میں سب سے پہلی سورت گائے کے متعلق سورہ بقرہ ہے مگر اس میں یہودیوں کے متعلق ایک قصہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ان کے ہاں قتل کی ایک واردات ہوگئی۔ قاتل کی تلاش کی غرض سے لوگ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنے پیغمبر حضرت موسےٰ کے پاس گئے۔ تو خدا نے حضرت موسےٰ کی زبان سے کہلوایا۔ کہ ان لوگوں سے کہہ دو۔ کہ تم ایک گائے ذبح کرو۔ اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا مقتول کے منہ پر رکھ دو۔ اس سے تم کو قاتل کا نام و نشان معلوم ہو جاوے گا۔ اس قصہ کے سوائے سورہ بقر میں گاؤ کشی اور نہ گائے کی قربانی کا کوئی حکم ہے۔ ظاہر ہے کہ سورہ بقر میں تو مسلمانوں کے لئے گاؤ کشی یا قربانی گاؤ کی کوئی ہدایت ہی نہیں ہے۔

گائے کی قربانی کا حکم نہیں

اسلام میں گائے کی قربانی کا حکم حج کے موقعہ پر آیا ہے۔ یعنی حلال جانور کی قربانی کا حکم ہے۔ جن میں گائے بھی شامل ہے مگر حج کی قربانیوں میں کسی جگہ بھی گائے کی قربانی کا خاص طور سے حکم نہیں ہے۔ سورہ حج میں ایک آیت ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ "اور ہر فرقہ کے لئے ہم نے مقرر کی قربانی۔ تاکہ یاد کریں اللہ کا نام اس رزق پر جو دیا خدا نے ان کو مویشیوں سے"۔ اس آیت میں بھی گائے کی قربانی کی کہیں تخصیص نہیں

گوشت اور خون مطلوب نہیں

سورہ حج میں جو حکم ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ ہرگز نہیں پہنچتا اللہ کے پاس (قربانیوں کے) گوشت نہ ان کے خون۔ البتہ پہنچتا ہے۔ اللہ کے پاس تمہاری طرف تمہارا تقوےٰ (پرہیزگاری) اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آیت سے ثابت ہے۔ کہ خدا کو قربانیوں کے گوشت اور خون کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ انسان کی صرف پاک بازی اور پرہیزگاری کا خواہاں ہے اس لئے اگر مسلمان قربانی خصوصًا گائے کی قربانی نہ کریں۔ اور پاکبازی و پرہیزگاری کو زندگی کا شعار بنائیں۔ تو وہ مقبول خدا ہو جائیں۔

گوشت کے مقابلہ میں دودھ کے فوائد

قرآن کی ایک سورت کا نام سورہ "مومنون" ہے: اس کی ایک آیت کا ترجمہ یہ ہے۔

اور یقینًا تمہارے لئے چوپائے جانوروں میں نصیحت ہے پلاتے ہیں۔ ہم تم کو ان چیزوں میں سے جو ان کے پیٹ میں ہیں (دودھ) اور تمہارے لئے ان میں کثیر یعنے بہت فائدے ہیں۔ اور بعض کو تم ان میں سے کھاتے ہو۔

اس آیت میں تو صاف ظاہر کر دیا گیا۔ کہ چوپایوں میں جتنے جانور دودھ دینے والے ہیں۔ ان کا گوشت نہ کھانا چاہیئے۔ کیونکہ دودھ دینے والے جانوروں کا گوشت کھانے میں اتنا فائدہ نہیں جتنا کہ ان کے دودھ۔ گھی وغیرہ میں ہے۔ اس لئے آیت میں لفظ کثیرۃً آیا ہے۔

اس آیت کے مطابق گائے کشی گھاٹے یا نقصان کا کام ہے اور جو لوگ اس کا دودھ و گھی چھوڑ کر اس کے گوشت کے لئے اسے ذبح کرتے ہیں۔ وہ خدا کے کثیر عطیوں کی قدر نہیں کرتے۔ صرف اس ایک آیت سے ترک گاؤ کشی ثابت ہے۔

کتابوں میں ایسی احادیث درج ہیں۔ جن میں گائے کے دودھ کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوا اور اس کے گوشت کو بیماری بتایا گیا ہے۔ اگر مسلمان ان احادیث کو صحیح نہ مانیں۔ اور ان پر عمل نہ کریں۔ تو مذکورہ بالا آیت سے تو ان کو انکار نہیں ہو سکتا۔

گائے سے اقتصادی اور طبّی فائدے

گائے سے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس کی ہستی کو اگر اقتصادی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے۔ تو وہ کئی طور سے انسان کے لئے نہایت مفید پڑتی ہے۔

نمبر ا ہندوستان میں گرمی اور خشکی بہت ہوتی ہے۔ گوشت اگر موسم کے اعتبار سے مفید ہو سکتا ہے۔ تو سرد ملکوں میں۔ گرم ملکوں میں نہیں اسلئے ہندوستان جیسے گرم ملک میں تو گائے کا دودھ۔ دہی مکھن گھی اور چھاچھ زیادہ مفید ہے۔

(نوٹ از مصنف) میری عمر ۶۲ سال کی ہے۔ میں سردی۔ گرمی بارہ مہینہ کسولی میں رہتا ہوں۔ سردی کے موسم میں حرب پارہ ۳۲ ڈگری تک گرجاتا ہے۔ اور ماسوائے پانی پیشاب بھی کرتے کرتے جم جاتا ہے میں نے گوشت کو کبھی چھوا تک نہیں۔ موسم سرما میں جب راتیں بڑی ہوتی ہیں۔ سردی کے سبب بستر سے انگلی نکالی موت برابر ہوتی ہے۔ میں ہمیشہ تین بجے رات کو اٹھتا ہوں۔ صبح ہونے سے پہلے اپنے نت نیم سے فارغ ہو جاتا ہوں۔ پھر میں کس طرح کہوں۔ کہ سرد ملکوں میں انسان بغیر گوشت نہیں رہ سکتا ہے۔ البتہ سکیمو بغیر گوشت نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ وہاں کھیتی باڑی پیدا نہیں ہوتی۔ ان کی زندگی کا حال اس کتاب میں پڑھئے۔ انکا رہن سہن سب حیوانوں پر ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نمبر۲۔ گائے کا دودھ اکسیر ہے اس لئے بہت سے امراض میں استعمال کیا جاتا ہے۔

نمبر۳۔ شیر خوار بچوں کی نشو ونما کے لئے لازمی ہے۔ اس دودھ سے گھی۔ دہی۔ چھاچھ۔ مکھن۔ کھویا۔ ربڑی پنیر تیار ہوتے ہیں اور یہ چیزیں انسان کی صحت۔ طاقت اور درازئے عمر کے لئے بہت مفید ہیں

نمبر۴ گائے کے بچھڑوں سے کاشت کاری میں بے انتہا مدد ملتی ہے۔

نمبر۵۔ گائے کا گوبر لپائی۔ صفائی میں کام آتا ہے۔ اور وہ جراثیم کش ہے

نمبر۶۔ گائے بیل کے چمڑے سے انسانی ضرورت کی متعدد اشیاء تیار ہوتی ہیں۔

نمبر۷۔ گائے کا پیشاب کئی امراض میں کام آتا ہے۔

نمبر۸۔ اسلام میں ہمسایہ اقوام کی دلداری اور ان کے جذبات کا احترام کرنے کا حکم آیا ہے۔ گاؤکشی نہ کرنے سے ہندوؤں کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات نہایت دوستانہ رہ سکتے ہیں۔ اور ملک میں امن وامان قائم رہ سکتا ہے۔

نمبر۹۔ گائے اور بیل سواری اور بار برداری کے کام دیتے ہیں۔

نمبر۱۰۔ طبی کتابوں میں گائے کے گوشت کو دیر ہضم۔ غلیظ خون اور سوداوی باہ اور عارضہ پیدا کرنے والا بتایا گیا ہے۔ اس سے کئی سخت امراض پیدا ہوتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مسلم اکابرین کی رائیں اور فتوے

مسلمانوں میں جو بزرگ۔ صلح پسند۔ بنی نوع انسان کے ہمدرد امن پسند اور ملک کے خیر خواہ گذرے ہیں۔ انہوں نے گاؤکشی کے خلاف رائیں دیں۔ فتوے اور احکام صادر کئے۔ اور حدود جبر کی کوشش کی۔ ان میں سے بعض کا ذکر حسب ذیل ہے۔

خلیفہ عبدالملک امیہ خاندان کا ایک مشہور خلیفہ عبدالملک بن مروان تھا۔ اس نے عراق عرب سے ویرانی دور کرنے کی خاطر حکم دیا تھا۔ کہ آج سے گائے ذبح نہ ہونے پائے اور کوئی مسلمان اس کا گوشت نہ کھائے۔ اس حکم کی بدولت جو زراعت کی ترقی کے لئے تھا۔ گاؤکشی فوراً بند ہو گئی

اکبر اعظم اور جہانگیر ہندوستان میں شہنشاہ اکبر اپنی سالگرہ اور تخت نشینی کے دن بیٹوں اور پوتوں کی سالگرہ کے دن جانوروں کا ذبح کیا جانا قانونی طور پر ممنوع قرار دیا تھا۔ جہانگیر نے یہ دستور نہ صرف قائم رکھا۔ بلکہ قرار دیا۔ کہ سال کے تقریباً نصف حصہ میں جانور ذبح نہ کئے جاویں اس نے گاؤکشی کی قطعی ممانعت کر دی تھی۔

شہنشاہ بابر ظہیر الدین بابر فرمانروائے ہندوستان کا ایک فرمان کتب خانہ بھوپال میں موجود ہے۔ جس میں گائے کی قربانی ممنوع قرار دی گئی ہے

شاہ قابل امیر حبیب اللہ خاں والئے افغانستان ہندوستان آئے۔ تو نماز عید کے موقعہ پر دہلی میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تجویز کیا۔ کہ گائے کی قربانی نہ کی جائے

نظام حیدر آباد نظام کے حکم سے ریاست حیدر آباد میں گاؤکشی ممنوع ہے۔

مسٹر مظہر الحق بہار کے مقتدر بیرسٹر اور سیاسی لیڈر ہیں۔ آپ کی رائے ہے۔ کہ گائے کی قربانی تمام ہندوستان میں بند کی جائے۔

مسیح الملک حکیم اجمل خاں مولانا عبدالباری اور علمائے افغانستان کا فتویٰ ہے کہ گائے کی جگہ کسی اور جانور کی قربانی مذہب اسلام کے اصول کے خلاف نہیں ہے۔ میری برادران اسلام سے اپیل ہے۔ کہ جہانتک ممکن ہو۔ مسلمان بقر عید پر قربانی گاؤ سے پرہیز کریں

نواب کرنال خاں بہادر نواب عمر دراز علی خاں کی رائے ہے کہ ہم سب لوگوں کو چاہیئے۔ کہ ایک دل اور ایک جان ہو کر گئو رکھشا کے لئے کوشش کریں۔ اور جہاں تک ہو سکے اس کار آمد اور مفید حیوان کی پرورش میں بالاتفاق مدد کریں۔

مولانا عبدالباری فرنگی محل لکھنؤ مسلمانوں کے مذہب نے دلآزاری روا نہیں رکھی۔ اس لئے گائے کی قربانی نہ ہونی چاہیئے۔

بائبل اور انجیل

بائبل اور انجیل میں بھی گاؤکشی روا نہیں رکھی گئی۔ چنانچہ حضرت اسماعیل کے صحیفہ باب ۲۲ میں لکھا ہے۔ کہ خداوند سوختنی قربانیوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے خوش ہوتا ہے۔ یا اس لئے کہ اس کا حکم ماناجائے۔ دیکھ کہ حکم ماننا قربانی چڑھانے سے بہتر ہے۔

زبور میں ایک جگہ آیا ہے۔ کہ جو شخص بیل ذبح کرتا ہے۔ اس کی مانند ہے۔ جس نے ایک شخص مارڈالا۔ زبور میں دوسری جگہ درج ہے۔ کہ خداتعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ میں تیرے گھر کا بیل نہ لوں گا

انجیل متی۔ باب ۱۳۔ آیت یہ ہے۔ کہ میں قربانی کو نہیں، بلکہ رحم کو چاہتا ہوں۔

بائیبل اور انجیل کے ان احکام اور دیگر احکام سے ظاہر ہے کہ گائے کی قربانی جائز نہیں

مختصر یہ کہ گائے جو ہر طور سے انسانوں کے لئے مفید جانور ہے۔ اسلام اور عیسائیت دونوں نے اس کی قربانی کرنے یا گوشت کھانے کو لازمی یا فرض قرار نہیں دیا ہے۔ اس لئے ہندوستان کے مسلمانوں اور عیسائیوں کو چاہیئے۔ کہ گائے کے ذبیحہ اور اس کے گوشت کھانے سے قطعی پرہیز کریں۔ اس میں خود ان دونوں اقوام کی بھلائی ہے۔ اور ان کو گوناگون زبردست فوائد پہنچیں گے

(نوٹ از جانب مصنف)

میں اپنے دوست کے مضمون کا مشکور ہوتا ہوا۔ ناظرین کتاب کی سیوا میں التماس کرتا ہوں۔ کہ دھارمک کتابوں کی عبارت کو خواہ وید کی ہوں۔ یا قرآن کی۔ یا دوسری کتب کی۔ گئو رچھا کہا گیا ہے کیونکہ گئو کو جہاں ہندو ماتا کے سمان مان کر اس کی سیوا کرتے ہیں۔ اور اس کے گھی دودھ وغیرہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں وہاں قصاب چند منٹوں میں اس کا سرتن سے جدا کر کے محض اپنی نفس پروری کے لئے اپنے ہم جنسوں کو نقصان عظیم پہنچاتے ہیں۔ مگر گئو کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان دونوں میں سے کسی کے ہمراہ جانے میں انکار نہیں ہوتا۔ نیکی اور بدی کے توازن کا ترازو ان کے دماغ سے کوسوں دور ہے۔ ان کی سمجھ قفل کے اندر بند ہے۔ اس کتاب میں مسلمان صاحبان کے دو مضمون درج ہیں۔ ایک شیخ الہ دین صاحب لدیانوی کا۔ جنہوں نے گئو کشی ثابت کرنے کے لئے۔ ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا ہے اور عبارت ایسے پیرایہ میں لکھی ہے۔ کہ انہوں نے اپنی طرف سے انسانی رواداری کو ٹھوکریں مارتے ہوئے کوسوں دور بھگا دیا ہے۔ مولوی صاحب جیسے اور بھی ہزاروں مسلمان ہندوستان میں موجود ہیں۔ جو نہ انصاف کی رو سے اور نہ ملک کی بہتری کے خیال سے اور نہ ہی ان کے ساتھ صدیوں سے بستے ہوئے ہندو قوم کی رواداری کے خیال سے اس مسئلہ پر وچار کرتے ہیں۔ اگر وہ ان پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو پر ہی غور کریں۔ تو ہندوستان کی قسمت کا ستارہ آج ہی پلٹ سکتا ہے۔

دوسری طرف مولانا منور خاں صاحب کا یہ تردیدی بیان کیسی خوبی اور وضاحت کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ اور کیسی خوبی سے اصلیت ظاہر کی گئی ہے۔ حضرت صاحب نے دودھ دینے والی اونٹنی تک کو ذبح کرنے سے منع کر دیا۔ دودھ دینے والے جانوروں کی تعریفیں کی گئی ہیں۔ اور صاف طور پر بتایا ہے۔ کہ گاؤ کا دودھ فائدہ مند اور گوشت نقصان دہ ہے۔ مگر نادان جاہل لوگ ملک میں فتنہ اور فساد پھیلانے میں خوش ہوتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے۔ کہ ان کا یہ راستہ غلط اور جہنم میں لے جانے والا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

Entered in Database
2/2/66
Signature with Date

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar.

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar